# تاریخ ابن خلدون

## جلد پنجم

حصہ ہفتم، ہشتم، نہم ودہم

مصروشام پر ممالیک کی متحدہ سلطنت

صلیبی جنگوں کا خاتمہ، سقوط بغداد

آل سلجوق، خوارزم شاہ، چنگیز خان کا طوفان

مسلم ممالک کی تباہی وبربادی کے حالات

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

كتابُ العِبَر وديوانُ المبتدأ والخبر فی أیّامِ العرب
والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوی السلطان الاکبر

المعروف بہ

# تاریخ ابن خلدون

## جلد پنجم

حصہ ہفتم، ہشتم، نہم و دہم

اس جلد میں ماوراء النہر سے مراکش تک پھیلی ہوئی عباسیہ سلطنت کے کھنڈروں پر سلجوقی اور خوارزم شاہی خاندانوں کی آزاد اور خود مختار ریاستوں کے حالات، جن میں طغرل، سنجر، الپ ارسلان اور محمد خوارزم شاہ جیسے بہادر سلطان پیدا ہوئے۔ مصر اور شام پر ممالیک سلاطین کی متحدہ سلطنت، صلیبی جنگوں کا خاتمہ سقوط بغداد، آل سلجوق، خوارزم شاہ، چنگیز خان کا طوفان، مسلم ممالک کی تباہی و بربادی اور عبرت ناک انجام

تصنیف
علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب وتبویب
منیر احمد نعیم ایم۔ اے

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

**AI-FAISAL NASHRAN**
Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 7230777 Fax :09242-7231387
http:www.alfaisalpublishers.com
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

جولائی 2004ء
محمد فیصل نے
ندیم یونس پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

# فہرست

## حصہ ہفتم

### باب-۱

### سلطنت سلجوقیہ



### باب۲

### برکیاروق بن سلطان ملک شاہ

باب ٣

سلطان محمد بن ملک شاہ

باب ۴

سلطان محمود بن سلطان محمد

باب ۶

## سلجوقیہ کا زوال

### سلطان محمد بن سلطان محمود

## حصہ ہشتم

### باب ۱

### شام میں سلطنت بنو تتش

باب۲

## سلجوقی سلطنت قونیہ میں

باب ۳

سلجوقی سلاطین خلاط وارمینیہ

باب۴

## فرنگیوں سے جنگیں

باب ۵

دیار بکر کی سلطنت بنوارتق

## باب ۶

## سلطنت زنگی الجزیرہ وشام

## یمن کے دیگر واقعات

## باب ۸

### سلطان صلاح الدین کے جانشین



### ملک عادل کی کامیابیاں



### یمن کے حکمران



### شاہ ارمن سے مقابلے

## طرابلس کے حالات



باب ۳

## منصور قلاون کے جانشین



## کتبغا کی بادشاہت



## لاشین کی بادشاہت

## مشکفی کی خلافت



## تاتاریوں کو شکست فاش



## ارمنوں کے حالات

## بیبرس کا عہد حکومت



## تیسری بار ناصر کی حکومت



## حماۃ پر ایوبی خاندان کی حکومت

## عرب قبائل کی بغاوت



## الجائی یوسفی کی بغاوت اور ہلاکت



## غلامان بیتقا کی رہائی



## علی بن اشرف المنصور کی بادشاہت



## ایبک کا عروج و زوال



## انیال کا زوال



## اہل بحیرہ کی بغاوت

باب ۹

## حکومت خاندان شیخ حسن



باب ۱۰

## ایران میں بنو مظفر یزدی کی حکومت



## ارتنا کی حکومت



## سلطنت بنو عثمان ترکی میں

# حصہ ہفتم

# سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین اور فتنۂ تاتار

## باب ۱

# سلطنت سلجوقیہ

# سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان

### سلجوقی ترک

اسلامی ممالک پر سلاطین سلجوقیہ نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام مشرقی ممالک میں مصر کی حدود تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر زبردستی قوت حاصل کر لی تھی۔ عہد خلافت خلیفہ قائم بامراللہ سے اس زمانہ تک کے حالات اور جیسی جیسی ان کی حکومتیں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں ہم ان تمام حکومتوں کے واقعات تحریر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کریں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا اور انہیں کس طرح فرائض کی ادائیگی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا تذکرہ بھی کیا جائے گا جو ان کی حکومت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

اس سے قبل ہم سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کے ان سات بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے جن کا ذکر توریت میں آیا ہے۔ اور وہ ساتوں[1] بیٹے یہ ہیں "ماداق' ماذائے' ماغوغ' قطوبال' ماشخ' طیراش' کومر"۔ ابن اسحق نے ان میں سے چھ بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ماذائے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین بیٹے تھے: "توغرماء' اشکان اور ریعاث"۔ اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد سے ہے۔ صقالبہ اشکان کی اور خزر توغرما کی' مگر علماء نسب اسرائیل کے نزدیک درست ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں اور ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کے تین بیٹوں میں سے یہ کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں۔ بعض علماء نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی جانب نسباً منسوب کیا ہے مگر بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ رہا سویل' تو کسی نے اس کا یافث کی اولاد میں ذکر نہیں کیا۔ ان تمام باتوں کو ہم نے اس سے قبل تحریر کر دیا ہے۔

ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں۔ انہیں میں سے روس اور اعلان ہے۔ اعلان کو ابلان بھی کہتے ہیں' خفشاخ (جو قفچاق کے نام سے مشہور ہیں) ہیاطلہ' خلخ اور غز (جن میں سے سلجوقیہ اور ختا ہیں' جن کی سکونت سرزمین طمغاج میں تھی) یمک' قور' ترکس' ارکس اور ططر (جن کو طغرغز بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں مگر روم کی ہمسلیہ قومیں انہیں (یعنی ططر کو) ترکوں میں شمار نہیں کرتیں۔

### ترکوں کا ٹھکانہ

کہا جاتا ہے کہ ترکوں کی قوم' دنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہوتی ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ بڑی نہیں ہے' عرب آبادی دنیا میں جانب جنوب اور ترک اس کے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے سلطنت ثلاثہ پانچویں' چھٹے اور ساتویں سلطنت کے نصف طویل پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور اس کے مالک و حکمران بنے ہوئے تھے۔ شروع میں ان کا ٹھکانا مشرق میں دریا کے کنارے چین اور اس کے اوپر کے ممالک میں

[1] مؤرخ لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اس کے خلاف ہے جو جلد اول کتاب ثانی میں لکھا ہے۔

جنوباً ہند تک اور اس کے نیچے شمالاً سدیاجوج اور ماجوج تک تھا (بعض مورخین کا خیال ہے کہ یاجوج و ماجوج ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لئے مغرب کی طرف بلاد مقابلہ کو تا خلیج قسطنطنیہ اختیار کیا۔ بلاد مقابلہ اور رومہ سے ملا ہوا ہے۔ جنوب کی طرف ان کا ٹھکانہ بلاد قور قریب نہراس کے بعد خراسان آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ' شاش اور ان کے علاوہ بلاد شمالیہ کو جن کے نام فاصلے کی دوری کے باعث معلوم نہیں ہو سکے انہوں نے اپنے قیام و مسکن کے لئے منتخب کیا اور ان حدود کے درمیان بلاد غزنی' نہر جیحون' بلاد خوارزم' سرحد چین' بلاد قیجان' روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد اور قیام پذیر تھے۔

## سلطان الپ ارسلان

انہیں ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، خانہ بدوشوں کی طرح اونی خیموں میں زندگی گزارتے تھے اور یہ لوگ انہیں ممالک کے اطراف و جوانب میں رہائش رکھتے تھے' ان کا گزر دیار بکر کی طرف ہوا۔ والی دیار بکر نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ[1] دینار شاہی دربار میں پیش کئے۔ جب سلطان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ والی شہر نے اتنی کثیر رقم رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اسے واپس دے دی۔ اس کے بعد آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امان دی۔ فصیل کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے فصیل کی دیوار کو چھوتا تھا اور اسے اپنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا اس کے بعد الرہا کی جانب روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کیا۔ اہل الرہا نے شہر کے دروازے بند کر لئے۔ اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا۔ والئی حلب "محمود" نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی۔ سلطان نے اس معذرت کو قبول نہیں کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان "حی علی خیر العمل" کہتا ہے' اس سے کہہ دو کہ تم کو بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا۔ محمود نے حاضری سے انکار کیا' سلطان نے محاصرے میں سختی شروع کی۔ والئی حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت مع اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری سلطان کی خدمت حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی بڑی توقیر کی۔ خلعت فاخرہ سے نوازا اور اسے اس شہر کی جانب واپس کر دیا۔

رومیوں کا بادشاہ ارمانوس ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کی سرشت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلامی مملکت کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے۔ ۴۶۲ھ میں فوج تیار کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر منبج کو جا کر گھیر لیا۔ قتل و خوں ریزی' لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور عربوں کو جو ان کے قرب و جوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ رومی لشکر نے انتہائی بری طرح سے انہیں شکست دی اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آیا۔ اس کے بعد ۴۶۳ھ میں پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج کے ساتھ اسلامی مملکت پر حملہ کیا۔ اس فوج میں رومی' فرانس' روس' کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو ان کے ممالک یا ان کے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملاز کرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہنچ کر لڑائی کا جھنڈا گاڑا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس بری خبر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے حرم اور سامان کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیج دیا اور خود پندرہ ہزار جنگجوؤں کو لئے ہوئے ارمانوس سے جنگ کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔ سلطانی مقدمتہ الجیش سے ارمانوس کا رومی ہراول دستہ مدمقابل ہوا' پہلی ہی جھڑپ میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی' اس کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر سلطان کے دربار میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی ناک کٹوا دی اور اس کے

---

[1] اس مضمون کا سابقہ مضامین سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے شاید مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا ہو گا۔ یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے جسے شیخ عطار نے لکھا ہے کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۳

مال و اسباب اور سامان جنگ کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیا (اور یہ ہدایت کر دی کہ دارالخلافت بغداد بھیج دینا ۱)

اس کے بعد سلطان سمرقند کی طرف بڑھا۔ تکین والی سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیام دیا۔ چنانچہ ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو مرحمت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی جانب روانہ ہوا۔

## الپ ارسلان کا بھائی

الپ ارسلان کا بھائی قاردت بک کرمان کا حاکم تھا جب اسے اپنے بھائی سلطان الپ ارسلان کی موت کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے رے کی جانب پیش قدمی کی۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہنچنے سے قبل سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گیا تھا۔ مسلم بن قریش' منصور بن دبیس اور بہت سے امراء اکراد موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ ۴ شعبان ۴۶۵ھ میں قاردت بک اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں لڑائی ہوئی۔ قاردت بک کو شکست ہوئی گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہر آئین کے سامنے پیش کیا گیا۔ امام سعداللہ نے اس کی گردن دبا دی جس سے وہ مرگیا مگر کرمان کی حکومت اسی کے بیٹے کو دی۔ ان لوگوں کو انعام اور خلعت عنایت کئے' عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیئے' اس وجہ سے کہ انہوں نے جنگ کے موقع پر نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

## صلح کی کوشش

سلطان الپ ارسلان چونکہ شرف الدولہ سے ناراض تھا اس وجہ سے خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اس کو اپنے ہمراہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری سفارش کر کے باہم صلح کرا دو۔ چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سلطان الپ ارسلان کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی حاصل کی اور قاردت بک کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اس سے قبل ہی قبول کر لی تھی۔ باقی رہا بہاء الدولہ منصور بن دبیس' یہ اس لئے سلطانی موکب میں تھا کہ اس کے والد نے کچھ مال' سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت روانہ کیا تھا۔ جس وقت یہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت سلطان جنگ قاردت بک پر جا رہا تھا۔ یہ بھی اس کا ہمرکاب ہوا اور جنگ قاردت بک میں شمولیت اختیار کی۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ کے بھائی ایاز کا بمقام بلخ ۴۶۵ھ میں انتقال ہوا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کے لڑکے کو ۴۶۷ھ تک اپنی کفالت میں رکھا۔ اسی سنہ کے ۱۵ شعبان میں خلیفہ قائم بامراللہ کا اپنی خلافت کے پینتالیس سال پورے کر کے انتقال ہو گیا۔ انتقال کے وقت اس کا کوئی لڑکا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامراللہ عبداللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامراللہ نے اپنا

---

۱ اسلامی مقدمتہ الجیش کی کامیابی کے بعد مرکب سلطانی کا لشکر ارمانوس سے مقابل ہوا۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا۔ رومی بادشاہ نے جواب دیا۔ "رے دید و تاکہ مصالحت ہو جائے" سلطان کو اس سے سخت فکر ہوا۔ فقیہ ابو نصر محمد بن عبدالملک بخاری نے عرض کیا "آپ تو دین کی خاطر لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرا آپ کے سر رہے گا۔ جمعہ کے دن جس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔" چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی' فوج کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی' تقریر انتہائی پرجوش تھی خود بھی رو اٹھا' لشکر بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ سب نے خشوع و خضوع سے دعائیں کیں' سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کو مخاطب ہو کر کہا "جو شخص واپس جانا چاہے وہ بلا تامل چلا جائے میں اس وقت بادشاہ نہیں ہوں' میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کا ارادہ کر لیا ہے۔" لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا "ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو تیار ہیں" الغرض دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔ اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا۔ دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لے کر سلطان نے اس کو رہا کیا اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر مسلمان رومی سلطنت میں قید ہیں تمام کے تمام رہا کر دیئے جائیں اور پچاس برس کے لیے صلح کی جائے۔ رومی بادشاہ نے اسے انتہائی خوشی سے قبول و منظور کیا۔ سلطان نے دس ہزار دینار اس کو سفر خرچ کے لیے عنایت کیے' دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴' ۲۵۔

ولی عہد مقرر کیا تھا جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔ وفات پا چکا تھا اس وجہ سے خلیفہ نے انتقال کے وقت اپنے پوتے عبداللہ محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا چنانچہ انتقال کے بعد خلیفہ ' ارا کین سلطنت ' موید الملک بن نظام الملک وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ ' شیخ ابو اسحاق شیرازی ' نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر حسب ولی عہدی خلیفہ قائم بامراللہ ' مقتدی بامراللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی ' خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر فائز ہو کر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کے لئے روانہ کیا۔ واللہ التوفیق للصواب

## دمشق پر چڑھائی

ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۴۶۱ھ میں قبضہ کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرے کے بعد کچھ سوچ سمجھ کر واپس آ گیا مگر دمشق کے اطراف میں غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے اطراف دمشق کو تباہ و برباد نہ کیا ہو یہاں تک کہ ۴۶۷ھ کا دور آ گیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور چند دن بعد محاصرہ اٹھا کر واپسی اختیار کی۔

معلی بن وحید دمشق کا والی تھا جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی جانب سے دمشق پر مقرر تھا دمشق چھوڑ کر فرار ہو گیا فوج اور رعایا نے اس کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اس کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ معلی ' دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا صور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اہل دمشق نے معلی کے فرار کے بعد انتصار بن یحیٰ مصمودی ملقب بہ نصیر الدولہ کو اپنا والی مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اتسز کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۴۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ نہ کیا۔ امان کی درخواست کی۔ انتصار کو دمشق کی جگہ قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے دے دیا اور وہ ماہ ذی القعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔

## مصر پر چڑھائی

اتسز نے ۴۶۹ھ میں مصر پر چڑھائی کر دی اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا ' رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ روزانہ جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے صحرا نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادھر سے بدر جمال عساکر قاہرہ کو لے کر مقابلہ پر آیا۔ ادھر سے صحرا نشینان عرب حسب وعدہ کمک پر آ گئے۔ اتسز کو شکست ہوئی بڑی مشکل سے جان بچا کر بیت المقدس کی جانب بھاگا۔ اہل بیت المقدس نے اس کی غیر موجودگی کے زمانہ میں خوب رنگ دکھائے تھے۔ جن لوگوں کو اتسز بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصائب میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس ' اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہو گئے ' اتسز نے بہ زور شمشیر ان کو زیر کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزارہا قتل ہو گئے جو لوگ مسجد اقصیٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل و خونریزی سے بچ نہ سکے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم پہلے کر آئے ہیں۔ اہل شام اس کو اقسیس (یا انسیس) کہتے تھے مگر صحیح اتسز ہے۔ یہ ترکی نام ہے۔

## اتسز کا خاتمہ

۴۷۰ھ میں سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تتش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت مرحمت کی اس کے علاوہ ان شہروں کی حکومت بھی اسے عنایت کی ' جن پر وہ اس علاقہ میں اپنے زور بازو سے قبضہ کر لے۔ چنانچہ تتش نے پہلے حلب کا رخ کیا اور حلب پر پہنچ کر محاصرہ کیا اس کی رکاب میں ترکمانوں کی بہت بڑی جماعت تھی ' انہی دنوں بدر جمال نے جو کہ مصر پر غالب ہو رہا تھا ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لئے روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تتش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے تھا امداد کی درخواست کی۔ تتش محاصرہ حلب

---

ا۔ ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۴

سے ہاتھ کھینچ کر اتسز کی مدد کو آپہنچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ دمشق سے فرار ہو گیا۔ جس وقت تتش دمشق کے نزدیک پہنچا اتسز نے اس کا استقبال نہ کیا اور دمشق میں تتش کی آمد کا منتظر رہا اور فصیل کے قریب تتش سے ملاقات کی' تتش کو اتسز کی یہ بدتمیزی ناگوار گزری، غصہ کا اظہار کیا۔ اتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تتش نے اسی وقت اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح دمشق اور تمام ممالک شام پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد تتش نے ۴۷۲ھ میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا۔ چند یوم کے بعد محاصرہ اٹھا کر مرانعہ اور بیرہ کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی طرف واپس ہوا۔ تتش کے محاصرہ اٹھالینے کے بعد مسلم بن قریش حلب آیا اور اس کا مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم نے تحریر کیا ہے۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی جانب سے اسے حلب کی سند حکومت مرحمت کی۔

## مسلم بن قریش کی چڑھائی

آخر ۴۷۴ھ میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا مگر چند دن بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تتش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شام کی جانب بڑھا۔ چنانچہ طرسوس کو فتح کر کے دمشق واپس آیا پھر ۴۷۹ھ میں تاج الدولہ تتش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے چڑھائی کی۔ مسلم بن قریش کو اس کی اطلاع مل گئی' خالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی تعداد تھی' خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ امدادی فوج' مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔ تتش کو اس کی خبر ہو گئی۔ اس نے رومی شہروں کا ارادہ ترک کر دیا اور انتہائی تیزی سے فاصلہ طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ تتش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی دوران مسلم کو یہ اطلاع ملی کہ اہل حران نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ پریشانی کی حالت میں مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت کی طرف واپس ہوا اس کے بعد امیرالجیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۷۸ھ میں دمشق پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیرالجیوش ناکام ہو کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جاملا [1]..... اس سے اس کی قوت بڑھ گئی علم بغاوت بلند کر دیا۔ مرد الرود اور مرو الشاہجہان وغیرہ پر قبضہ کر کے خراسان پر قبضہ کے ارادے سے نیشاپور کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان کو اس کی اطلاع مل گئی۔ تکش کے پہنچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہنچ گیا۔ تکش ناکام واپس ہوا اور ترمذ میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان نے اس پر محاصرہ کیا۔ تکش نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست کی اور ان تمام لشکریوں کو جو شاہی فوج کے اس کے پاس قید تھے، آزاد کر دیا اور ترمذ سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی' گلے لگایا۔

## تکش کی سرکشی

اس کے چند یوم بعد ۴۷۷ھ میں تکش کے دماغ میں پھر بغاوت کی ہوا سمائی۔ مرد الرود پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور قریب سرخس اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔ مسعود میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ قریب تھا کہ قلعہ کو تکش کے حوالہ کر دیتا اتفاق سے ابو الفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو ایک تدبیر سوجھی' ابو الفتوح ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی جانب سے مسعود والئی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ "تم گھبراؤ نہیں پوری قوت سے مقابلہ پر اڑے رہو میں بہت جلد سلطان موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہنچ رہا ہوں اور دشمنوں کو مار بھگا دوں گا" یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھ کر تم کو گرفتار کر لیں گے۔ جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب تم یہ خط دینا اور پوچھ گچھ کے وقت یہ کہہ دینا کہ "سلطان ملک شاہ رے سے ایک بڑی فوج لے کر مسعود کی امداد کو روانہ ہو گیا"۔ چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

## تکش سے سلوک

چونکہ ابو الفتوح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بے حد مشابہ تھا اس وجہ سے تکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر انتہائی بے سرو سامانی سے قلعہ رنج کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے بھی ہوش و حواس قائم نہ رہے کہ خیمے اور سامان ساتھ لے جاتا۔ چولہے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے روز قلعہ سے نکل کر جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین ماہ کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کیا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا۔ احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے وعدہ اور قسم کو بھی نہ توڑا[1]

## شیخ ابو اسحاق شیرازی کا استقبال

چونکہ سردار عراق ابو الفتح بن ابو اللیث والئی عراق خلیفہ مقتدی بامراللہ کے ساتھ بے ادبی اور بدخلقی سے پیش آتا تھا اس وجہ سے خلیفہ نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس سردار عراق کی شکایت کا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی وغیرہ نامی گرامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا وہاں کے رہنے والے ان کا اس جوش و مسرت سے استقبال کرتے تھے کہ جو بیان نہیں کیا جا سکتا لوگوں کے ہجوم کی یہ حالت تھی کہ تل دھرنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ شیخ کی رکاب کو چھوتے تھے۔ ان کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ''تبرکاً'' لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس درہم' دینار اور چاندی سونے کے سکے موجود تھے' شیخ پر نثار کرتے تھے۔ صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب انتہائی خندہ پیشانی سے بے دریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس خوشی و مسرت کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرتے تھے۔ الغرض اس طرح کوچ و قیام کرتے ہوئے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کا پیام پہنچایا۔ سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے' سب کو قبول کیا اور سردار عراق کا تعلق جس قدر خلیفہ سے تھا' ان سب کو منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ وزیر نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات مشہور ہیں۔

## فخر الدولہ کی برطرفی

نظام الملک نے ۴۶۱ھ میں فخر الدولہ ابو نصر بن جہیر کو خلیفہ مقتدی بامراللہ کی وزارت سے برطرف کر دیا تھا' عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلیفہ سے اس کی غلطی کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مامور کئے جانے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت فرمایا اور اس کے والد کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم نے بیان کیا ہے۔

## خلیفہ مقتدی کا نکاح

خلیفہ مقتدی نے ۴۷۴ھ میں فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ' سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا نکاح خلیفہ کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجل پر کر دیا۔ فخر الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

---

[1] ملک شاہ نے تکش سے وعدہ کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا۔ چنانچہ تکش نے اسی عہد و اقرار کی بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تکش کی تکلیف دہی اور قید کرنے کی فکر ہوئی فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اس کو اپنے بیٹے احمد کو دے دیجئے اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے۔ چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹

## عمیدالدولہ کی برطرفی

پھر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخرالدولہ کے بیٹے عمیدالدولہ کو وزارت کے عہدہ سے برطرف کر دیا[1]۔ اتفاق یہ کہ جس دن عمیدالدولہ کو برطرف کیا گیا اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط بنو جہیر (عمیدالدولہ وغیرہ) کی طلبی کا صادر ہوا چنانچہ بنو جہیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی عزت افزائی سے پیش آیا۔ فخرالدولہ کو دیار بکر کی حکومت عنایت کی اور فخرالدولہ کے ہمراہ ایک فوج دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کی اور اس بات کی اجازت دی کہ "تم اس کے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ خطبہ میں اپنا نام داخل کر لو اور سکہ بھی اپنے نام کا کندہ کراؤ" چنانچہ فخرالدولہ اس شان و شوکت کے ساتھ شاہی لشکر لئے ہوئے دیار بکر کی جانب بڑھا۔

## اہل موصل کی مصالحت

والئی دیار بکر ابن مروان کو اس کی اطلاع ہو گئی' گھبرا گیا۔ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر (آمد کے دینے) کا اقرار کیا[2] دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے' ابھی جنگ کی ابتداء نہ ہوئی تھی کہ سلطان ابن جہیر' ابن مروان سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر ناگوار گزرا فوراً حملہ کر دیا' لڑائی چھڑ گئی عربوں اور کردوں کو شکست ہوئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہنچا' فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے اس بات کو محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہوا چاہتا ہوں' امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ سے جس قدر مال چاہو لے لو اور مجھے نکلنے کا راستہ دے دو' امیر ارتق اس بات پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیرباد کہہ کر رقہ کی جانب چلا گیا اور ابن جہیر نے میافارقین کی راہ لی۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ' ابن جہیر سے الگ ہو کر خلاط کی طرف واپس ہوئے۔

سلطان کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ مسلم بن قریش کا آمد پر محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمیدالدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمیدالدولہ کے ہمراہ آقسنقر قسیم الدولہ بھی تھا جسے سلطان نے اس کے بعد حلب کی حکومت مرحمت کی تھی۔ قصہ مختصر عمیدالدولہ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں امیر ارتق مل گیا وہ بھی عمیدالدولہ کے ہمراہ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا عمیدالدولہ نے اہل موصل کے پاس صلح کی صورت میں انعامات اور عدم صلح کی صورت میں جنگ کا پیام بھیجا۔ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہرپناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی جانب بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرہ سے نجات مل گئی تھی اور وہ رحبہ کے متصل مقیم تھا سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی۔ موید الملک بن نظام الملک کو خط دے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا اور وفد لے کر مقام بوازیج میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے خلعت خوشنودی سے نوازا اور اسے اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور خود اپنے بھائی تکش سے جنگ کرنے کے لئے (خراسان کی جانب) روانہ ہوا۔

## انطاکیہ کی فتح

سلیمان بن قتلمش بن اسرائیل بن سلجوق والئی قونیہ واقصرا نے بلاد روم سے ملک شام کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ ۳۵۸ھ سے انطاکیہ' رومی بادشاہ کے قبضہ میں تھا فردوردس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوردس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ انتہائی درجہ کا ظالم اور بدکردار تھا۔ رعایا اور لشکری اس سے ناراض تھے' اپنے بیٹے کو بھی قید کر دیا تھا اس نے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوردس کی

[1] فخرالدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳

[2] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۶

جانب سے انطاکیہ کی حفاظت پر متعین تھا سازش کرلی۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۷۷ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ دریا کے راستے انطاکیہ کی جانب روانہ ہوا۔ دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر اترا۔ دشوار گزار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا شہر پناہ انطاکیہ تک پہنچ گیا افسر اعلیٰ پولیس انطاکیہ نے موقع دے دیا۔ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالآخر انہیں شکست ہوئی۔ ایک بڑی جماعت ماری گئی۔ اور باقی ماندہ لوگوں کو سلیمان نے معاف کر دیا۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جنگ کے اختتام کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ اچھے برتاؤ سے پیش آیا۔ اور دوران جنگ قلعہ اور شہر کا جتنا حصہ خراب اور منہدم ہو گیا تھا اس کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں فتح کی خوشخبری کا خط روانہ کیا۔

## مسلم بن قریش کا انجام

والئی حلب مسلم بن قریش نے انطاکیہ کی فتح کے بعد سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو فردوردس عیسائی بادشاہ انطاکیہ مسلم بن قریش کو سالانہ بطور جزیہ ادا کیا کرتا تھا اور عدم ادائیگی کی صورت میں سلطان کی شاہی قوت اقتدار کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا "سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے' خطبہ میں بھی اسی کا نام ہے' سکہ پر بھی اسی کا نام کندہ ہے باقی رہا سالانہ خراج جو فردوردس دیتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہوں اور مسلمان جزیہ اور خراج نہیں دیتا"۔ مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہوئی' فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ کی جانب بڑھا اور غارت گری شروع کر دی' سلیمان نے بھی یہ صورت حال دیکھ کر حلب پر چڑھائی کر دی اور اس کے قرب و جوار میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو جمع کر کے انطاکیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا' اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی گرامی ترکمانی سردار تھے' انہی میں جبق امیر ترکمان تھا' سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آ گیا۔ آخر ماہ صفر ۷۸ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں صف آرائی کی۔ دوران جنگ جبق امیر ترکمان' سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی' عرب شکست کھا کر بھاگ نکلے' اسی پکڑ دھکڑ میں مسلم بن قریش قتل ہو گیا۔

## حلب کا محاصرہ

مسلم بن قریش کے مارے جانے کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا' اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی۔ ابن حتیتی عباسی سردار نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحائف اور نذرانے بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دن کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کر لوں' اگر وہ اجازت دے دیں گے تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ سلیمان اس دھوکے میں آ گیا اور ابن حتیتی نے تاج الدولہ تتش سے سازباز کر لی اور اسے حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ تتش' حلب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا۔ امیر ارسوس اکسک بھی اس کے ہمراہ تھا امیر ارسوس [1] سے کوئی امر خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گیا تھا جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تاج الدولہ تتش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ تتش نے اسے بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کیا۔ اس وجہ سے امیر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔

## تتش کی کامیابی

اس بات کی اطلاع سلیمان کو ملی تو اس نے تتش کو روکنے کی غرض سے لشکر مرتب کیا اور سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گیا۔ امیر ارتق نے اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کیے' کئی بار نرغہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست ہوئی یہ خنجر سے خود اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ تتش نے اس کے لشکر گاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا' جنگ سے فارغ ہو کر ابن حتیتی سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا' ابن حتیتی نے جواب

---

[1] کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۶

دیا "ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کرلوں اگر اجازت دیں گے تو میں بلا کسی عذر شہر پر آپ کو قبضہ دے دوں گا" تتش نے صاف جواب پاکر شہر پر محاصرہ کر دیا۔ابن حشیشی نے انتہائی مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کرلی۔ اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تتش سے ساز باز کرلی اور تتش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ تتش نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ ابن حشیشی نے امیر ارتق کے پاس جاکر پناہ لی۔ امیر ارتق نے اسے امان دی اور اپنے پاس مکمل حفاظت سے رکھا۔

فخر الدولہ ابن جہیر نے ۴۷۸ھ میں اپنے بیٹے زعیم الرؤسا ابو القاسم کو آمد کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا جناح الدولہ سالار بھی اس مہم میں شریک تھا۔ زعیم الرؤسا نے آمد پر محاصرہ ڈال دیا۔ اس کے گرد و نواح کے پھلدار درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی۔ مقابلہ پر اڑے رہے اس دوران عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی ندا کر دی۔ چونکہ عوام الناس عیسائیوں کے افسروں سے تنگ آگئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے ہلڑ مچ گیا زعیم الرؤسا کو موقع مل گیا۔ شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ میں پیش آیا۔

## میافارقین کا محاصرہ

زعیم الدولہ کے والد فخر الدولہ نے انہی دنوں میافارقین کا محاصرہ کر رکھا تھا گوہر آئین کو توال بغداد ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے اس کی کمک پر آگیا جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ حصار میں سختی شروع کر دی ۶ جمادی الآخر کو فصیل کا ایک بڑا ٹکڑا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ نے شہر اور ابن مروان کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا مال و اسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤساء کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ زعیم الرؤساء گوہر آئین کے ساتھ بغداد کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچے۔ گوہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤساء بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان میں سلطان کی خدمت میں پہنچا۔

میافارقین کی مہم سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر کو فتح کرنے کے لئے بھیجی۔ جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مروان کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی شروع ہو گئی اہل شہر میں سے بعض نے سلطان ملک شاہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا اور شہر پناہ کے اس دروازے کو جو ان کے قریب تھا کھول دیا۔ فخر الدولہ کا لشکر داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر کے سر ہو جانے سے دیار بکر سے بنو مروان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ۴۸۳ھ مین اس کا انتقال ہو گیا۔

## حلب پر سلطان ملک شاہ کا کنٹرول

تاج الدولہ تتش نے جس وقت شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش حلب میں تھا۔ شہر فتح ہو گیا تھا مگر قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔تتش قلعہ کا بھی سترہ روز تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابن حشیشی نے جس وقت کہ اسے تتش کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب آپ کے حوالے کر دوں گا۔

چنانچہ سلطان ملک شاہ ماہ جمادی الآخر ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ مقدمتہ الجیش پر برسق اور بدران وغیرہ نامی گرامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا۔ موصل سے روانہ ہو کر حران میں داخل ہوا۔ ابن شاطی والئی حران نے شہر ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو عنایت فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رحبہ اور اس کے مضافات سروج رقہ اور خابور کی بھی اسے حکومت دی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا نکاح کر دیا اس کے بعد الرہا کی جانب پیش قدمی کی اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے۔ الرہا کو فتح کرنے قلعہ جعبر پہنچا اور اسے بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ جس قدر بنو قشیر وہاں تھے سب کو قتل کر دیا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک شخص جعفر نامی نابینا والی تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو ان سے خطرہ لاحق رہتا تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر

کے ان کی تکلیف وہی اور ایذا رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جعبر کے بعد بنج فتح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا۔ تتش نے سلطان کی آمد کی اطلاع پا کر مع امیر ارتق شہر حلب سے کوچ کر دیا اور میدانوں کے نشیب و فراز طے کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا اس کے بعد قلعہ حلب سالم بن ملک سے لے لیا اور اس کی جگہ قلعہ جعبر مرحمت کیا اس وقت سے قلعہ جعبر سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے سالم کی اولاد سے قلعہ جعبر لے لیا۔

پھر نصر بن منقذ کنانی والئی شیزر کا خط سلطان کی خدمت میں آیا جس میں اس نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس نے لاذقیہ' کفرطاب اور فامیہ کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیزر کا ارادہ ترک کر دیا۔ حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو حکومت حلب پر مقرر کیا۔ اہل حلب نے آقسنقر سے ابن حتیتی کو نکال دینے کی استدعا کی۔ چنانچہ آقسنقر نے اسے حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

## سلطان ملک شاہ کی بغداد واپسی

ان مہمات سے فراغت پا کر سلطان ملک شاہ دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ سنہ مذکور کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہنچا۔ دار المملکت میں قیام پذیر ہوا خلیفہ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ رات کو خلیفہ کے دربار خاص میں حاضر ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلیفہ نے سلطان کو خلعت مرحمت کیا۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت خلیفہ کی دست بوسی کے لئے پیش کئے گئے۔ ایک ایک خلیفہ کے حضور میں پیش ہوتا تھا اور نظام الملک خلیفہ کو ان سے متعارف کراتا جاتا تھا اس کے بعد خلیفہ نے سلطان کو عنان حکومت عنایت کی' عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلیفہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور دل و جان سے ان کی ہدایات کو قبول کیا اسی سلسلہ میں خلیفہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے نوازا' دربار عام برخاست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔ حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث تحریر کیں۔

## سلطان ملک شاہ کی بیٹی کی رخصتی

ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی بیٹی کے ساتھ ۴۷۴ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے نکاح ہو گیا تھا۔ محرم ۴۸۰ھ میں رخصتی ہوئی سامان جہیز ایک سو تیس اونٹ' چوہتر خچر پر بار کر کے دار الخلافت کی جانب روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیبائے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور روپیلا) کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیبائے عکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سب کی گردنوں میں طلائی اور نقرئی حمیلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگامیں بھی سونے اور چاندی کی تھیں۔ تین عماریاں تھیں' چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے لدے تھے جن میں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے۔ ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہر آئین اور امیر ارتق وغیرہ نامی گرامی امراء تھے' عوام اشرفیاں اور روپے ان پر لٹا رہے تھے۔ خلیفہ نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لئے اپنے وزیر ابو شجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سو شمعیں موکبیہ[1] اور اسی قدر مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ ایسا نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئی ہوں۔

ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر وزیر السلطنت ابو شجاع نے عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلافت مآب ارشاد فرماتے ہیں ان اللہ یامرکم ان تودو الامانات الی اھلھا (ترجمہ' بے شک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جن کی امانتیں ہیں ان کو سپرد کر دو) اب وقت آ گیا ہے کہ خلیفہ کی امانت دار الخلافت میں بھیج دی جائے (یعنی رخصتی کر دی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بسرو چشم اسے منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی بیٹی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرواران سلطنت تھے ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور مشعلیں تھیں جنہیں سوار لئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پالکی میں تھیں جو سونے کی بنی ہوئی تھیں۔ جواہرات کی جھالریں لگی تھیں' پالکی کے اردگرد دو سو ترکی لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

---

[1]۔ وہ شمعیں جن کو سوار لے کر چلتے ہیں۔

رخصتی کے دوسرے روز خلیفہ نے دعوت ولیمہ کی۔ تمام سرداران لشکر' امراء سلطنت اور شہر کے رؤساء دستر خوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من صرف چینی خرچ ہوئی۔ اس سے اور اخراجات کا اندازہ کرنا چاہیے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلیفہ نے سرداران لشکر اور تمام مصاحبوں کو خلعت مرحمت کیے۔

## سمرقند کی مہم

ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانیہ سے احمد خان بن خضر تھا جو شمس الملک کا بھائی ہوتا تھا یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے قبل سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی پھوپھی' سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خان انتہائی ظالم اور بداخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے۔ یہ وفد احمد خان سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابو طاہر شافعی تھا۔ سمرقند سے یہ وفد حج کا اظہار کر کے روانہ ہوا تھا چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیام پہنچایا۔ سلطان ۴۸۲ھ میں سمرقند کی نیت سے اصفہان روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی جانب سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر السلطنت نے اسے بھی اپنی رکاب میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ ایلچی شریک ہوا۔ خراسان پہنچ کر شاہی لشکر مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ راستے میں جتنے شہر ملے تمام کو فتح کرتا گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بخارا پہنچا۔ اس پر اور اس کے گرد و نواح کے تمام شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہنچ گیا چاروں جانب سے محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے پہاڑ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی۔ رات دن شہر پناہ کی دیواروں پر اور برجوں پر سنگباری ہونے لگی۔ آخر کار ایک جانب کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی۔ شاہی لشکر نے اسی جانب سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

احمد خان روپوش ہو گیا مگر ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے رہا کر کے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابو طاہر کو تعینات کر کے کاشغر کی جانب بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزکند پہنچا اور والئی کاشغر کے پاس یہ پیام بھیجا "کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے مقبوضات میں جاری کر دو اور میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمہارے ملک میں دخل انداز نہ ہوں گا" والئی کاشغر نے یہ سن کر اطاعت قبول کر لی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی' خلعت دیا اور اسے اس کے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ اس کے بعد سلطان نے خراسان کی طرف واپسی اختیار کی۔

## عین الدولہ کا قتل

سمرقند میں فوجیوں کا ایک گروہ حکلیہ نامی رہتا تھا۔ انتہائی سرکش اور باغی تھا۔ اس نے ابو طاہر پر جو کہ سلطان کی جانب سے سمرقند کا حاکم تھا' چڑھائی کی۔ ابو طاہر نے کمال مہربانی سے انہیں روکنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ ابو طاہر نے جب صورت حال بگڑتی دیکھی تو سمرقند کو خیر باد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔ سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سلطانی شان و شوکت سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ یعقوب تکین برادر والئی کاشغر سے خط و کتابت کی اور اسے سمرقند بلا کر قبضہ دے دیا۔ یعقوب نے شکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اس کے چند دن بعد ان لوگوں کو جو عین الدولہ سے دشمنی رکھتے تھے' اس کے خلاف ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ و اقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتاء کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ یعقوب عین الدولہ کو قتل کر کے سمرقند کا خود سر حاکم بن بیٹھا۔

## یعقوب تکین کا فرار

جب ان واقعات کی خبر سلطان تک پہنچی تو سلطان یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ ۴۸۲ھ میں فوجیں مرتب کر کے سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ جب مرکب ہمایوں' بخارا پہنچا تو یعقوب' سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی جانب بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا۔ اس کی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ چنانچہ مقام طواویس (بخارا کے ایک گاؤں) میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک

شاہ نے سمرقند پر قبضہ کر کے امیر انز کو اس کا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب میں فوجیں بھیجیں' بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی تلاش کرنے کے لئے لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب پریشانی کی حالت میں اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جا کر پناہ لی۔ اس کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہو گئی بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ "یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو"۔ بادشاہ کاشغر کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراؤنی شکل دکھا رہا تھا۔ بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آگیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کر کے اپنے بیٹے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ راستے میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے ٹھنڈا ہو جائے تو بہتر ہے' ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔ جب یہ لوگ سلطانی لشکر گاہ کے نزدیک پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنا چاہیں تو انہیں پتہ چلا کہ طغرل بن نیال نے لاتعداد فوج سے کاشغر پر حملہ کیا ہے اور بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

## سلطان ملک شاہ کی حکمت عملی

سلطان ملک شاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی سلطان کو بھی طغرل بن نیال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے واپس ہوا۔ تاج الملک کو یعقوب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے پر مقرر کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیے تھا انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے جب باہم دوستانہ تعلقات ہو گئے تو اسے فوجیں دے کر طغرل بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کر دیا۔ اور سلطان ملک شاہ خراسان کی طرف واپس ہوا۔ دوبارہ ۴۸۴ھ میں دار الخلافت بغداد داخل ہوا۔ اس کی آمد کی خبر سن کر اس کا بھائی تاج الدولہ تتش والئ شام' قسیم الدولہ آقسنقر والئ حلب' بوزان والئ الرہا اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دار الخلافت بغداد میں حاضر ہوئے۔ سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین سلطنت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لئے دار الخلافت بغداد میں مکانات بنوا لو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند دن قیام کر کے اصفہان کی جانب روانہ ہو گیا۔

## تتش کی حمص پر چڑھائی

۴۸۴ھ میں جب سلطان دوبارہ دار الخلافت بغداد آیا اور امراء شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے تو جب یہ لوگ اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی طرف واپس ہوئے تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر چڑھائی کر کے اسے حکومت علویہ کے قبضہ سے نکال لو۔ آقسنقر اور بوزان کو تتش کی امداد کی ہدایت کی۔ جب تتش' دمشق واپس آیا تو فوجوں کو مرتب کر کے حمص پر فوج کشی کر دی۔ ان دنوں حمص میں' ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا یہ انتہائی ظالم اور بداخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ خود تھا ویسے ہی اس کے بیٹے ظلم اور ضرر رسانی میں ماہر تھے' عوام کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تتش نے حمص پر پہنچ کر بزور شمشیر فتح کر کے قلعہ عرقہ کی طرف بڑھا۔ وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا' حاکم قلعہ' خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خداداد طاقت سے مقابلہ مناسب نہ سمجھا امان کی درخواست کی اور قلعہ کی چابیاں تتش کے حوالہ کر دیں۔

## تتش کی پیش قدمی

تتش نے اسے بھی فتح کر کے طرابلس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ والئ طرابلس میں مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ سازش سے کام نکالنے کی کوشش کی۔ تتش کے ساتھی امراء کے پاس مصالحت کرا دینے کا پیام بھیجا اور اس معاوضہ میں زر کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ تب والئ طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو بلایا۔ تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور کسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور نذرانے دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والئ طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسنقر اور تتش سے والئ طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی۔ سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی۔ آقسنقر اپنی فوجوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امراء بھی بہ مجبوری واپس ہوئے۔ غرض کہ والئ طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی چال مکمل نہ ہو سکی۔

دارالخلافت بغداد میں ان امراء میں سے جو دربار شاہی میں وفد کی شکل میں آئے تھے، عثمان جق امیر ترکمان والئی میسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے حجاز اور یمن کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ سعدالدولہ گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس مہم کا افسر اعلیٰ مامور کیا۔ سعدالدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر چڑھائی کردی اور اس پر قابض ہو گیا۔ قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے غلط کام شروع کر دیئے۔ فوجی بھی اس کے دیکھا دیکھی برے کاموں میں مبتلا ہو گئے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لے کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بعد ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر حملہ کیا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیں۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں روز ترشک کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھی اسے دارالخلافت بغداد اٹھالائے اور سپرد خاک کر دیا۔

## نظام الملک طوسی کا انجام

سلطان ملک شاہ ۴۸۵ھ میں دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہنچا' وزیر السلطنت نظام الملک افطار کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا۔ ایک باطنی فریادی شکل بنائے سامنے آگیا۔ وزیر السلطنت جیسے ہی اس کی فریاد سننے کو اس کے نزدیک گیا باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا اور بھاگا خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھالائے۔ زخم کاری لگا تھا جانبر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا۔ تیس برس سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی جانب آیا اسے دیکھ کر لوگوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی سارے احکام اس کی اور اس کے بیٹوں کے نافذ ہوتے تھے اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

سلطان ملک شاہ کے اشارہ و حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۷۵ھ میں مارا گیا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ سلطان ملک شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سردار خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی بہانے سے اتار لے۔ سردار خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ پریشان اور خوفزدہ باہر آیا۔ تدابیر کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو ملایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دے کر مار ڈالا۔ سردار خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کی فوتیدگی کی اطلاع دی اور تعزیت کا اظہار کیا۔

## عثمان بن جمال کی زیادتی

الغرض یہ کہ سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی جانب سے میلا ہو گیا اور چغلیاں لگانے والے لگاتے بجھاتے رہے۔ یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک' مرو کا والی مقرر کیا گیا۔ سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن افسر پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا' کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک سرکردہ شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے ان بن ہو گئی۔ عثمان کو اپنے دادا نظام پر غرہ تھا سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دن بعد رہا کر دیا۔ پریشانی کے عالم میں سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ عثمان کی زیادتیوں کا شاکی ہوا۔

اس سے سلطان ملک شاہ آگ بگولا ہو گیا۔ فخر الملک' البارسلاں اور تاج الدولہ وغیرہ امراء سلطنت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا "اگر تم میرے فرمانبردار اور میرے وزیر ہو تو اپنی حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت پر شریک و شامل ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کس قدر سرچڑھ گیا ہے' شاہی شان و شوکت کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا۔ اسی طرح تمہارے بیٹے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں"۔ چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص تکدو (یلدو) کو بھی ان کے ہمراہ نظام الملک کے پاس

بھیجا کہ یہ لوگ کوئی بات چھپاتے تھے۔ تسکین اور تشفی نہ ہوئی تھی یہ واقعہ یہاں تک پہنچ گیا۔ نظام الملک اس پیغام کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ بولنا شروع ہو گیا اپنے احسانات ایک ایک کر کے گنانے۔ دشمنان سلطنت کی مدافعت، اراکین سلطنت کو جمع کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے بیان کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا۔ جس وقت سلطان کے پدر بزرگ کا انتقال ہوا تھا اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں نے ہی فلاں فلاں جاگیروں کو زیر و تابع کیا تھا اور وہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب تو یہ لوگ دولت کے شریک ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگانے بجھانے پر خیال کرنے لگے۔ جاؤ یہ کہہ دو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس دن یہ نہ ہو گا تو تاج و حکومت کی بھی خیر نہ ہو گی۔ جب تک یہ دوات قلم میرے پاس ہیں اسی وقت تک حکومت و فتوحات کا وجود ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور ارادہ ہو تو مجھے مطلع کیجئے اپنے مستقبل کی فکر کیجئے۔

## سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے مابین ناراضگی

الغرض یہ کہ اسی طرح کی مسلسل تقریر کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو چاہو سلطان سے کہہ دو۔ کمیو دیتے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا وہ سلطان کے کانوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فخر الملک وغیرہ حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے اصل بات کو چھپانے کی کوشش کی مگر چونکہ کمیو دیتے نظام الملک کا جواب من و عن گوش گزار کر دیا تھا مجبوراً ان لوگوں کو اس کے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

## نظام الملک طوسی

نظام الملک طوس کا رہنے والا تھا اس کا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحاق طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال و دولت جو کچھ بھی تھا وہ سب اس کے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا اور وہ بھی فوت ہو گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے پرورش پائی۔ پڑھا لکھا۔ علوم و فنون میں کمال مہارت حاصل کی۔ خراسان، غزنین اور ری کے حاکموں سے تعلقات پیدا کیے۔ اس کے بعد ابو علی بن شاذان (جو سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا) کے یہاں ملازم ہو گیا۔ چونکہ اچھا کاتب، شاعر، سمجھدار اور ہوشیار تھا چند ہی دنوں میں ابو علی کی محبت کے قریب تر آ گئے۔ ابو علی نے سلطان الپ ارسلان سے اس کی کتابت، شاعری، دیانت، سیاست کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے انتقال کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم، کاتب، شاعر اور سیاست سے آگاہی رکھتا تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ جب سلطان الپ ارسلان کا انتقال ہوا تو یہ اس کی وزارت پر تھا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر برقرار رکھا۔

نظام الملک بہت بڑا عالم، ذی عقل اور نرم خو تھا۔ لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بے حد عزت اور توقیر کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عاشق تھا۔ اس کے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہی کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدارس قائم کیے اور ان کے اخراجات کے لیے ایک بڑی رقم مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں حدیث کی درسگاہیں کھولیں۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ نماز کے اوقات کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹیکس اور محصول معاف کر دیے تھے۔ فرقہ اشعریہ پر برسر منبر لعنت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک عرصہ سے یہ بری رسم چلی آ رہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے خطیبوں پر علاوہ اشعریوں اور رافضیوں پر لعنت کی جاتی تھی۔ اس کا اصل محرک وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا۔ اس نے سلطان طغرل بیگ کو رافضیوں پر لعنت کرنے کے لیے ابھارا تھا۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے لعنت کا حکم صادر کر دیا۔ بد لوگوں نے رافضیوں کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کر دیا۔ اس وجہ سے اکثر علماء عظام، ائمہ دین امام حرمین اور ابو القاسم قشیری وغیرہ نے جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ جب سلطان الپ ارسلان مسند حکومت پر بیٹھا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک مالک ہوا تو اس نے سلطان الپ ارسلان سے کہہ کر لعنت کرنے کی بالکل ممانعت کرا دی۔ علماء اور فضلاء جو ترک وطن کر کے دوسرے ملکوں پر چلے گئے تھے، اس خبر کو سن کر اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس آ گئے۔ الغرض یہ کہ اس مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اس کے مناقب کثرت سے ہیں۔ آپ اسی سے اندازہ کر لیں کہ

اس کی مجلس علماء، فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

دارالخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ۴۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تب موید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی جگہ ابو سعید کو تعینات کیا مگر یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی امام ابو نصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کو ماہ شعبان میں امام ابو نصر کا بھی انتقال ہوگیا۔ تب نظام الملک نے ابو سعید کو ۴۷۸ھ میں اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد شریف علوی، ابو القاسم دبوسی، نظامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ ۴۸۲ھ میں یہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ابو عبداللہ طبری اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۴ھ سے امام ابو حامد غزالی مسند درس و تدریس پر فائز ہوئے جو ایک عرصہ تک اس خدمت پر رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

## سلطان ملک شاہ کا انتقال

نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ آخر ماہ رمضان ۴۸۵ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ ابو الفضل ہردستانی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد داخل ہوتے ہی نیت کرلی تھی کہ وزارت کا عہدہ اسی کو سپرد کیا جائے مگر ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عیدالفطر کے تیسرے روز سلطان ملک شاہ بیمار ہوا اور ۱۵ شوال ۴۸۵ھ کو اس دار فانی سے کوچ کرگیا۔

# باب ۲

# برکیاروق بن سلطان ملک شاہ

سلطان کے ساتھ ہی ترکمان خاتون جلالیہ بغداد میں موجود تھی اور اس کا بیٹا محمود' اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش لیے ہوئے اصفہان کی جانب روانہ ہوئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اس کے رکاب میں تھے' قوام الدولہ امیر کربوقا (جو آئندہ والئی موصل ہو گیا) بھی آ گیا پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ اسے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دے کر والئی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا' والئی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی چابیاں امیر کربوقا کو دے دیں' امیر کربوقا نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ترکمان خاتون آ پہنچیں' امراء لشکر اور تمام فوج کو صلے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کے لیے ابھارا' محمود کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ "محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہو گئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کر لی ہے' خطبوں میں اس کے نام کے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے"۔ خلیفہ نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ "تا زمانہ نابالغی' امیر انز' امور سلطنت کا نگراں اور منتظم رہے گا اور مجد الملک محکمہ مال' اور عزل و نصب عمال کا مختار ہو گا"۔ ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اسے منظور نہ کیا۔ امام ابو حامد غزالی نے جو خلیفہ کا پیام لے گئے تھے' ترکمان خاتون کو سمجھایا کہ "شرعاً" تمہارا لڑکا نابالغی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی باگ ڈور ہاتھ میں نہیں لے سکتا' اگر تم ان شرائط کو قبول نہ کرو گی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا بیٹا تخت نشین کر دیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر لیا اور محمود کے نام کا خطبہ آخر ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا۔

## برکیاروق کی گرفتاری اور رہائی

اس کام سے جب ترکمان خاتون کو فرصت ملی تو اس نے چند امرا کو برکیاروق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کے گرفتار کرنے کے لیے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ سلطان ملک شاہ' سلاطین سلجوقیہ میں بہت بلند مرتبہ کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسے جزیہ دیا' اس کے محاسن کی بڑی شہرت ہے۔

برکیاروق' سلطان ملک شاہ کا بڑا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد' سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اس کی بیٹی تھی برکیاروق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے ساز باز کر لی۔ ان سب کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے جیل خانہ پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کر لیا، جیل سے برکیاروق کو نکال لائے' تخت سلطنت پر بٹھایا اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

## فوجی بغاوت

ترکمان خاتون ان دنوں اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سن کر بغداد سے اصفہان کی جانب روانہ ہوئی۔ فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک نے کہا "ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جا کر روپیہ لاتا ہوں تاکہ تمہیں

تمہاری تنخواہ اور روزینہ دوں"۔ فوج یہ سن کر خاموش ہو گئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ رہا فوج نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی جانب پیش قدمی کر دی۔

برکیاروق اور نظامیہ خدام نے رے پر چڑھائی کی۔ ارغش نظامی اور اس کی فوج نے ان کی اطاعت قبول کر لی' ارغش کے مل جانے سے برکیاروق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی جانب پیش قدمی کی اور بزور شمشیر فتح کر لیا۔ ترکمان خاتون کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو آگ بگولا ہو گئی۔ برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ (یزدگرد کے نزدیک دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ترکمان خاتون کے بعض امراء جن میں سکبرو (یا یلبرو) اور کمشتکین جان دار کا نام خصوصی طور پر لیا جاتا ہے ، برکیاروق سے مل گئے اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

عزالملک (ابو عبداللہ حسین) بن نظام الملک' خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پہلے کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا۔ اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ سلطان کے انتقال کے بعد بھی عزالملک' اصفہان میں ٹھہرا رہا جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عزالملک اپنے بھائیوں' عزیزوں اور فوج کے ساتھ جو زیادہ تر نظامی مملوک تھے' برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی عزت افزائی سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا جیسے کہ اس کا والد نظام زمانہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

## تاج الملک کا انجام

ابو الغنائم مرزبان بن خسرو فیروز المخاطب بہ تاج الملک' ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ تاج الملک کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی "مجھے والئ قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس وجہ سے واپس نہ ہو سکا" ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ برکیاروق پر روانہ کیا۔ جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیاروق' تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاسیات سے آگاہ تھا اس وجہ سے اسے اپنی وزارت دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن نظامیہ فوج کو تاج الملک سے نفرت اور ناراضگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیاروق نے نظامیہ فوج کی نقد و جنس دے کر رضا مند کرنا چاہا' مگر وہ راضی نہ ہوئی اور اسے ماہ محرم ۴۸۶ھ میں قتل کر دیا۔

تاج الملک کے مکارم اخلاق میں کوئی کمی نہ تھی مگر اس کی تمام خوبیاں' نظام الملک کے قتل سے ملیامیٹ ہو گئیں۔ اسی نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی قبر بنوائی تھی اور اس کے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا جس کے مدرس اعلیٰ ابو بکر شاشی مقرر کیے گئے۔

## نصیبین پر قبضہ

تاج الدولہ تتش (سلطان ملک شاہ کا بھائی) والئ شام اپنے بھائی سے ملنے کے لیے دار الخلافت بغداد آ رہا تھا' ہیت میں پہنچا تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی خبر ملی۔ ہیت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آیا' فوجیں فراہم کیں۔ فوجیوں کو کھلے دل سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہنچا۔ قسیم الدولہ آقسنقر والئ حلب نے اس بات کو محسوس کر کے اس کے آقا نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑا پیدا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں' تاج الدولہ تتش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ باغی بسار (باغی سیان) والئ انطاکیہ اور بوزن والئ الرہا و حران کے پاس ایلچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی بات کا مشورہ دیا جس پر خود کار بند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کی' اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تتش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تتش ان تمام کو اپنے رکاب میں لیے ہوئے رحبہ پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی جانب بڑھا۔ والئ نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ تتش نے قتل و غارت شروع کر دی۔ دل کھول کر نصیبین کو تہس نہس کیا۔ محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کر کے موصل پر چڑھائی کی۔

اسی دوران کافی بن فخر الدولہ بن جہیر' جزیرہ ابن عمر سے تتش کے پاس آ گیا۔ تتش نے اسے اپنی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔

## موصل پر چڑھائی

علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا موصل پر قبضہ تھا۔ اس کی والدہ کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی۔ ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم ا۔ کو قید سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم نے تحریر کیا ہے۔ تتش نے ابراہیم کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ "تم اپنے مقبوضہ شہروں میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو"۔ ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ تتش نے حملہ کر دیا۔ عربوں کو شکست ہوئی۔ ابراہیم چند سرداران عرب کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ تتش نے ان تمام کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ تتش نے موصل اور اس کے علاوہ اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مقرر کیا۔

تتش نے اس کامیابی کے بعد دارالخلافت بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد نے اس سے اتفاق کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھ دیا ہے' جواب آ جائے تو تعمیل کی جائے۔

## آقسنقر کا مشورہ

تتش نے اس کے بعد دیار بکر کی جانب پیش قدمی کی اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ آور ہوا۔ برکیاروق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا تتش کی مدافعت کے لیے نکلا۔ جس وقت ۲۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والئی الرہا و حران سے کہا "تم لوگوں نے ان کی (یعنی تتش کی) اطاعت اس وجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقا نامدار سلطان ملک شاہ کی بیٹوں میں جھگڑا پیدا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچہ ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دے سکیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلطان برکیاروق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لیے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں پر لازم ہے کہ سلطان برکیاروق کے ساتھ جا ملیں' بوزان نے آقسنقر کے مشورے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ یہ دونوں سردار تتش کی مدد سے دست کش ہو کر اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان برکیاروق کی لشکر گاہ میں چلے گئے۔

## تاج الدولہ تتش کی روانگی

یہ صورت حال دیکھ کر تاج الدولہ نے بھی ارادہ ملتوی کر دیا اور بلا جنگ و جدال شام کی طرف واپس ہوا۔ تاج الدولہ تتش کی واپسی سے برکیاروق کے قدم حکومت و سلطنت پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد اسے محسوس کر کے حکومت کی باگ ڈور سلطان برکیاروق کے قبضہ اقتدار میں آ گئی ہے' برکیاروق کے لشکر گاہ میں آیا' تتش سے موافقت کرنے کی معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں

ا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب فہمی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے باریابی حاصل کی تو سلطان نے اسے نظر بند کر لیا اور اس کی جگہ فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابراہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آیا۔ پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم موصل کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیاہی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ادھر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا علی بھی تھا۔ ادھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوئی' علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ جب ابراہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو خط و کتابت اور نامہ و پیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد بہ حکم ہر فرعونے را موسیٰ' تتش کا واقعہ پیش آیا' اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تیس ہزار فوج تھی اور تتش کی رکاب میں دس ہزار۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹' ۱۵۰

۲۔ مضمون عبارت مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب خبط نہ ہونے پائے۔

ہاں ملایا' کمشتکین جان دار نے بہ اشارہ قسیم الدولہ برکیاروق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بنا پر برکیاروق نے گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی سے برطرف کر کے امیر منکبرو کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی تمام جائیداد ضبط کر کے امیر منکبرو کو دے دی۔ امیر منکبرو بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ وقوقا تک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیاروق کو امیر منکبرو کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ برکیاروق نے اسے وقوقا سے واپس بلا کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی جگہ بغداد پولیس کا افسر تکتین کو مقرر کر دیا۔

## ترکمان خاتون کا پیام

آذربائیجان کا والی اسمٰعیل بن داؤد ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیاروق کا ماموں تھا۔ ترکمان خاتون نے اس کے پاس پیام بھیجا کہ "تم برکیاروق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کر لو اور تمہارے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے اگر تم یہ کام کرو گے تو میں تم سے نکاح کر لوں گی"۔ اسمٰعیل اس دھوکے میں آ گیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج مرتب کی اور برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ مقام کرج میں آمنا سامنا ہوا۔ جنگ کے دوران اسمٰعیل کے بعض سرداران لشکر برکیاروق سے مل گئے جس سے اسمٰعیل کو شکست ہوئی' اصفہان جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اس کا نام سکہ پر کندہ کرایا۔ نکاح بھی کرنے کا ارادہ کیا۔ امیرانز نے جو وزیراعظم اور سپہ سالار لشکر تھا اس سے مخالفت کی ، لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

## اسمٰعیل بن داؤد کا انجام

اس کے بعد اسمٰعیل کی بہن زبیدہ خاتون مادر برکیاروق نے اسمٰعیل سے خط و کتابت کا آغاز کیا اور اسے برکیاروق سے مصالحت کر لینے پر آمادہ کر لیا' اسمٰعیل برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے عزت و احترام سے اس کا استقبال کیا۔ سرداران لشکر کمشتکین جاندار' آقسنقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسمٰعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت و سلطنت کا خواہاں ہے' فاش کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیاروق کو آگاہ کر دیا۔ برکیاروق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

## توران شاہ بن قاروت بک کا انجام

توران شاہ بن قاروت بک' فارس کا حکمران تھا' ۴۸۷ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیرانز کو فارس کے فتح کرنے پر مقرر کیا۔ امیرانز نے پہلے تو توران شاہ کو شکست دے دی مگر فتح یابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ بے مروتی اور بداخلاقی سے پیش آیا' جس سے اس کے لشکر والے اس سے بددل ہو گئے' توران شاہ نے امیرانز پر حملہ کر دیا۔ امیرانز کو اس لڑائی میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک' امیرانز سے واپس لے لیا۔ جنگ کے دوران توران شاہ کو ایک تیر آ لگا جس کی وجہ سے وہ اس لڑائی کے دو ماہ بعد انتقال کر گیا۔

## مقتدی کا انتقال

خلیفہ مقتدی بامراللہ نے ماہ محرم ۴۸۷ھ میں سلطان برکیاروق کو اس کے چچا تتش کی شکست کے بعد دار الخلافت بغداد طلب فرمایا۔ خلعت سے نوازا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا' امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیا۔ سلطان برکیاروق نے بڑی خوشی سے اسے زیب تن کیا۔ اس کے بعد ۱۵ محرم سنہ مذکور میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔

## مستظہر کی خلافت

خلیفہ مقتدی بامراللہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا مستظہر باللہ تخت خلافت پر فائز ہوا۔ امراء سلطنت اراکین حکومت نے بیعت کی۔ خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیاروق کو خلعت سے نوازا اور جو جو اختیارات مرحوم نے دیئے تھے وہ تمام اس نے بھی سلطان کو دیئے اور سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

## آقسنقر اور بوزان کا انجام

آذربائیجان کی شکست کے بعد تتش دمشق پہنچا فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا۔ چند دنوں میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر حملہ کیا۔ قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متفق ہو کر مقابلہ پر آئے۔ امیر کربوقا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لے کر حلب کو بچانے کے لیے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریقوں کی لڑائی ہوئی۔ تتش نے ان لوگوں کو شکست دی' آقسنقر گرفتار ہو گیا۔ تتش نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ امیر کربوقا اور بوزان نے حلب جا کر دم لیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ امیر کربوقا اور بوزان بھی گرفتار ہو گئے۔ تتش نے بوزان کو زنجیروں میں جکڑ کر حران اور الرہا کی جانب روانہ کیا (حران اور الرہا' بوزان کے قبضہ میں تھے) باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے انکار کیا۔ تتش نے بوزان کا سر قلم کر کے اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر کانپ اٹھے اور ڈر کر اطاعت قبول کی۔ تتش نے ان پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہ گیا امیر کربوقا اسے حمص کی جیل میں قید کر دیا۔

## تتش کی لڑائیاں

تتش اس کامیابی کے بعد جزیرہ دیار بکر' خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ حاصل کر کے ہمدان کی طرف چلا اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ' خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملنے آ رہا تھا۔ امیر قماج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مارا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہنچا۔ یہاں تتش سے لڑائی ہو گئی۔ تتش نے اسے گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر باغی بیار نے سفارش کی اور یہ مشورہ دیا کہ عوام کا میلان طبع فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے، اسے اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخر الدولہ کے سپرد قلمدان وزارت کر دیا۔

اس وقت برکیاروق نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر اس کا چچا تتش آذربائیجان کی جانب بڑھ رہا ہے نصیبین سے کوچ کر دیا اور دریائے دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کر کے اربل پہنچا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تتش کی فوج میں سے امیر یعقوب بن ارتق نے برکیاروق پر شب خون مارا۔ برکیاروق کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے تمام ساتھی منتشر ہو گئے۔ صرف امیر برسق' کمشتکین جاندار اور الیارق رکلب میں رہ گئے۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر اصفہان پہنچا۔

## محمود بن سلطان ملک شاہ کا انتقال

اصفہان میں ترکان خاتون' مادر محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی مگر اس وقت یہ فوت ہو چکی تھی۔ پہلے محمود اور اس کے خیر خواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود چکر دینے کی غرض سے آ کر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے خیر خواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اس وجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔ محمود بن سلطان ملک شاہ کا ۲۹ شوال ۴۸۷ھ میں ایک سال حکومت کر کے انتقال ہو گیا۔

اس کے انتقال کے بعد برکیاروق اصفہان پر قابض ہو گیا اور اس کے قدم مضبوطی کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔ مؤید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں حاضری دی۔ سلطان برکیاروق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے نوازا۔ (عز الملک اس سے قبل مقام نصیبین میں وفات پا چکا تھا) مؤید الملک نے امراء سلجوقیہ اور خیر خواہان سلطنت کو نامہ و پیام بھیج کر سلطان برکیاروق کی جانب مائل اور خیر خواہ بنا لیا جس سے سلطان برکیاروق کے جاہ و جلال میں اضافہ ہو گیا۔ اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

## یوسف بن ارتق کا بغداد میں داخلہ

برکیاروق کی شکست کے بعد تتش نے یوسف بن ارتق کرمانی افسر پولیس کو ترکوں کو جمع اور متفق کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا۔ اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والئی حلہ اہل بغداد کی امداد پر آ پہنچا۔ مقام

یعقوب میں لڑائی ہو گئی۔ صدقہ شکست اٹھا کر حلہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دارالخلافت بغداد میں داخل ہو گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

## تاج الدولہ تتش کا انجام

برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد تتش نے ہمدان کی جانب پیش قدمی کی' اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر لی۔ مگر اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے ۔ محسوس کر کے امان کی درخواست کی۔ تتش نے ان کو امان دے دی اور ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مرو کی طرف پیش قدمی کی۔ امراء اصفہان کے پاس ایلچی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان تمام واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسے مرض سے افاقہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی طرف خروج کیا۔ خیر خواہان سلطنت سلجوقیہ اس اطلاع کو سن کر جوق در جوق برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ اپنے چچا تتش سے صف آرا ہوا` اور اسے شکست فاش دی۔ جنگ کے دوران آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تتش کو قتل کر دیا۔ تتش اے کی شکست اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک عرصہ سے تتش کے یہاں قید تھا' اس کو رہا کر دیا گیا۔

## کربوقا کی رہائی

آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ تتش نے قوام الدولہ ابو سعید کربوقا کو آقسنقر اور بوزان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں قید کر دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے کربوقا حلب کی جیل میں قید کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا یہاں تک کہ رضوان ابن تتش' حلب کا حکمران ہوا۔ سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اس کے بھائی امیر التونتاش کو قید سے رہا کر دیا۔ کربوقا اور التونتاش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آ کر جمع ہو گئی اس وقت موصل کی حکومت کی باگ ڈور علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی۔ (اسے تتش نے قبضہ موصل کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم نصیبین کی حکومت پر تھا۔ مروان ابن وہب اور ابو الہیجا کردی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے' محمد کا موصل پر چڑھائی کا ارادہ تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع ہو گئی۔ امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے لڑائی ہوئی' کربوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب بڑھا۔ چالیس یوم تک محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔

## کربوقا کی پیش قدمی

کربوقا نے اس کامیابی کے بعد موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کربوقا نے اس سے درگزر کر کے ہے۔ اور

---

ا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تتش سے شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر بیس سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دن تک اصفہان کا باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امراء اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے امراء اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مرگیا تو تم لوگ تتش کی حکومت پسند کرو گے' برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو' اگر محمود کو صحت ہو گئی تو برکیاروق کے قتل کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کر ڈالنا اور حالت دگرگوں ہوئی تو اسی کو تخت حکومت پر متمکن کر دینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۔ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیاروق حکمران ہو گیا پھر یہ بھی بیمار ہو گیا سرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک علیل رہا۔ اس اثناء میں اس کے چچا تتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی یہ موقع اس کی کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوجھی یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں اگر محمود برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تتش کو یہ روز بد دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔

محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا اور موصل کے محاصرہ کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر جکرمش والئی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی' امیر جکرمس لشکر آراستہ کر کے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ زبردست لڑائی ہوئی بالآخر جکرمس نے شکست کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کے محاصرے کے لیے آیا اور جیسا کہ چاہیے تھا ندد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف اور محاصرہ برداشت کر کے علی والئی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلہ جا کر پناہ لی۔ کربوقا کامیابی کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اور التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ امراء و روساء شہر سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کی یہ حرکت شاق گزری۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے روز التونتاش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ میں پیش آئے۔

موصل پر قبضہ کرنے کے بعد کربوقا نے رحبہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل رحبہ مقابلہ پر آئے' لڑے مگر کامیاب نہ ہوئے کربوقا اس پر قبضہ حاصل کر کے موصل کی طرف واپس ہوا اور اہل موصل کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ عدل و انصاف سے کام لیا۔ جس کی وجہ سے اہل موصل راضی و خوش ہو گئے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

## ارسلان ارغو کی کامیابیاں

ارسلان ارغو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ جب سلطان ملک شاہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی اس وقت ارسلان ارغو اپنے سات غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا۔ خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے۔ ایک گروہ جمع ہو گیا۔ نیشاپور پر چڑھائی کی۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے۔ مرو کی جانب لوٹا۔ مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر قودر (قودن) شحنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دے دیا۔ اس سے ارسلان ارغو کی قوت' ہمت اور جرات بڑھ گئی۔ بلخ کی جانب پیش قدمی کی۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا ہمدان میں جا کر پناہ لی اور تاج الدولہ تتش کا وزیر بن گیا۔

اس کے بعد ارسلان ارغو نے بلخ' ترمذ' نیشاپور اور خراسان کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق اور اس کے وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عنایت کی جائے اور میں اس کا واحد حکمراں تسلیم کیا جاؤں۔ جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا' چونکہ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تتش کے جھگڑوں میں مصروف تھا' کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیاروق نے موید الملک کو عہدۂ وزارت سے برطرف کر کے اس کے بھائی فخر الملک کو وزارت کا عہدہ مرحمت کیا اور مجد الملک یارسلان امور سلطنت پر غالب ہوا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیاروق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیاروق کو یہ شاق گزرا۔ اپنے چچا بورسوس (بوربرس) کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو شکست کھا کر بلخ پہنچا۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ارسلان ارغو نے فوجیں جمع کر کے مرو کی طرف پیش قدمی کی اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے برباد کر دیا۔ مرو جیسے شہر میں قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔

اس بات کی خبر بورسوس کو ہو گئی تو ہرات سے ۴۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر (اس کا باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ وغیرہ نامی گرامی امراء و سردار بھی تھے' ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے کے ساتھ ارسلان ارغو کی ساز باز سے کسی نے[1] اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے ترمذ کی جیل میں بھیج دیا اور ایک سال بعد حالت قید ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

## ارسلان ارغو کا انجام

ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا تھا۔ برکیاروق نے اس کے سر کرنے کو جو مہم بھیجی تھی وہ تہس نہس ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے امراء و روساء خراسان کے قتل و خون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہرپناہوں کو منہدم کر دیا' سبزوار' مرو شاہجہان' سرخس' نہاوند اور نیشاپور کے قلعوں کو مسمار کر کے ملیامیٹ کر دیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسلی نہ ہوئی تو قتل کر ڈالا۔ الغرض یہ کہ جس سے اسے ذرا بھی مخالفت کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اس کا سر کچل دیا۔ خراسان پر ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ انتہائی بے رحم اور بے حد غصہ ور تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی اعراض نہ کرتا تھا۔ معمولی سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اتفاق سے ایک دن خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ گالیاں دیں اور پیٹا غلام کو غصہ آ گیا، کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں مار دیا جس سے یہ ہلاک ہو گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ میں پیش آیا۔

## ارسلان ارغو کا بیٹا

ارسلان ارغو کے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس کے ایک چھوٹے بیٹے کو اپنا امیر بنایا۔ سلطان برکیاروق نے ایک فوج خراسان کی جانب ارسلان ارغو سے جنگ کرنے کی غرض کے لیے روانہ کی تھی۔ اتابک قماج اور اس کا وزیر علی حسن طغرائی بھی اس فوج میں تھے۔ جس وقت یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی دامغانی پہنچی ارسلان ارغو کے قتل کی خبر سن کر قیام کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان برکیاروق کی سواری آ گئی۔ سلطان برکیاروق نے نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۰ھ میں قتل و غارت گری کے بغیر نیشاپور اور خراسان کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بلخ پر چڑھائی کی۔ ارسلان ارغو کے ساتھی اس لڑکے کے ساتھ جسے انہوں نے ارسلان ارغو کے قتل کے بعد مسند حکومت پر فائز کیا تھا' طخارستان کے پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے اور سلطان برکیاروق کی خدمت میں امان کی درخواست بھیجی۔ سلطان برکیاروق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغو کے ساتھی دس ہزار کی جمعیت اور اس کے بیٹے کے ساتھ دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ برکیاروق نے ارسلان ارغو کے بیٹے کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور عہد سلطنت سلطان ملک شاہ میں جتنے شہر ارسلان ارغو کے قبضہ و تصرف میں تھے ان تمام کی حکومت اسے مرحمت کی۔ مگر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ لشکر جو اس کے ہمراہ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے اس کا ربط و تعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغو کا بیٹا اکیلا رہ گیا۔ سلطان برکیاروق کی والدہ نے اسے اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لیے خدام کا تقرر کر دیا۔

## سنجر کی تقرری

سلطان برکیاروق نے اس کے بعد ترمذ کی جانب پیش قدمی کی۔ اہل ترمذ نے اطاعت قبول کی۔ سمرقند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اردگرد کے امراء نے اطاعت و فرمانبرداری کے پیام بھیجے۔ سات ماہ بلخ میں قیام کر کے واپس ہوا اور اپنے بھائی سنجر کو خراسان کی حکومت پر بٹھا دیا۔

## بغاوتیں

سلطان برکیاروق جس وقت خراسان میں خیمہ زن تھا اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نامی جو سلطان برکیاروق کے قرابت داروں سے تھا اور امیر امیراں کے لقب سے موسوم اور مشہور تھا' حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ بلخ کی جانب پیش قدمی کی اور والیٔ غزنی بنو سبکتگین سے امداد کا خواستگار ہوا۔ والیٔ غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ مملکت خراسان میں جو شہر فتح ہو ان میں والیٔ غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کا جاہ و جلال اس سے بڑھ گیا۔ دماغ آسمان پر چڑھ گیا ملک سنجر کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک دستہ فوج لے کر غفلت کی حالت میں محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا فوج میں بھگدڑ مچ گئی محمود گرفتار ہو گیا۔ سنجر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

خراسان سے سلطان برکیاروق کی واپسی کے بعد اکنجی نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لیے ہوئے سلطان سے ملنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ مگر مرو پہنچ کر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا امیر قودر (قودن) سلطان برکیاروق سے بیماری کا بہانہ کر کے مرو میں رہ گیا تھا اس نے یہ صورت

حال دیکھ کر امیر یار قطاش سے سازباز کی اور دونوں نے اکنجی گورنر خوارزم کے قتل کا مشورہ کیا۔ چنانچہ پانچ سو سواروں کی جمعیت سے امیر قودن اور امیر یار قطاش نے اکنجی پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا۔ فوجیں لیے ہوئے خوارزم کی جانب بڑھے اور یہ ظاہر کر کے سلطان برکیاروق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عنایت کی ہے' خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ اسی دوران یہ خبر سننے میں آئی کہ امیر انز نے فارس میں بغاوت کر دی۔ سلطان برکیاروق نے عراق کا ارادہ ترک نہ کیا اور داؤد حبشی بن التونطاق کو سردار لشکر بنا کر امیر قودن اور امیر یار قطاش کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا۔ بذات خود عراق کی طرف روانگی اختیار کی۔

داؤد حبشی عراق سے ہرات کی جانب چلا اور شاہی لشکروں کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے نزدیک پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر یار قطاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر سن کر حملہ کی تیاری کی۔ داؤد حبشی کی فوج کم تھی' بھاگ کھڑی ہوئی۔ جیحون کو عبور کر کے دم لیا۔ امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر یار قطاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی سینہ سپر کر میدان میں آگیا اور امیر یار قطاش کو شکست دی۔ جنگ کے دوران امیر یار قطاش گرفتار کر لیا گیا جیسے ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی ساری فوج باغی ہو گئی' امیر قودن کے مال و اسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا گیا۔ امیر قودن بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا سنجار پہنچا۔ والئ سنجار نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا ملک سنجر کی خدمت میں بلخ پہنچا۔ ملک سنجر نے بڑی عزت افزائی کی۔ امیر قودن بھی اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی خدمات انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ آراستہ کیں۔ موت کا وقت نزدیک آگیا تھا۔ چند دن بعد فوت ہو گیا۔ باقی رہا امیر یار قطاش' وہ داؤد حبشی کے یہاں قید رہا۔ پھر داؤد حبشی نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## بنو خوارزم شاہ کی حکومت کی ابتداء

امراء سلجوقیہ میں سے ابو شکین ایک امیر کا (بلکباک) زر خرید غلام تھا۔ اس نے ابو شکین کو غرشتان کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ اسی مناسبت سے ابو شکین غرشی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابو شکین اسی امیر کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا' ہوشیار اور عقل مند تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابو شکین کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا' ابو شکین نے انتہائی خوبی سے اسے تعلیم و تربیت دی۔ فنون حرب بھی سکھلائے' سیاسیات کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ بفضل باری تعالیٰ محمد ایک قابل قدر انسان ہو گیا۔ جب امیر داؤد حبشی' خراسان کی جانب روانہ ہوا تو محمد بھی اور لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔

خراسان کی بغاوت ختم ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر کسے مقرر کروں۔ اکنجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ انتہائی غور و فکر کے بعد محمد بن ابو شکین کا انتخاب کیا اور یہی اس کی نگاہوں میں حکومت خوارزم کے لیے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ امیر داؤد حبشی نے خوارزم کی حکومت کی باگ ڈور محمد کو عنایت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے ملقب کیا۔ محمد انتہائی کفایت شعار' منتظم' مدبر' عادل اور خلیق تھا۔ چند ہی دن میں اس کی اخلاقی خوبیوں کا چرچا ہو گیا۔ ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو بہتر سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اس کی قابلیت و کارکردگی کے مطابق اسے عزت سے نوازا۔

کسی ضرورت کے تحت محمد کو چند دنوں کے لیے خوارزم کو چھوڑنا پڑا' ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا' اس کی خبر محمد بن ابو شکین کو ہو گئی۔ تمام کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کے لیے بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ملک سنجر ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سنجر اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ محمد بن ابو شکین بلا انتظار ملک سنجر ترکوں کے مقابلہ پر آگیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ انتہائی بدحواسی سے منقشلاغ کی جانب بھاگے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی طرف کوچ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سنجر کی آنکھوں میں محمد کی قدر مزید بڑھ گئی۔

جب محمد خوارزم شاہ کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا اتسز مسند حکومت پر بیٹھا۔ یہ بھی انتہائی نیک مزاج مدبر اور عادل تھا۔ اس نے اپنے والد کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سپہ سالاری کی تھی۔ فنون حرب سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاغ کو ترکوں سے چھین لیا ملک سنجر اسے بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا۔ اسی زمانہ سے حکومت و

ریاست محمد بن ابو شکین کے خاندان میں آئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتدا ہے پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں چڑھائی کی اور ان کی حکومت و سلطنت کو ختم کر دیا۔ انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا۔

## عیسائیوں کی انطاکیہ پر چڑھائی

عیسائیوں میں اسی زمانہ[۱] سے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ ۴۸۴ھ میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انہوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے ارادہ سے پیش قدمی کی۔ خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے براستہ خشکی روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اس سے اس کے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دے دی مگر یہ شرط رکھی کہ انطاکیہ فتح کر کے مجھے دے دینا۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۴۹۰ھ میں عبور کر کے ارسلان بن سلیمان بن قتلمش والئی قونیہ و رومی شہروں کے مقبوضات کی جانب پیش قدمی کی۔ ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مدافعت کے لیے اٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی جانب پیش قدمی کی۔ انطاکیہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا نو ماہ تک محاصرہ کیے رہے۔ باغی سیان والئی انطاکیہ نے انتہائی جرات سے مدافعانہ جنگ کی عیسائیوں نے شہرپناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سا مال و زر دے کر ملا لیا۔ چنانچہ حسب قرارداد باہمی عیسائی فوج شہرپناہ کے پاس آئی اس دغا باز محافظ نے شہرپناہ کا چور دروازہ کھول دیا عیسائی فوج شہر میں داخل ہو گئی اور شہرپناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجا دیا۔ باغی سیان گھبرا گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا بھاگ کھڑا ہوا۔ پانچ چھ کوس نکل گیا ہوش و حواس بجا ہوئے تو اپنے کیے پر پشیمان ہوا بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سر اتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۴۹۱ھ میں پیش آئے۔

مسلمانوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انطاکیہ کے واپس لینے کے لیے ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کربوقا شام کی جانب چلا، مرج وابق تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ وقاق بن تتش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والئی حمص، ارسلان تاش والئی سنجار اور سقمان ارتق وغیرہ نامی گرامی امراء اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے آپہنچے اور انطاکیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑ گئی۔ امیر کربوقا بد اخلاقی برتنے لگا اور امراء کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اس وجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے پریشان ہونے لگے امیر کربوقا سے امان کی درخواست کی۔ امیر کربوقا نے امان دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آگیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائیوں کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، کمدمری، قمط والئی الرہا اور بیمند والئی انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا کمان افسر بھی بیمند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہو کر شہرپناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کا جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ جب تمام عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آگئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلامی امراء میں نفاق تو پیدا ہی ہو گیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کربوقا کی بد اخلاقی سے نفرت پیدا ہو چکی تھی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر لقمان بن ارتق

---

[۱] کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتداء عیسائیوں کا خروج و ظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضہ ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے انہوں نے بلاد اندلس میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جوں نہ رینگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بزور تیغ قابض ہو گئے اس سے ان کی حرص اور بڑھ گئی۔ افریقہ پر ہاتھ مارا اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ سلاطین اسلام آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی ہمدردی اور خیر خواہی ملت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے عیسائیوں کا شوق ملک گیری مذہبی پردہ میں بڑھا پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ ۴۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی۔ بردویل عیسائی بادشاہ نے ایک بڑی فوج جمع کر کے رجار فرانسیسی کو اطلاع دی۔ (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک فوج عظیم لے کر افریقہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اسے عنقریب فتح کر کے تمہارا ہمسایہ ہو جاتا ہوں۔ رجار نے اپنے اراکین سلطنت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا سب نے بردویل کی خیال کی تعریف کی۔ رجار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اس نے افریقہ کو لے لیا تو ہمارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اگر ناکام واپس آیا ‖ ہمیں اس کی ہمدردی کرنا ہو گی اور اس میں ہم کو تکلیف کا سامنا کرنا ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے فتح بیت المقدس کی رائے دی جائے اور مسلمانوں پر جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ یہی رائے بردویل کو لکھ بھیجی۔ بردویل نے بھی اسے پسند کیا اور فتح بیت المقدس کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

میدان جنگ سے فرار ہوا۔عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں مارا گیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ [1]

## عیسائیوں کی مزید پیش قدمی

عیسائیوں نے اس کامیابی کے بعد معرہ نعمان کی جانب پیش قدمی کی اور اسے بھی لے لیا۔ انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غزہ پر حملہ کیا۔ چار مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اہل غزہ انتہائی جرات سے مقابلہ کرتے رہے۔ ابن منقذ والئی شیرز نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کرلی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا جناح الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہو گئی۔ عکا کی جانب بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کرلی۔ ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام پر عیسائی کروسیڈرون کا قبضہ شروع ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ [2] خلفاء علوین نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا تھا اور انہی کے ابھارنے سے وہ اس جرأت سے حملہ آور ہوئے تھے۔سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور ان کے امیروں میں سے اقسیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور عرصہ دراز تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ ایک نہ ایک دن سلاطین سلجوقیہ مصر کو بھی لے لیں گے۔اس کا احساس کر کے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تاکہ سلاطین سلجوقیہ کی زد سے خود محفوظ رہیں اور ان کے اور مصر کے درمیان عیسائی حائل اور سد راہ ہو جائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## امیرانز کا انجام

سلطان برکیاروق جس وقت خراسان کی طرف روانہ ہوا تھا اسی زمانہ میں امیرانز کو فارس کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبائل قابض ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک والئی کرمان کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ جب امیرانز نے فارس پر چڑھائی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے اور لڑے۔ امیرانز کو شکست ہوئی۔ امیرانز اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے آگاہ کیا اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا' امارت عراق کی سند بھیج دی اور جس قدر فوجیں عراق اور اس کے اطراف و جوانب میں تھیں امیرانز کو ان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ موید الملک بن نظام الملک دار الخلافت بغداد سے حلہ آیا۔ امیرانز سے ملا اور اسے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا شاہی قوت و شوکت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ مشورہ دیا کہ محمد بن ملک شاہ سے نامہ و پیام بھیج کر سازباز کرلو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجہ میں تھا اس قرارداد کے مطابق امیرانز

---

[1] ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کیے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے۔ رسد غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے کہ امیر کربوقا وغیرہ آ گئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا' غرباء اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے۔ امیر کربوقا کے پاس پیام بھیجا کہ "آپ ہم کو امان دیجئے ہم شہر خالی کیے دیتے ہیں۔" امیر کربوقا نے جواب دیا' "ہر امان نہیں دی جائے گی' ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے۔" اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے تلاش کرو' اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہو گی ورنہ تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے۔" پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈ صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہو گئے پادری صاحب نے کہا۔ "وہاں یوں نہیں ملے گی' تین دن روزہ رکھو' دعا کرو' گناہوں کی مغفرت چاہو' چوتھے روز تلاش کرو' کامیاب ہو گئے تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ موت ہے۔" عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور جیسا کہ پادری نے کہا تھا' تلاش کے بعد صلیب مل گئی۔ پادری صاحب نے کہا۔ "اب کیا ہے خوشیاں مناؤ' شہر کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ چھ آدمی امان کا جھنڈا لیے ہوئے نکلو جب سب کے سب انطاکیہ کے باہر آ جاؤ تو جنگ کا نقارہ بجا دو۔ فتح یاب ہو جاؤ گے۔" جس وقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کربوقا سے عرض کیا۔ "ان عیسائیوں کو مہلت نہ دی جائے جوں جوں نکلتے جائیں انہیں قتل کرتے جائیں۔" امیر کربوقا نے جواب دیا "نکل آنے دو ہم انہیں لڑ کر پسپا کر دیں گے" لیکن مسلمانوں میں بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ امیر کربوقا نے خود جا کر انہیں اس سے روکا جب تمام عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک ہاتھ بھی لڑنے کا گنہگار نہیں ہوا۔ انتہی ملخصاً" من تاریخ الکامل ابن اثیر۔

[2] اصل کتاب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا ہوا۔

نے عمل در آمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ امیرانز کا خوف و خطر اور زیادہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں' اصفہان سے رے کی جانب پیش قدمی کی اور سرعام سلطان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا۔

سلطان برکیاروق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور سپردگی کا مطالبہ کیا۔ ابھی یہ معاملہ طے نہ ہوا تھا کہ ترکوں میں سے تین شخص جو امیرانز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے' رات کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ مال' روپیہ اور سامان کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نعش کو اصفہان میں لائے۔ اور دفن کر دیا۔ امیرانز بڑا پابند صوم و صلوۃ' کثیر المناقب اور سخی تھا۔ امیرانز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف رے میں پہنچی۔ امیرانز سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا تھا۔ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا۔ فخر الملک البارسلان باغ باغ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۲ھ کا ہے۔ اصنہبر صابر' امیرانز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ عرصہ تک وہیں مقیم رہا اس کے بعد ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور رحبہ کی حکومت مرحمت کی۔

## بیت المقدس کا تنازعہ

بیت المقدس کو تاج الدولہ تتش نے خلفاء علویہ والیان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی جانب سے امیر سقمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ جس وقت ترکوں کو بمقام انطاکیہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا جذبہ اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار سلطنت علویہ فوجیں آراستہ کر کے بیت المقدس کی جانب بڑھا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا' اس وقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی پسران ارتق' یاقوتی' (ان دونوں کا بھتیجا) اور سونج (انہی دونوں کا چچا زاد بھائی) موجود تھے۔ محصورین نے بے جگری سے کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصورین نے محاصرہ کے چالیس روز بعد ہتھیار ڈال دیئے' امن و امان حاصل کر کے بیت المقدس کو فتح مند گروہ کو دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۰۹ھ کا ہے۔ افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا' امیر سقمان اور ایلغازی کو مع ان کے ساتھیوں کے زاد راہ دے کر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے الرہا میں جا کر قیام اختیار کیا' ایلغازی عراق چلا گیا اور افضل اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر متعین کر کے مصر کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

عیسائیوں نے عکا سے واپس ہو کر بیت المقدس کی جانب پیش قدمی کی۔ چالیس دن انتہائی سختی سے محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر آخری ماہ شعبان ۴۹۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر داخل ہو گئے اور زبردست خونریزی و غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین دن تک پناہ گزین رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امان حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلا گیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کیے گئے جن میں علماء' زہاد' مہاجرین اور روساء شہر تھے۔ چالیس قندیلیں کلاں نقرئی (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس کلو گرام کا تھا) ایک سو پچاس قندیل خورد نقرئی' ایک تنور نقرئی وزنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ۳۸ کلو گرام) اور ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا لوٹ کر لے گئے۔

مسلمان فریادی صورت بنائے پریشانی کی حالت میں دار الخلافت بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے انہیں ابو محمد دامغانی' ابوبکر شاشی' ابو القاسم زنجانی' ابو الوفاء بن عقید' ابو سعید حلوانی اور ابو الحسین بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا۔ اور عیسائیوں سے اس جرات و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی' ناکام واپس آئے اور عیسائیوں نے شام پر مضبوطی کے ساتھ اپنے پاؤں جما لیے۔

## قطلون کی گوشمالی

محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت خراسان پر مامور کیا تھا۔ ۴۸۸ھ میں محمد' سلطان برکیاروق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عنایت کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی۔ امیر قطلغ تکین اتابک کو بطور وزیر اس کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات سے تھا۔ قطون (فضلون بن ابو الاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطون سے لے کر سرہنا ساد تکین خادم کو مرحمت کیا اور قطون کو اس کی جگہ استر آباد کی حکومت عنایت کی۔ لیکن چند روز بعد صواراں کی حکومت پھر قطون کو ضمانت لے کر دی گئی۔ جب قطون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہو گئی تو بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی گوشمالی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اراں کو امیر بوزان' باغی سیان والئی انطاکیہ اور ان کی افسران فوج پر تقسیم کر دیا۔۴۸۴ھ میں قطون کا قید کی حالت میں انتقال ہو گیا۔

باغی سیان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی جانب چلا آیا تب سلطان برکیاروق نے ۴۸۸ھ میں گنجہ اور اس کے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عطا کی جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔

## امراء کی ناراضی

محمد کی قوت میں جب اضافہ ہوا اور حکومت مضبوط ہوئی تو اس نے اپنے وزیر اتابک قتلغ تکین کو قتل کر دیا اور تمام صوبہ اراں پر قابض ہو گیا۔ انہی دنوں موید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور وزارت کے عہدہ سے نوازا۔ موید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعوے داری کا مشورہ دیا۔ چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر کے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے قتل کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیاروق کی مملکت میں جابرانہ حکومت کر رہا تھا۔ امراء لشکر کو اس سے نفرت پیدا ہوئی۔ برکیاروق کا ساتھ چھوڑ کر محمد کے پاس چلے گئے (اور [1] تیاری کر کے رے کی جانب پیش قدمی کی) برکیاروق ان لوگوں کے پہنچنے سے قبل رے میں داخل ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے امراء سلجوقیہ امیر ینال بن انوشتکین حسامی اور نظام الملک وغیرہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ اطلاع سن کر اس کا بھائی جنگ کی نیت سے روانہ ہو گیا برکیاروق رے سے اصفہان کی طرف واپس ہوا۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کر لیا۔ زبیدہ خاتون مادر برکیاروق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی، رے میں ٹھہری ہوئی تھی۔ موید الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو اطمینان نہ ہوا تو ایک دن اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے مر گئی۔ ہر چند اس کے مصاحبوں نے اس حرکت سے اسے روکا لیکن اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کو عملی جامہ پہنانے سے باز نہ آیا۔

افسر پولیس سعد الدولہ گوہر آئین کو برکیاروق سے ناراضگی و منافرت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ امیر کربوقا والئی موصل' جکرمس والئی جزیرۂ ابن عمر اور سرخاب میں والئی گنلسون وغیرہ سے ملا اور تمام کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھار دیا۔ یہ تمام مع اپنی فوجوں کو سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان تمام کو خلعت دیئے۔ انعامات اور صلے سے نوازا۔ سعد الدولہ گوہر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کر کے دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ سعد الدولہ گوہر آئین نے بغداد پہنچ کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی بابت عرض کیا۔ خلیفہ نے منظور فرما لیا اور سلطان محمد کو غیاث الدنیا والدین کا خطاب مرحمت کیا۔ امیر کربوقا اور جکرمس وغیرہ سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہو گئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## مجد الملک الباسلانی کا انجام

ابو الفضل سعد الباسلانی (البارسلان) ملقب بہ مجد الملک سلطان برکیاروق کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ تمام کاروبار سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ اس کے سامنے کسی کی بھی دال نہیں گلتی تھی۔ جب امراء برکیاروق' فرقہ باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہونے لگے اور پے در پے قتل ہو گئے تو امراء برکیاروق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو' مجد الملک الباسلانی کا یہ کام ہے۔ چنانچہ امیر برشق کے مارے جانے پر اس کے بیٹوں زنگی اور اقبوری کو یہی خیال پیدا ہوا اُن لوگوں نے اپنے والد کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپا اور برکیاروق سے

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل سے لکھ دی ہے۔

الگ ہو گئے، سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ ایک جلسہ میں یہ تمام اکٹھے ہوئے امیر حیرہ الاتابک اور طغابرک بن الیبزن پیش پیش تھا ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برشق کے خون کا انتقام لینے کے لیے زور دیا اور اسی غرض سے اس کے بیٹوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے نزدیک دوسری میٹنگ ہوئی۔ ساری فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیاروق سے مجدالملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر مجدالملک کو ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمایئے"۔ برکیاروق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا مگر مجدالملک البارسلاں نے یہ مشورہ دیا کہ "بہ لحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے موت کے گھاٹ اتار دیں سارے امراء سلطنت اور سرداران لشکر آپ کے مطیع ہو جائیں گے ورنہ اگر انہوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس میں رعب سلطنت جاتا رہے گا"۔ سلطان برکیاروق اس پر راضی نہ ہوا۔ انتقام طلب کرنے والوں سے مجدالملک کے نہ مارنے کی قسم لے کر مجدالملک[1] کو ان کے حوالہ کر دیا۔ مجدالملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر ڈالا۔ شورش ختم ہو گئی۔ سر اتار کر موید الملک کے پاس روانہ کر دیا۔

## برکیاروق کی اصفہان واپسی

امراء سلطنت اور سرداران لشکر اس واقعہ سے برکیاروق سے مزید زیادہ ناراض ہو گئے۔ کہلا بھیجا کہ آپ رے چلے جایئے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیاروق بادل ناخواستہ رے کی طرف واپس ہوا۔ ان لوگوں نے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان سے رشتاق روانہ ہو گیا۔

## بغداد میں برکیاروق کا خطبہ

برکیاروق اور اس کا امیر لشکر نیال بن انوشتکین اپنی فوج کے ساتھ خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسط کا راستہ اختیار کیا۔ صدقہ بن مزید والئی حلہ آملا۔ اس کے بعد ان تمام نے دارالخلافت بغداد کا رخ کیا۔ اس وقت بغداد میں سعدالدولہ گوہر آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا فرمانبردار تھا۔ برکیاروق کی آمد کی اطلاع سن کر بغداد چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیاروق ۱۵ صفر ۴۹۳ھ میں بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

## برکیاروق کا استقبال

سعدالدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور برکیاروق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کے لیے ابھارا، سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک نے امیر کربوقا والئی موصل اور جکرمس والئی جزیرہ ابن عمر کو برکیاروق کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جکرمس نے سعدالدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ شہروں میں بے حد ابتری پھیلی ہوئی ہے لہٰذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعدالدولہ یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دے دی" سعدالدولہ اور اس کے حاشیہ نشینوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیاروق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ چنانچہ برکیاروق بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے انتہائی جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق خندہ پیشانی سے ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی طرف ان لوگوں کے ساتھ واپس گیا۔

اس کے بعد عمیدالدولہ بن جہیر (خلیفہ کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا اور اس سے دیار بکر اور موصل کے ان محاصل کا مطالبہ کیا جو اس نے اور اس کے باپ نے دیار بکر اور موصل کی گورنری کے زمانہ میں حاصل کیے تھے۔ بحث مباحثہ کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عہدہ وزارت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل بن محمد دہستانی کو عنایت کیا اور خلیفہ نے برکیاروق کو خلعت سے سرفراز کیا۔

---

[1] مجدالملک بے حد نیک مزاج، صوم و صلوۃ کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور سخی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے سلوک کرتا اور خوش اخلاقی سے پیش آتا۔ خونریزی سے اس کو نفرت تھی۔ شیعیت مزاج میں تھی لیکن بایں ہمہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷

## بغداد میں سلطان محمد کا خطبہ

اپنے بھائی محمد سے جنگ کرنے کے لیے برکیاروق دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا۔ شہرزور ہو کر گزرا۔ تین دن شہرزور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور محمد سے جنگ کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آمنا سامنا ہوا۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعدالدولہ گوہر آئین' عزالدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن مدر وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ میسرہ میں امیر کربوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اس کا بیٹا ایاز تھا۔ اس کے میسرہ میں موید الملک فوج لیے ہوئے تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا۔ کوتوال اصفہان امیر سرخواس کی رکاب میں تھا' برکیاروق کے میمنہ نے جس کا سردار سعدالدولہ گوہر آئین تھا۔ موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا۔ موید الملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ فتح مند گروہ لڑتا ہوا مفروروں کے خیموں تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی دوران محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یہ صورت حال دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ انتہائی ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعدالدولہ گوہر آئین مفرور گروہ کے تعاقب اور ان کی گرفتاری سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعدالدولہ کا سر اتار لیا۔ اعز ابو المحاسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے سامنے پیش کیا گیا۔ موید الملک انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس کے قیام کے لیے خیمہ لگوایا۔

جنگ کے اختتام کے بعد موید الملک نے اعز ابو المحاسن یوسف کو دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کا زور دینے کے لیے روانہ کیا۔ اعز ابو المحاسن یوسف نے بغداد پہنچ کر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا۔ چنانچہ ۱۵ رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

## سعدالدولہ گوہر آئین

سعدالدولہ گوہر آئین کے ابتدائی حالات میں سعد الدولہ ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا جب ابو نصر کو طغرل بک نے گرفتار کر لیا تو سعدالدولہ اس کے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابو نصر کے انتقال کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اسے واسط کی حکومت دی دارالخلافت بغداد کا پولیس افسر نامزد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعدالدولہ کو سفیر بنا کر دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ سعدالدولہ نے بڑی خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دارالخلافت سے خلعت ملا اور دارالخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت مرحمت ہوئی۔ قدرت کی طرف سے جو عزت سعدالدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اراکین سلطنت اسی کے قبضہ میں تھے۔ سرداران لشکر اس کی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ الختصر اپنی زندگی کے دن پورے کر کے اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کی جگہ ایلغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد کے عہدہ پر فائز ہوا۔

## ابو القاسم کی موت

اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر برکیاروق نے گنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے جا کر دم لیا اس کے خیر خواہوں کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ چاروں طرف سے آ آ کر اس کی خدمت میں جمع ہو گئے۔ برکیاروق نے ان تمام کو مسلح کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا۔ اسفرائنین پہنچا امیر داؤد حبشی بن التونتاق کو دامغان سے بلا بھیجا۔ طبرستان' جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کہلا بھیجا کہ "جب تک میں حاضر نہ ہوں اس وقت تک آپ نیشاپور جا کر قیام فرماویں" برکیاروق نے اسفرائنین سے کوچ کیا اور نیشاپور پہنچا۔ ابو محمد اور ابو القاسم بن امام الحرمین امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند یوم کے بعد ابو القاسم کو جیل میں زہر دے دیا گیا جس سے یہ راہی ملک عدم سدھار گئے۔

## برکیاروق کی پریشانی

سنجر نے اس کے بعد امیر داؤد حبشی پر چڑھائی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق کو اس سے آگاہ کر دیا اور اپنی امداد کی درخواست کی' برکیاروق فوجوں کو جمع کر کے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے' سنجر کے میمنہ پر امیر برغش' میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیاروق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیاروق نے سنجر کی والدہ کو گرفتار کر لیا۔ برکیاروق کے ساتھی لوٹ مار اور مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس امر کا احساس کر کے برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ برکیاروق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' جنگ کے دوران امیر داؤد حبشی گرفتار ہو گیا۔ اسے امیر برغش کے سامنے پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے گردن اڑا دی۔ برکیاروق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اس کے پریشان دل کو سکون نہ ملا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ امراء کی ایک جماعت یہ خبر سن کر حاضر ہو گئی جن میں جاولی سقاوہ بھی تھا۔ اصفہان کی جانب پیش قدمی کی مگر اس کے پہنچنے سے قبل محمد اصفہان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے برکیاروق عسکر مکرم کی جانب واپس ہو گیا۔

## برکیاروق کی کامیابی

برکیاروق کو جس وقت سنجر سے ۴۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان کی جانب گیا۔ محمد اس کی روانگی سے آگاہ ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہو گیا تھا۔ مجبوری کے عالم میں خراسان کی طرف لوٹ پڑا اور عسکر مکرم پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ ۴۹۴ھ میں امیر زنگی و امیرا لبکی پسران برسق' برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی طرف روانہ ہوئے' اسی دوران امیر اضر مر گیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر اضر کے وزیر نے امیر اضر کو زہر دیا ہے' امیر ایاز اور امیر اضر میں کمال اتحاد تھا۔ ایک دن موقع پر کر امیر ایاز نے امیر اضر کے وزیر کو قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیاروق کی خدمت میں بھاگ آیا۔ چند دن بعد سرخاب بن کیخسرو والئی آدہ بھی محمد سے متنفر ہو کر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الاخری ۴۹۴ھ میں حملہ کیا' دونوں بھائیوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ جنگ کے دوران محمد کے اکثر امراء محمد کا ساتھ چھوڑ کر برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے آئے جس کی وجہ سے محمد کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

## موید الملک کا انجام

موید الملک گرفتار ہو گیا۔ اسے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے سخت اور نازیبا کلمات سے مخاطب کیا اور اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ موید الملک بداخلاق' حیلہ باز' چال باز امراء و اراکین سلطنت کے ساتھ کج ادا' بدعہد' بخیل اور انتہائی درجہ کا چلتا پرزہ شخص تھا' فتح یابی کے بعد اعز ابو المحاسن وزیر برکیاروق نے ابو ابراہیم استر آبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ موید الملک کا جو مال و اسباب ہاتھ آیا وہ گمان سے زیادہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دار الخلافت بغداد کے علاوہ عجم کے شہروں میں جو خزانہ موید الملک کا تھا اس میں یاقوت کا ایک نگینہ بھی تھا جس کا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد محمد نے خطیب الملک ابو المنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت سے نوازا۔

برکیاروق اس مہم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد رے چلا گیا۔ امیر کربوقا والئی موصل اور دبیس بن صدقہ (ان دنوں صدقہ والئی حلہ تھا) وفد ہو کر مبارک باد دینے کے لیے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد شکست اٹھا کر جرجان پہنچا' اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال و اسباب اور آلات جنگ بھیج دیئے اور اپنے بھائی کی داد رسی کے خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا پھر دونوں متفق ہو کر دامغان پر چڑھ دوڑے اور اسے برباد کر کے رے جا کر مقیم ہوئے۔ نظامیہ افواج یہ خبر سن کر جمع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ جمعیت میں اضافہ ہو گیا۔

## اسمٰعیل کی سرکوبی

فتح حاصل کرنے کے بعد برکیاروق نے رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا۔ دبیس بن صدقہ اپنے والد کے پاس حلہ چلا گیا تھا۔ آذربائیجان میں داؤد بن اسمٰعیل بن یاقوتی نے بغاوت کی تھی' اس کی گوشمالی کے لیے قوام الدولہ امیر کربوقا دس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا' امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا تھا اور عیدالفطر کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر آیا تھا غرض اس طرح فوج کا بڑا حصہ منتشر ہو گیا تھا۔ برکیاروق کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی' جب اسے محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر ملی اور ان کی فوجوں کی کثرت سے آگاہ ہو کر بے انتہا پریشان ہوا۔ جب کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی تو ہمدان کی جانب روانہ ہوا تاکہ امیر ایاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ راستے میں یہ بری خبر سنی کہ امیر ایاز نے نامہ و پیام کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے پھر کیا تھا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور پاؤں تلے سے زمین سرک گئی۔ خوزستان کی طرف لوٹ پڑا کوچ و قیام کرتا ہوا تشتر پہنچا۔ امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسق' ایاز کے ساتھیوں سے تھا' برکیاروق کی طلبی پر حاضر نہیں ہوا۔ برکیاروق پریشان حال عراق کی طرف روانہ ہوا اور حلوان پہنچا۔ یہاں امیر ایاز نے حاضری کا شرف حاصل کیا۔

## ہمدان پر چڑھائی

محمد سے اپنی اطاعت کے بارے میں امیر ایاز نے خط و کتابت کی تھی مگر محمد نے اسے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کو فتح کرنے کے لیے بھیج دیں۔ امیر ایاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا جو مال و اسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر ایاز نے مصاحبوں اور خیر خواہوں سے تاوان جنگ وصول کیا۔ ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

## مال کی تنگی

برکیاروق اور امیر ایاز کوچ و قیام کرتے ہوئے ۱۵ ذی قعدہ ۴۹۴ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوئے۔ چونکہ تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے تھے اس لیے خلیفہ سے خرچ کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خلیفہ نے بڑی مشکل سے صرف پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ مگر اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اس کے ساتھیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبداللہ بن منصور معروف بہ ابن صلیحہ قاضی جبلہ سواحل شام سے فرانسیسی عیسائیوں کے مقابلے سے شکست کھا کر دارالخلافت بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زرنقد بھی تھا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ملی تو برکیاروق نے اس سے زبردستی مال چھین لیا۔

## برکیاروق کی مخالفت

برکیاروق نے اس کے بعد اپنے وزیر اعز ابو المحاسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والئی حلہ کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ خراج سے دس لاکھ دینار تمہارے ذمہ باقی ہیں انہیں ادا کرو ورنہ تم سے زبردستی وصول کیے جائیں گے اور ملک بھی تم سے لے لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا' برکیاروق کی اطاعت سے انحراف کر کے سلطان محمد کی حکومت کا مطیع ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی خبر ہوئی' طلبی کا خط لکھا اس سے اعراض کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے تمام مطالبات کی ذمہ داری لی مگر امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی بات پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابو المحاسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے قصہ مختصر امیر صدقہ برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

## برکیاروق کی بیماری

سنجر اور سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیاروق کے تعاقب کی غرض سے حلوان کی جانب کوچ کیا۔ حلوان میں ایلغازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمات سلطان محمد کے دربار میں پیش کیں۔ اس سے محمد کی فوج کی تعداد بڑھ گئی' بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ برکیاروق اس وقت بستر مرض پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی اطلاع سن کر برکیاروق اور اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر باد کہہ کر غربی جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخر ۴۹۴ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ دریائے دجلہ دونوں حریفوں کے بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔

ایک کنارے پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے مقابلے میں برکیاروق کا لاؤ لشکر تھا۔ ایک نے دوسرے پر تیر باری کی۔ باہم سخت کلامی اور گالی گلوچ ہوئی۔ محمد کے فوجی' برکیاروق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکارتے تھے۔ سوائے 'تو' 'تو میں' میں کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اس کے لشکر نے لوٹ مار شروع کر دی۔ راستہ میں جو شہر قصبہ یا گاؤں ملا اسے ویران کر ڈالا۔ سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کا مبارکباد نامہ موصول ہوا اس کے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر گوہر آئین پولیس افسر بغداد کے مکان میں ٹھہرا۔ امیر صدقہ والئی حلہ مبارکباد دینے کے لئے محرم ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔

## فرقہ باطنیہ

فرقہ باطنیہ کا ظہور (بہ زمانہ حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی) عراق' فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا' بلکہ یہ فرقہ دراصل فرقہ قرامطہ میں سے تھا۔ فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادات متحد ہیں۔ مگر اس دور میں فرقہ باطنیہ' اسماعیلیہ' ملاحدہ اور فداویہ کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ناموں کی تبدیلی کسی نہ کسی سبب اور وجہ سے ہے۔ ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے۔ باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادات اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اسماعیل امام بن امام جعفر صادق کا متبع تھا' ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ انکار دین سے خالی نہیں ہے۔ فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مامور کئے جاتے تھے اس کے قتل میں یہ اپنے جان و مال کی پرواہ نہ کرتے تھے اور اپنے کو شیخ کے حکم پر فدا کرتے تھے اور چونکہ ان کی دعوت اور ان کے مذہب کا آغاز قرامطہ سے ہوا تھا اس لیے اس کی جانب منسوب ہو کر قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔

## فرقہ باطنیہ کی گوشمالی

تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی اس کے بعد مشرق میں سلطان ملک شاہ کی حکومت کے زمانہ میں اس مذہب کا پھیلاؤ ہوا۔ سب سے پہلے اس مذہب والوں کا ظہور اصفہان ہوا۔ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے اس فرقہ کے خاتمہ کی جانب کسی کو متوجہ نہ ہونے دیا۔ برکیاروق محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا تھا کہ اس فرقہ نے پر پرزے نکالے۔ باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں' قضاۃ اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر لوٹ پڑے۔ چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ بہت سے مارے گئے' باقی ماندگان منتشر ہو گئے اور عجم کے شہروں کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی ان کے حالات کے ضمن میں پڑھا ہے۔

## نیران شاہ کا قتل

نیران شاہ بن بدران شاہ بن قاروت بک والئی کرمان نے ابوزرعہ کاتب (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) کے ابھارنے سے مذہب باطنیہ اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ احمد بن حسین نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اس کے معتقد تھے ابوزرعہ نے اس فقیہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سالار لشکر جو کوتوال شہر تھا اس واقعہ سے متنفر اور ناراض ہو کر سلطان محمد اور وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سالار لشکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ خزانہ لوٹ لیا اور اسے شہر سے بیک بینی و دو گوش باہر نکال دیا۔ پریشان حالت میں گرتا پڑتا قلعہ مسدم (سیرم) پہنچا اور والئی قلعہ محمد بستون سے اجازت حاصل کر کے قیام پذیر ہوا۔ ارسلان شاہ[1] نے یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مسدم کے محاصرہ پر بھیج دی۔ محمد بستون گھبرا گیا' اسی وقت نیران شاہ کو نکال باہر کیا۔ سپہ سالار لشکر نے اسے اور ابوزرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے بلاد کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا۔

---

[1] کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت شاہ بک کو کرسی امارت پر متمکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۔

## فرقہ باطنیہ پر زوال

برکیاروق چونکہ اکثرانہی باطنیوں کو ان لوگوں پر مقرر کیا کرتا تھا جن کا قتل کرنا اسے مقصود ہوتا تھا (امیر انز افسر پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہ اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اس وجہ سے برکیاروق کے خیر خواہان حکومت باطنیوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔ مگر برکیاروق کے لشکر میں فرقہ باطنیہ کا عمل دخل ہو گیا۔ بہت سے فوجیوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جسے چاہتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خوفزدہ ہو گئے۔ اس وجہ سے لوگوں نے برکیاروق پر باطنی مذہب کی جانب مائل ہونے کا الزام لگایا۔ حالانکہ برکیاروق فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین سلطنت اور سرداران لشکر جمع ہو کر برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کا مشورہ دیا۔ برکیاروق نے ان کے مشوروں کو بغور سنا اور اس سے اتفاق کیا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ چاروں طرف سے اس فرقہ پر لوگ چڑھ دوڑے۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا قتل کر ڈالا۔ ابو ابراہیم استر آبادی پر (جسے وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن نے موید الملک کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لیے دار الخلافت بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کے ماننے کا الزام تھا۔ برکیاروق نے اس کے قتل کا حکم بغداد بھیج دیا۔ شاہی فوج میں سے امیر محمد بن دشمنزیار بن علاء الدولہ بن کاکویہ اسی الزام میں مار ڈالا گیا۔ یہ شہریزد کا والی تھا۔ چغلی لگانے والوں نے الہراسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرفتار کر لینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کی برات، تقدس اور بلند مرتبہ کی گواہی دی۔ تب کہیں غریب الہراسی کی جان بچی، رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا خراب مادہ عام لوگوں میں سے نکال کر پھینک دیا گیا لیکن جن قلعوں کے یہ مالک ہو گئے وہاں پر اسی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہوا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔

## برکیاروق کی روک تھام

جب برکیاروق نے بغداد سے واسط کی طرف کوچ کیا' سلطان محمد بغداد میں داخل ہوا۔ ۱۵ محرم ۴۹۵ھ تک قیام پذیر رہا پھر وہاں سے مع سنجر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کی راہ اختیار کی اور سنجر نے خراسان کی جانب روانگی کی۔

محمد اور سنجر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیاروق بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا چاہتا تھا۔ اس خبر کے علاوہ برکیاروق کی جانب سے ان نازیبا کلمات اور ان کاموں کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلیفہ کے خادموں کی نسبت کہے تھے۔ خلیفہ نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا "میں تمہارے ساتھ برکیاروق سے لڑنے کے لیے چلوں گا" سلطان محمد نے عرض کی "خلیفہ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کے لیے میں تنہا کافی ہوں" خلیفہ اس جواب سے بے حد خوش ہوا اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد' ابوالمعالی مفضل بن عبد الرزاق کو بغداد کی کوتوالی پر متعین کر کے برکیاروق کی مدافعت کے لیے روانگی اختیار کی۔

بغداد سے روانہ ہو کر برکیاروق واسط پہنچا۔ رؤسا شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خوفزدہ ہو کر زبیدیہ کی جانب بھاگ گئے۔ برکیاروق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اس کی بیماری میں ذرا کمی محسوس ہوئی اور تھوڑا سا افاقہ ہوا تو دریا کو طرف غرب سے جانب شرق کی جانب عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی دریا عبور کرنے کا سامان تھا۔ عوام الناس جان و آبرو کے ڈر سے اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار تمام بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابو علی فاروقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرنے کی درخواست کی اور اس بات کی بھی خواہش کی کہ اہل شہر کی حفاظت کی غرض سے پولیس اور کوتوال متعین کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی حفاظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیاں قائم کر دیں۔ اس کے بعد ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کا مطالبہ کیا قاضی نے بہت سے مزدور لا کر موجود کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنی سواری کے جانوروں کے ساتھ دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پر پہنچ گئے۔ فوجیوں نے شہر کو ویران کرنا شروع کیا جس نے جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی' امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور ان سے رحم و معافی کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ امیر ایاز نے فوج کو قتل و غارت سے روک دیا۔

## امان کی درخواست

اس کے بعد لشکر واسط نے اطاعت قبول کی اور امان کی درخواست کی' برکیاروق نے اسے امان عنایت فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو برسق (اہواز) کی جانب روانہ ہوا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچنے پایا تھا کہ اسے بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر ملی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اس کے تعاقب میں نہاوند کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی مگر شدت سرما کی وجہ سے معرکہ آراء نہ ہو سکے' اپنے اپنے کیمپ میں واپس چلے آئے۔ دوسرے دن پھر صف آراء ہوئے دونوں حریفوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے۔ مصافحہ کرتے تھے' باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر کی یہ صورت حال دیکھ کر آپس میں بات چیت کا آغاز کیا۔

سلطان محمد کی فوج سے امیر بکراج' امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعزا ابوالمحاسن کے پاس آیا مصالحت کی گفتگو کی۔ چنانچہ دونوں فریقوں میں ان شرائط پر مصالحت ہو گئی۔

۱۔ یہ کہ برکیاروق' سلطان کے لقب سے ملقب کیا جائے اور محمد' ملک کے خطاب سے مخاطب ہو۔

۲۔ ملک محمد کے لیے تین ضرب سلامی دی جائے۔

۳۔ حیرہ مع مضافات' آذربائیجان' دیار بکر' جزیرہ اور موصل ملک محمد کے حوالے کیا جائے۔

۴۔ برکیاروق' محمد کو ان والیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلح نامہ تحریر کیا گیا۔ دستخطوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی جانب واپس ہوئے۔ چنانچہ برکیاروق نے ساوہ کی راہ لی اور محمد استر آباد کی طرف واپس ہوا۔ یہ مصالحت ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں ہوئی۔

استر آباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ پھیلی کہ جن امراء نے سرتوڑ جدوجہد کر کے مصالحت کرائی ہے انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ استر آباد سے قزوین چلا آیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھلایا کہ "تم اپنی جانب سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا۔ میں ان امراء سے دھوکے کا انتقام لوں گا" رئیس قزوین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد مع اپنے امیروں کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین نے محمد کے اشارہ سے امیر شمک اور اتکین کو گرفتار کر لیا جو بڑے افسروں میں سے تھے اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے۔ شمک کو اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اتکین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

## جنگ کی تیاری اور جنگ

اسی دوران امیر ینال بن انوشتکین حسامی برکیاروق سے الگ ہو کر (سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا) سلطان محمد کی قوت امیر ینال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو پس پشت ڈال دیا۔ جنگ کرنے کے لیے سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گیا۔ برکیاروق بھی اس سے آگاہ ہو کر آ پہنچا۔ دونوں حریفوں نے رے کے نزدیک صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیخسرو دیلمی والئی ساوہ نے برکیاروق کی جانب سے امیر ینال پر حملہ کیا۔ امیر ینال شکست کھا کر بھاگا تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی تمام فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بعضوں نے طبرستان میں جا کر دم لیا' بعض بھاگ کر قزوین پہنچ گئے۔ یہ چوتھی[۱] جنگ جمادی الاولی ۴۹۵ھ میں صلح کے چار ماہ بعد ہوئی تھی۔

گنتی کے چند ساتھیوں کے ہمراہ محمد[۲] اصفہان پہنچا۔ امیر ینال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت اصفہان کی عنان حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہر پناہ[۳] کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے اردگرد گہری خندق کھدوائی۔ امراء لشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور دروں پر مامور کیا اور جگہ بہ جگہ پر منجنیقیں نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو برکیاروق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط اور مستحکم کر لیا۔

---

[۱] اس لڑائی میں محمد کی رکاب میں دس ہزار سوار تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷

[۲] ستر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸

[۳] اس شہر پناہ کو علاء الدین کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸

## اصفہان کا محاصرہ

پندرہ ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ برکیاروق نے اصفہان پر حملہ کیا۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کیے رہا۔ طویل حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہو گیا۔ محمد کی مالی حالت ابتر ہو گئی۔ رؤسا شہر سے کئی مرتبہ جنگی اخراجات اور فوج کے لیے قرض لیا۔ مگر جب قرض ملنا بھی بند ہو گیا اور حصار کی وہی صورت حال رہی تو مجبوراً" اصفہان کو خیرباد کہہ کر رات کے وقت شہر سے مع امیر ینال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امراء لشکر اور اراکین سلطنت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ مگر محمد نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا "امیر ایاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا۔ امیر ایاز یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ گرفتار نہ کیا۔ علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے لے کر واپس لوٹا۔

محمد نے جس وقت اصفہان چھوڑا۔ اطراف و جوانب کے فسادیوں اور لٹیروں نے شہر پر چڑھائی کر دی۔ ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ سیڑھیاں اور کمندیں لے کر دوڑ پڑے۔ خندق کو خس و خاشاک سے پر کر کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کثرت کے باوجود ناکام ہو کر بھاگ گئے۔

آخر ذیقعدہ ۴۹۵ھ میں برکیاروق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ پرانے شہر پر جسے شہرستان کہتے ہیں، مرشد الہراس کو ایک ہزار سواروں کی فوج سے مقرر کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

## وزیر اعز ابوالمحاسن

محصوری کے زمانہ میں وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل دہستانی کو ایک نوجوان باطنی نے قتل کر ڈالا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ راستے میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان سامنے آ گیا اور چند نیزے مارے جس سے وزیر السلطنت راہی ملک عدم سدھار گیا۔

وزیر السلطنت انتہائی اچھا، خوش خلق اور سخی تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہدہ وزارت سے نوازا گیا تھا جس وقت نظام شاہی میں خلل واقع ہو گیا تھا اور مالی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔ اس لیے لوگوں سے اس نے جبر و تشدد سے روپیہ وصول کرنا شروع کیا، جس سے لوگوں کو نفرت اور ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل ٹیکس پر متعین تھا۔

## خطیر ابو منصور کی نامزدگی

اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل کے قتل ہو جانے کے بعد برکیاروق نے خطیر ابو منصور میبذی کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دروازے کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ محاصرہ کی طوالت سے جب تنگ دستی پیدا ہوئی تو محمد نے ینال بن انوشتکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا۔ رات کے وقت شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیاروق نے اس کے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیج دیں۔ خطیر نے اطاعت قبول کر لی اور امان کا طلب گار ہوا۔ برکیاروق نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ خطیر جس وقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ برکیاروق نے اعز کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے نوازا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالغیب۔

## اسماعیل کی تقرری و برطرفی

بصرے کی حکومت کی باگ ڈور ان دنوں اسماعیل بن ارسلان کے قبضہ میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے نافرمانی، سرکشی اور بغاوت کا شیوہ اختیار کیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس متعین کیا جاتا تھا اسے اہل رے اس قدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسماعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسماعیل نے انتہائی عقل مندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ سرکش تھے ان کی سرکوبی کی۔ جو ذرا شریف تھے انہیں سمجھایا بجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور سختی سے کام لیا کہ جس سے اہل رے ٹھیک ہو گئے۔ اس کے بعد اسے برطرف کر دیا گیا۔

## امیر قماج کی تقرری

پھر برکیاروق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماج کو مقرر کیا اور چونکہ برکیاروق' امیر قماج کی علیحدگی پسند نہ کرتا تھا اس وجہ سے اسماعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصرہ بھیج دیا۔ چند دن بعد امیر قماج' برکیاروق سے الگ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسماعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کی ہوا سمائی' خود سر ہو گیا' مہذب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لے کر بصرے پر حملہ کیا۔ دونوں حریف مطاری میں صف آراء ہوئے۔ جنگ کے دوران میں معقل بن صدقہ کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے معقل جاں بحق ہو گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا۔ اسماعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۹۱ھ میں پیش آیا۔

مہذب الدولہ نے گوہر آئین سے امداد کی درخواست کی۔ گوہر آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسماعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا۔ چند دن بعد عباس کے والد نے کچھ رقم دے کر عباس کو چھڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدستور قید کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد پانچ ہزار دینار کے عوض اسے بھی قید سے رہائی مل گئی۔
ان واقعات سے اسماعیل کی جرأت بڑھ گئی۔ مالی حالت بھی بہتر ہو گئی' بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ ابلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹیکس ختم کر دیئے۔ چونکہ سلطان سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا تھے اس وجہ سے اسماعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ مسبار (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

## اسماعیل کی پیش قدمی

یہ ۴۹۵ھ کا واقعہ ہے کہ اسماعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی۔ اہل واسط سے خط و کتابت شروع کی' چند آدمیوں کو چکر دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ فوج آراستہ کر کے اور جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسط کی جانب پیش قدمی کی۔ نہر آبان پر پہنچ کر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا' اہل شہر نے انکاری جواب دیا' تب اسماعیل نے نہر آبان سے کوچ کر کے شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دن ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی۔ مجبوری واپسی کا حکم دیا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسط اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے' لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسماعیل سے سازش کی تھی انہوں نے بھی اسماعیل کو واپس بلانے کی غرض سے آگ روشن کی۔ اسماعیل کے ساتھی جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے اہل شہر نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ اسماعیل شکست کھا کر بصرے کی طرف واپس لوٹ پڑا۔

### بصرہ کا محاصرہ

جب اسماعیل بصرہ کے نزدیک پہنچا تو اسے ایک نئی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ یہ کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمود والئی عمان' جنابہ' سیراف اور جزیرہ بنی نفیس' بصرہ پر محاصرہ کیے ہوئے تھا' اسماعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ اسماعیل نے بیس جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں' ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا۔ دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اسماعیل کے چند آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ اس کے بعد اسماعیل اور ابوسعید میں مصالحت ہو گئی' ابوسعید نے اسماعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ پھر اسماعیل نے عہد شکنی کی' ابوسعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسماعیل نے واسط پر فوج کشی کی تو ابوسعید نے موقع غنیمت جانا۔ سو کشتیوں کا بیڑہ لے کر بصرے کی فتح کے لیے روانہ ہوا۔ نہر ابلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرے کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔

اس دوران میں اسماعیل اہل واسط سے شکست اٹھا کر بصرہ کے نزدیک آ پہنچا' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' پاؤں تلے سے زمین سرک گئی' اسماعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے آگاہ کیا' ابوسعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ میں پڑ کر دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابوسعید اپنے مرکز حکومت کی جانب واپس آیا۔ اور اسماعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات کے ضمن میں ہم نے بیان کیا ہے۔

## امیر کربوقا کا انتقال

۴۹۴ھ میں سلطان برکیاروق نے امیر کربوقا کو آذربائیجان کی جانب مودود بن اسماعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا فوت ہو گیا۔ اصبہند صباوہ بن خمار تکین اور سنقرجہ' امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کربوقا نے انتقال کے وقت سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وصیت کی۔ چنانچہ اس جانشینی کی بناء پر سنقرجہ نے موصل اپنے قبضہ میں کر لیا۔

اہل موصل کو اس کی خبر نہ تھی' انہوں نے امیر کربوقا کے انتقال سے آگاہ ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی' امیر کربوقا کی جانب سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے' استقبال کیا۔ بغل گیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ سنقرجہ نے کہا "ہمارا تمہارا جھگڑا بیکار ہے۔ سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسے چاہے گا امیر بنائے گا" موسیٰ ترکمانی نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔ اس وقت منصور بن مروان یادگار امراء دیار بکر' موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر پھٹ گیا۔ موسیٰ ترکمانی شہر پر قابض ہو گیا۔

## جکرمس کی کارروائی

جکرمس والئی جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے نصیبین پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اس کی اطلاع ملی' آگ بگولا ہو گیا۔ انتقام کی نیت سے جزیرے کی طرف پیش قدمی کی۔ جکرمس نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق والئی دیار بکر سے امداد کی درخواست کی۔ قلعہ کیفا دینے کا اقرار کیا۔ سقمان نے فوجیں آراستہ کر کے موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ جکرمس نے محاصرہ اٹھا لیا' موسیٰ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سقمان نے قلعہ کیفا کی جانب کوچ کیا اور جکرمس نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل موصل نے بہ مصالحت موصل پر قبضہ کے بعد موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا' اس کے بعد خابور پر قبضہ کر لیا۔ عربوں اور کردوں نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

موسیٰ کے قتل کے بعد سقمان بن ارتق نے قلعہ کیفا پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان بن ارتق کے خاندان میں رہی' ابن اثیر کا کہنا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قرا ارسلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## امیر برسق کی کامیابی

۴۹۵ھ میں جنگ چہارم کے بعد سلطان برکیاروق کے محاصرے کے زمانہ میں امیر نیال بن انوشتکین حسامی سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا جب سلطان محمد محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت طلب کی' چنانچہ امیر نیال اور اس کا بھائی علی ماہ صفر ۴۹۶ھ میں رے پہنچا۔ والئی رے نے جو برکیاروق کی جانب سے امیر تھا' اطاعت قبول کی۔ امیر نیال نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل رے کے ساتھ ظلم و جبر سے پیش آیا' تاوان وصول کئے۔ برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ امیر نیال مقابلہ پر آیا مگر شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ امیر برسق رے پر قابض ہو گیا۔

## امیر نیال کی بغداد واپسی

اس شکست کے بعد علی قزوین جو کہ اس کا دارالسلطنت تھا' چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راہ اختیار کی۔ بہت سے ساتھی راستے میں جاں بحق ہو گئے۔ سات سو پیادوں کی جماعت سے دارالخلافت بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے بڑی آؤ بھگت کی اور انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امیر نیال' ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا۔ سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا اور تمام کے تمام امیر صدقہ بن مزید والئی حلہ کے پاس حلہ گئے۔ اس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لے کر واپس ہوئے۔

دارالخلافت بغداد میں قدم جمالینے کے بعد امیر نیال نے اہل بغداد سے ظالمانہ سلوک شروع کر دیا۔ ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ گورنروں پر جرمانے کیے۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ اہل بغداد جمع ہو کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تتش کی بیوی تھی' نکاح کر لیا تھا) امیر نیال کے ظلم و جبر کی شکایت اور سفارش کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیال کے ظلم و تشدد سے آگاہ ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم و جبر کرنے سے منع کرنے کے لیے بھیجا۔ امیر نیال نے عہد و پیمان کیا' حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آؤں گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کروں گا۔ مگر اس عہد و پیمان پر پانی پھیر دیا' اپنی بری حرکتوں سے باز نہ آیا۔ خلیفہ مستظہر نے امیر نیال کے ظلم و جبر کے طوفان کو روکنے کی غرض سے امیر صدقہ بن مزید کو حلہ سے بلا لیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دارالخلافت بغداد پہنچا۔ امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا وعدہ لے کر حلہ واپس آیا۔ اور اپنے بیٹے دبیس کو امیر نیال کو ظلم و ستم کے روکنے کی غرض سے بغداد چھوڑ دیا۔ امیر نیال پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ غارت گری' خوں ریزی' رہزنی' لوٹ مار اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا طریقہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ حرکات دارالخلافت بغداد تک محدود نہ تھی' گرد و نواح کی ساری بستیاں ویران ہو گئیں۔ راستے بند ہو گئے۔ امن کا نام مٹ گیا۔ خلیفہ نے دوبارہ امیر صدقہ کو ایک ہزار سوار بھیج دیئے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امراء دربار خلافت بھی تیاری کر کے امیر نیال کے خاتمہ کے لیے نکلے۔ امیر نیال اس سے آگاہ ہو کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور یہ مہم واپس لوٹ آئی۔

## کمشتکین کی تقرری

افسر پولیس بغداد گوہر آئین کے قتل کے بعد سلطان محمد نے ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس متعین کیا تھا۔ جب سلطان برکیاروق کو بمقابلہ سلطان محمد' محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیاروق' اصفہان سے ہمدان آ گیا تو کمشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس متعین کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے کمشتکین کی آمد کی اطلاع سن کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق والئی قلعہ کیفا کو طلبی اور امداد کا خط لکھا' امیر صدقہ بن مزید والئی حلہ کے پاس خود گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا اس دوران سقمان بھی راستے کے دیہات اور قصبات کو اجاڑتا ہوا آ پہنچا۔ کمشتکین' کوچ و قیام کرتا ہو قرتیسا[۱] میں داخل ہوا۔ برکیاروق کے خیر خواہوں کا ایک گروہ' کمشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا' کمشتکین ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی جانب بڑھا۔ ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو اجاڑنے لگے۔ کمشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

## کمشتکین کی برطرفی

اس کے بعد کمشتکین نے امیر صدقہ والئی حلہ کے پاس برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ حلہ سے سر پر چلا آیا۔ برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ دجلہ عبور کر کے بغداد پہنچا۔ خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیج دیا کہ "منبروں پر سوائے خلیفہ کے کسی کا نام نہ لیا جائے" ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی اطلاع کر دی۔ یہ دونوں اس وقت جرنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان' دجیل کو برباد کرتے ہوئے بغداد کی طرف چلے۔ راستہ میں جس قدر چھوٹے بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا۔ بغداد پہنچ کر لوٹ مچائی کہ توبہ ہی بھلی' مہنگائی بے حد بڑھ گئی' لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال و اسباب کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چلنا انتہائی مشکل تھا۔ فتنہ و فساد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایلغازی' سقمان اور دبیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے بر سر پیکار آئے مگر بے سود تھا۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن (دامغانی اور تاج الرؤساء ابن رحلات[۲]۔ کو صدقہ بن مزید

---

۱۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے قرتیسا کے قر۔سین لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے۔

۲۔ کتابت کی غلطی ہے' تاج الرؤساء کے باپ کا نام موصلایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۶

کے پاس بھیجا۔ صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کمشتکین کو بغداد سے نکال دیں ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں' چنانچہ اس شرط کے مطابق خلیفہ نے کمشتکین کو بغداد سے نہروان کی طرف نکال دیا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ صدقہ' حلہ لوٹ آیا اور سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کر دیا گیا۔

## واسط کی طرف پیش قدمی

بغداد سے نکل کر کمشتکین واسط پہنچا' برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو برباد کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلغازی کو اس سے آگاہی ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے کمشتکین کے سر پر آ پہنچے' واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ کمشتکین نے کنارہ دجلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا۔ کمشتکین کے ساتھی بھاگ نکلے' کمشتکین نے صدقہ سے امان کی درخواست کی' صدقہ نے امان دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ کمشتکین' برکیاروق کی خدمت میں واپس آ گیا۔ واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ' ایلغازی اور ان کے بیٹوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلغازی' بغداد کی طرف واپس ہوا اور صدقہ کی طرف روانہ ہوا۔ صدقہ نے حلہ پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستظہر سے غلطی معاف کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر مذکورہ بالا واقعہ کے باعث ناراض تھا۔

## محمد موید الملک کی شکست

سلطان محمد کی جانب سے گنجہ اور بلاد اران پر امیر غزغلی مقرر تھا۔ ایک دستہ فوج اس کی رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجہ میں آذربائیجان سے رنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جس وقت سلطان محمد اصفہان میں محصور ہوا' امیر غزغلی' منصور بن نظام الملک اور اس کا بھتیجا محمد بن موید الملک محاصرہ اٹھانے کے لیے روانہ ہوئے رے پہنچے' برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی اس پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ میں پیش آیا۔

اس کے بعد امیر غزغلی یہ اطلاع سن کر سلطان محمد' محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے، رے سے روانہ ہوا۔ ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشتکین اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے کچھ دن آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ سفر کی تھکان دور نہیں ہوئی تھی کہ سلطان برکیاروق کی روانگی کی اطلاع آ گئی۔ سلطان محمد شیروان کی طرف روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا' مودود[1] بن اسماعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے۔ میں سلطان برکیاروق کے مقابلے میں آپ کی مدد کروں گا۔ چنانچہ سلطان محمد' مودود کی جانب روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جیسے ہی سلطان محمد' مودود کے پاس پہنچا' مودود فوت ہو گیا' مگر مودود کی فوج متفق ہو کر سلطان محمد کی امداد پر تیار ہو گئی۔ اس فوج میں سقمان قطبی' محمد بن باغی سیاں (اس کا نائب والئی انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھے۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی اطلاع ملی' موت کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے نزدیک دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ زبردست لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر عقب سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ سلطان محمد نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا۔ امیر علی والئی اردن (روم) آملا ارقیس سے اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ ان دونوں منوچہر برادر قبطون والی اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمزی کی جانب چلا گیا۔ محمد موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ شکست کے بعد پریشانی کی حالت میں دیار بکر کی جانب بھاگا' جب وہاں بھی چین دکھائی نہ دیا تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

محمد بن موید الملک اپنے والد کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے نزدیک رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے والد سے اس کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ موید الملک نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ محمد نے دار الخلافت جا کر پناہ لی' ۴۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا والد (موید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا جس وقت سلطان محمد نے دعوی

---

[1] چونکہ مودود کے بھائی اسماعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر ڈالا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی۔ اس وجہ سے اس نے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا۔ صوبہ آذربائیجان کا ایک حصہ کثیر اس کے قبضہ میں تھا۔

سلطنت کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو موید الملک کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ محمد اس سے آگاہ ہو کر اپنے والد (موید الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اس کا والد (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا۔

## شہر عانہ پر چڑھائی

ایلغازی بن ارتق کا بھتیجا ملک ابن بہرام بن ارتق شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا' ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ [1] پر چڑھائی کر دی۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقابلہ نہ کر سکے۔ عانہ کو خیرباد کہہ کر امداد کی غرض سے صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے۔ صدقہ نے انہیں تسلی دی اور ان کے ہمراہ عانہ کی جانب روانہ ہوا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی خبر ہو گئی۔ بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو خالی کر دیا' بنو یعیش عانہ میں داخل ہوئے۔ صدقہ نے بہرام کی امانتوں پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی جانب واپس ہوا۔ ملک ابن بہرام کے ہاتھ موقع آ گیا۔ دو ہزار ترکمانوں کی جمعیت سے پھر عانہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مختصر جھڑپ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں کافی مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا' عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنا لیا' اس کے بعد ہیت کی جانب گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

## صلح کی کوشش

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد میں ایک عرصہ سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے' فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی' جانوں اور مالوں کا نقصان' لشکریوں کا بے جا دباؤ' دشمنان اسلام کی یورش' ملک کی ویرانی' بے ضابطگی' بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی' سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی کوشش کی۔ دو نامور [2]' مقتدائے قوم فقیہوں کو پیام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں فقیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا بجھا کر مصالحت کرنے پر آمادہ و تیار کیا چنانچہ ان دونوں فقیہوں کے ساتھ حلہ کے دیگر ایلچی بھی آئے۔ باہمی بات چیت کے بعد ان شرائط پر [3] صلح ہوئی۔

۱۔ مصالحت کی رو سے جو شہر سلطان محمد کے قبضہ میں دیئے جائیں۔ ان کا مستقل حکمران سلطان محمد تسلیم کیا جائے گا' سلطان برکیاروق کو ان میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہو گا۔
۲۔ سلطان محمد کے علم و طبل سے سلطان برکیاروق مزاحم نہ ہو گا۔
۳۔ وزیروں کے مابین خط و کتابت ہوا کرے۔
۴۔ لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمات انجام دیں۔
۵۔ سلطان محمد کو نہراستر (اسبندرود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر' جزیرہ موصل' شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدقہ بن مزید کو دیئے جائیں۔ بقیہ اسلامی ممالک پر سلطان برکیاروق کا قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔

حسب قرارداد شرائط مذکورہ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کئے' پابندی شرائط کا حلف اٹھایا' تمام جھگڑے ختم ہو گئے اور تمام امور احسن طریقے سے انجام پانے لگے۔

---

[1] یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲۔

[2] قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتکین مصالحت کا پیام لے کر گئے تھے۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳

[3] صلح رے میں ہوئی تھی۔ قبل مصالحت رے' جبال' طبرستان' خوزستان' فارس' دیار بکر' جزیرہ' بعض حصص بطائح تکریت اور حرمین شریفین پر سلطان برکیاروق قابض تھا۔ آذربائیجان' بلاد اران' آرمینیہ' اصفہان' عراق باستثناء تکریت اور بطائح کا کچھ حصہ' سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان' جرجان سے ماوراء النہر تک ملک سنجر دبائے ہوئے تھا۔ جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ و سکہ جاری تھا۔

## اصفہان پر سلطان برکیاروق کا قبضہ

اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیاروق کے حوالے کرنے کے لیے سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو لکھ بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیاروق پہنچ گیا' اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکار کر دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت تمام لے کر اصفہان سے سلطان محمد کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان برکیاروق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی اور مال و اسباب دے کر سلطان محمد کے پاس احترام سے پہنچا دیا۔ مصالحت کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مستظہر سے سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی چنانچہ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

## ایلغازی کی بغداد روانگی و واپسی

ایلغازی صلح سے پہلے سلطان محمد کا مطیع اور خیر خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیاروق کے خطبہ کے لیے ابھارا ہے' ناراض ہو گیا۔ خلیفہ کو لکھ بھیجا "مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اسے دار الخلافت بغداد سے باہر نکالنے کے لئے آیا ہوں" اور فوج آراستہ کر کے دار الخلافت بغداد پہنچ گیا۔ حریم خلافت کے روبرو اتر کر زمین بوسی کی رسم ادا کی اور غربی بغداد میں خیمہ ڈال دیا۔ ایلغازی' بغداد چھوڑ کر یعقوبا چلا گیا۔ امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا اور خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "برکیاروق اور محمد میں صلح ہو گئی ہے' دونوں میں یہ بات طے پائی ہے کہ بغداد برکیاروق کو دیا جائے' میں اس کی جانب سے بغداد کا افسر پولیس ہوں' میرے مقبوضہ شہر' سلطان کیاروق کی حکومت کے زیر اثر ہوں' ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیاروق کی مخالفت کر سکتا۔" امیر صدقہ نے اس عذر کو قبول کیا اور حلہ واپس چلا گیا۔

ماہ ذی القعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیاروق' امیر ایاز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت عنایت کیا' اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

## محمد اصفہانی کا قتل

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کے باعث عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور ممالک اسلامیہ پر ان کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ حران پر ملک شاہ کا غلام قراجہ حکمرانی کر رہا تھا۔ عیش و عشرت' سیر و شکار کا عادی اور انتہائی ظالم تھا' اپنے ساتھیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا علم بلند کر دیا' اہل شہر نے قراجہ کے ظلم و ستم کے باعث محمد اصفہانی کا ساتھ دے دیا۔ محمد اصفہانی انتہائی ہوشیار اور چالاک تھا۔ اس نے تمام ترکوں کو حران سے نکال دیا' صرف ایک ترکی غلام جاولی نامی رہ گیا تھا۔ محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا' ایک دن موقع پا کر جاولی نے محمد اصفہانی کو قتل کر دیا اور حران پر قبضہ کر لیا۔

ان واقعات کی اطلاع عیسائیوں کو ملی تو فوجیں لے کر حران آ پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ جکرمس والئی جزیرہ ابن عمر اور سقمان والئی کیفا (کبیعا) میں سلسلہ جنگ چھڑا ہوا تھا۔ سقمان اپنے بھتیجے کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا مگر ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس بات کا کہ عیسائی' مملکت اسلامیہ کو تہس نہس کر رہے ہیں' احساس کر کے باہمی جنگ کو بالائے طاق رکھ دیا۔ مقام خابور میں جمع ہوئے اور مسلمانوں کی امداد کے لیے متفق ہوئے چنانچہ سقمان اور جکرمس اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران کا محاصرہ اٹھانے کے لیے آگے بڑھے۔

## عیسائیوں سے جنگ

جکرمس کے ساتھ تین ہزار ترک' عرب اور کرد تھے جبکہ سقمان کے ہمراہ سات ہزار ترکمانی تھے۔ نہر بلیخ پر عیسائیوں سے لڑائی ہوئی۔ سقمان اور جکرمس کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے۔ تعاقب کیا۔ دو کوس تک اسلامی فوجیں بھاگتی چلی گئیں اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قمص بردویل والئی الرہا کو ایک ترکمانی نے جو سقمان کی فوج کا

بھی تھا گرفتار کر لیا۔ بیمند والئی انطاکیہ اور ہنگری والئی ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے۔ غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر عقب سے حملہ کریں گے مگر جب ان دونوں نے عیسائیوں کی شکست دیکھ لی تو سارا دن کمین گاہ میں روپوش رہے شام ہوتے ہی نکل بھاگے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا۔ تعاقب کیا۔ بہت سے عیسائی مارے گئے۔ ایک بڑی جماعت گرفتار کر لی گئی' بیمند اور ہنگری بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر فرار ہوئے اور ان کے ہتھے نہ چڑھے۔

## قمص بردویل کی گرفتاری

فتح حاصل کرنے کے بعد جکرمس کی فوج میں ناراضگی پھیل گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل' سقمان کے قبضہ میں ہے'مال غنیمت بھی ہم سے کافی زیادہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگا ہے' لوگوں کی نگاہوں میں ہماری عزت خاک نہ ہو گی۔ چنانچہ جکرمس ان کے مجبور کرنے سقمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ بات سقمان کو شاق گزری۔ اس کے رکاب کی فوج نے قمص کو چھین لینے کا ارادہ کیا۔ سقمان نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اپنی فوج کو اس کام سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ راستے میں عیسائیوں کے متعدد قلعے فتح کئے' جکرمس نے حران کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر کے الرہا پر جا پہنچا۔ پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا۔ سولہویں دن موصل لوٹ آیا۔ پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کئے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے آزاد کرا لیا۔

## برکیاروق کا انتقال

سلطان برکیاروق اصفہان سے (بعارضہ سل و بواسیر) بیمار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا' یزدگرد پہنچا تو مرض میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اپنا ولی عہد بنایا' خلعت دی' امیر ایاز کو اس کی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا ذمہ دار بنایا' اراکین سلطنت سرداران فوج کی ملک شاہ کی اطاعت اور امیر ایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان تمام کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچنے پائے تھے کہ ۲ ربیع الاول ۴۹۸ھ کو سلطان برکیاروق کا اپنی حکومت کے بارہ برس چھ مہینے پورے کر کے انتقال ہو گیا۔ امیر ایاز انتقال کی خبر سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیاروق کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ سراوقات' خیمے' چھتر' شمیہ اور تمام وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئی ہیں' ملک شاہ ابن برکیاروق کے لیے مہیا کر دیں۔

برکیاروق نے اپنے دور حکومت میں اس قدر تکالیف' مصائب اور جھگڑے دیکھے اور اٹھائے کہ اس سے قبل سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے' مگر جب اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چلے تو موت نے آگھیرا اور راہی ملک عدم ہوا۔

# باب ۳

## سلطان محمد بن ملک شاہ

برکیاروق کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلغازی بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ جب برکیاروق فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا' وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا[1] ایلغازی اور امیر طغایرک دربار خلافت میں باریاب ہوئے' ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی استدعا کی۔ خلیفہ نے اجازت عنایت فرمائی اور اسے وہی خطاب دیئے جو اس کا دادا ملک شاہ کو دیئے گئے تھے۔

### موصل کا محاصرہ

محمد اور برکیاروق نے صلح ہو جانے کے بعد اپنے اپنے مخصوص علاقوں پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان فیصلے کی رو سے محمد کے حصہ میں آیا تھا' چنانچہ محمد چند دن تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابوالحاسن محمد کی جانب سے اصفہان کا حاکم تھا اس نے برکیاروق کی مکمل طور سے مدافعت کی تھی۔ مگر مصالحت کے بعد اصفہان برکیاروق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی خدمت میں آذربائیجان آ گیا' محمد نے اسے قلمدان وزارت سے نوازا۔ ماہ صفر ۴۹۸ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔ اس کے بعد موصل پر قبضہ کے ارادے سے براہ مراغہ روانہ ہوا۔ جکرمس کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ مدافعت پر تیار ہو گیا۔ مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلا لیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے نزدیک پہنچ کر جکرمس کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیاروق سے مصالحت ہو گئی ہے اور صلح نامہ کی رو سے موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے۔ اس کے ساتھ ہی محمد نے برکیاروق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس بات کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ شہروں پر بحال رکھوں گا۔ جکرمس نے ایک بھی نہ سنی۔ جواباً کہلا بھیجا "سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد مجھے آپ کے اس دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا" محمد کو اس جواب سے غصہ آ گیا۔ محاصرہ میں سختی کی' اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ جکرمس نے شہر کا انتظام اچھی طرح کر لیا تھا اس وجہ سے محصورین کو اشیاء خوردنی کی مہنگائی اور کمیابی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ہر چیز سستی تھی۔ مزید براں جکرمس کی فوج کا ایک دستہ موصل کے نزدیک ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روک کر اسے لوٹ لیتا تھا۔

اس دوران ۱۰ جمادی الاول سنہ مذکور کو برکیاروق کے انتقال کی اطلاع موصل پہنچ گئی' جکرمس نے اہل شہر کو جمع کر کے آئندہ کے بارے میں مشورہ کیا۔ اہل شہر نے جواب دیا "ہماری جانیں ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں' سرداران لشکر سے مشورہ طلب کیجئے" جکرمس نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا' سرداران لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لیے بلا بھیجا۔ جکرمس 'سعد الملک کے مشورے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد عزت و احترام سے پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کی بے چینی دور کرنے کے خیال سے جکرمس کو فوری طور پر واپس بھیج دیا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

## سلطان محمد کی بغداد روانگی

سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد سے مصالحت کے بارے میں ہم نے ابھی بیان کر دیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ برکیاروق اور محمد مصالحت کی رو سے اپنے اپنے شہروں پر تنہا قابض ہو گئے' اس کے بعد ہی برکیاروق کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت خبر ہوئی' جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا' جکرمس نے برکیاروق کے انتقال کی وجہ سے مصالحت کر لی اور محمد کی اطاعت قبول کر لی' محمد نے بغداد کی جانب کوچ کیا' جکرمس اور سقمان قطبی (قطب الدولہ اسماعیل[1] بن یاقوتی بن داؤد کا غلام) وغیرہ امراء رکاب میں تھے' صدقہ والئی حلہ نے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کا زور دینے کے لیے بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ہمراہ تھے۔ امیر ایاز (ملک شاہ کا اتابک) مدافعت پر آمادہ ہوا۔ بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا' سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا' وزیر السلطنت ابوالمحاسن ضبعی (صفی) نے اس مشورے کی مخالفت کی' اور سلطان محمد کی اطاعت کے بہت سے فوائد بتلائے' امیر ایاز' سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت سے سوچ میں پڑ گیا۔

بغداد پہنچ کر سلطان محمد نے غربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔ ایک دو جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا' امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

## حلف کی تقریب

امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان سلطنت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا' بعض نے تو اس کی تعمیل کی مگر بعض نے دوبارہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے' امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر ابوالمحاسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالمحاسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہنچ کر سعد الملک ابوالمحاسن سعد بن محمد (سلطان کا وزیر تھا) سے ملا' صلح کی درخواست کی' پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابوالمحاسن نے خواہش کی' سب قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی' ابوالمحاسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیر ایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے' کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا' ملک شاہ کی بابت حلف لینے کے لیے کہا گیا' تو سلطان محمد نے کہا "وہ میرا بیٹا ہے میں اس کا باپ ہوں۔" امیر نیال حسامی کو امان دینے اور تکلیف نہ دینے کا حلف مدرسہ نظامیہ کے مدرس کیا الہراس نے لیا تھا۔

اس کے دوسرے روز امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ سلطان محمد ان دونوں سے بہ عزت و احترام پیش آیا' بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الاول ۴۹۸ھ میں پیش آیا۔

## سلطان محمد کی دعوت

امیر ایاز نے صلح کے چند دن بعد اپنے مکان (جو دراصل گوہر آئین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت کی۔ بے شمار نذرانے اور بہت سے تحائف پیش کئے انہی میں کوہ بلخش تھا جسے امیر ایاز نے موید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق لباس پہنا کر آلات جنگ سے مسلح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ تمام مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ و عبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ' مذاق کرنے لگے۔ یہ شخص بھاگا۔ امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔ یہ شخص سلطان محمد کے مصاحبوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اس کے جبہ و عبا کو الٹا کر دیکھا تو اسے زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا' سلطان محمد اٹھا اور اپنی محل سرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض و عداوت پیدا ہو گئی۔

---

[1] یاقوتی' سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔

## امیر ایاز کا قتل

سلطان محمد نے اس واقعہ کے چند روز بعد اراکین سلطنت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جن میں امیر ایاز بھی تھا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر کسے بھیجنا چاہیے۔ سب نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کا مشورہ دیا۔ امیر ایاز نے عرض کی "اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائیے" سلطان محمد نے منظور فرمالیا اور حکم نامہ لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو محل سرائے سلطان میں حاضر ہونے کی ہدایت کی۔ سلطان محمد نے محل سرا کے ایک کونے میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا' جیسے ہی امیر ایاز ان کی جانب سے گزرا' تلواریں تول کر امیر ایاز پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا' امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا۔ اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد نے ان کی مدافعت پر اپنی فوج کو مامور کیا' ہنگامہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہو گیا۔

## ابوالمحاسن ضبعی کا انجام

امیر ایاز' سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ایک امیر کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا' اس نے امیر ایاز کو بیٹوں کی مانند رکھا۔ منتظم' مدبر' سیاسیات سے واقف اور لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لمحہ میں امیر ایاز کی عزت و عظمت' شان و شوکت اور جان خاک میں مل گئی ابوالمحاسن ضبعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا اس کے بعد گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا' ماہ رمضان ۴۹۸ھ میں قتل کر دیا گیا اس وقت اس کی عمر چھتیس برس کی تھی' ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

## کردوں کا گروہ

دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ' قلعہ ماردین تھا' سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مغنی (گویا) کو مرحمت کیا تھا۔ اس قلعہ کے اطراف و جوانب میں کردوں کا ایک بہت بڑا گروہ آباد تھا۔ جس کا کام لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت یہاں سے گزر جانا بہت مشکل تھا۔

## سقمان کی شکست

یہ گروہ موقع دیکھ کر قلعہ ماردین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا' اتفاق سے امیر کربوقا موصل سے آمد کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چلا۔ اس وقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والئی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی' سقمان اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد پر آ گیا پھر کیا تھا' اہل قلعہ بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گئے۔ لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ عماد الدین زنگی بن آقسنقر اور اس کے والد کے بہت سے سردار بھی امیر کربوقا کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے انتہائی جرأت سے لڑائی میں حصہ لیا۔ لڑائی کے نازک نازک موقعوں پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ آخر کار سقمان کو شکست ہوئی اس کا بھتیجا یاقوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا' امیر کربوقا نے قلعہ ماردین میں مغنی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک قلعہ ماردین میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔

جب اطراف و جوانب کے کرد' قتل و غارت گری بکثرت کرنے لگے اور اہل ماردین ان کے آئے دن کی لوٹ مار سے تنگ آ گئے یاقوتی نے مغنی والئی قلعہ سے کہلا بھیجا "اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیرے کردوں کی غارت گردی سے اہل قلعہ کو نجات دلا دوں گا' ربضا میں میرا قیام ہو گا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا' تکلیف پہنچ جائے' مغنی نے بڑی خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا' انتہائی جرأت اور حکمت سے ان لٹیرے کردوں کی لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کے خطرے کا نشان نہ رہا۔

## یاقوتی کا انجام

یاقوتی کے ساتھیوں کے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردوں پر شب خون مارنے لگے' یاقوتی ان سے مزاحم نہ ہوا بلکہ ان کی خاطر داری کرتا رہا ادھر چند یوم کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کی سوچ پیدا ہوئی۔ ادھر قلعہ کی ساری فوج نے لوٹ مار کا شغل اختیار کر لیا۔ ایک دن قلعہ کے فوجی لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے۔ یاقوتی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کے فوجیوں

کو گرفتار کر لیا' باقی سوار [redacted] کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کرو گے میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا' اہل قلعہ یہ سن کر کانپ گئے۔ کسی نے چوں چراں نہ کی۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ چابیاں حوالہ کر دیں' یاقوتی قلعہ پر قابض ہو گیا۔

ماردین پر قبضہ کرنے کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں' نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی کی' یہ دونوں مقامات جکرمس کے مقبوضات میں سے تھے۔ جکرمس اور اس کے ساتھیوں نے یاقوتی کی مدافعت پر تیاری کی۔ جنگ کے دوران یاقوتی کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے [redacted] جاں بحق ہو گیا جکرمس اسے مردہ حالت میں دیکھ کر رو دیا۔

## یاقوتی کی بیوی

یاقوتی کی بیوی اس کے چچا سقمان کی بیٹی تھی' اپنے خاوند کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کیا' ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے خاوند کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سقمان بھی اس کے ہمراہ نصیبین کی جانب چلا' جکرمس کو اس کی اطلاع ہوئی' گھبرا گیا' مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سا مال اور روپیہ دے کر سقمان کو راضی کر لیا' سقمان واپس لوٹ آیا۔

## یاقوتی کا بھائی

یاقوتی کے بعد اس کا بھائی علی قلعہ ماردین میں جکرمس کی حکومت کے زیر اثر حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے سقمان کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجا "علی" ماردین جکرمس کو دینا چاہتا ہے۔ سقمان یہ سن کر سخت ناراض ہوا' علی واپس نہ ہونے پایا تھا کہ سقمان نے ماردین پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور بعوض قلعہ ماردین اپنے بھتیجا "علی" کو کوہ جور مرحمت کیا' اس زمانہ سے قلعہ ماردین سقمان کے قبضہ میں آ گیا' قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا' نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

## سقمان بن ارتق کا انتقال

اس کے بعد فخر الملک بن عمار والئی طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی۔ فخر الملک خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا' حکمران کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی جانب پیش قدمی کی۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۸ھ میں اپنی امداد پر بلا بھیجا جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے' سقمان نے امداد کا وعدہ کیا' لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا۔ اسی اثناء میں طغتکین والئی دمشق کا (یہ تاج الدولہ تتش کا غلام اور آزاد حکمران تھا) طلبی کا خط پہنچ گیا' لکھا تھا "میں بیمار ہوں' زندگی کی کوئی امید نہیں ہے جس قدر جلدی ممکن ہو دمشق آؤ ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور عیسائی دمشق پر قابض ہو جائیں" سقمان نے یہ خط پڑھ کر انتہائی عجلت سے پہلے طرابلس پھر دمشق کے ارادے سے روانگی اختیار کی۔ رفتہ رفتہ قریتین پہنچا۔ اس وقت طغتکین کو افاقہ ہو گیا۔ سقمان کی طلبی پر پریشان ہو رہا تھا' اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس کرنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ سقمان کا قریتین میں پہنچ کر انتقال ہو گیا۔ فکفاہم اللہ تعالیٰ امرہ۔

جس وقت سقمان' قریتین میں بیمار پڑا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے انتقال کا یقین کر لیا' قلعہ کیفا کی طرف واپس جانے کا مشورہ دیا۔ سقمان نے جواب دیا "میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو مجھے شہادت کا اجر نصیب ہو گا"

## منکبرس کی سرکشی

(سلطان محمد کا برادر عم زاد) منکبرس بن بورش بن الپ ارسلان اصفہان میں تھا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات منقطع ہو گئے' خود مختاری کا خیال پیدا ہوا' اصفہان سے نہاوند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا' امراء بنی برسق حکمرانان خوزستان کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ زنگین بن برسق کو گرفتار کر لیا۔ زنگین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ "جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالہ کر دو ورنہ خیر نہیں ہے۔" اس بناء پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس

اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کا خط روانہ کیا اور خوزستان بلا بھیجا' جیسے ہی منکبرس خوزستان میں داخل ہوا' امراء بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا' سلطان محمد نے اسے اصفہان میں اپنے برادران عم زاد تتش کے ساتھ قید کر دیا اور زنکین بن برسق کو قید سے رہا کر کے اس کے عہدہ پر بحال کیا۔ تشتر' سابور' خوزستان وغیرہ مابین اہواز اور ہمدان' امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھے۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو بنی برسق سے لے لیا اور ان کی جگہ دینوز مرحمت کیا اور اس جانب سے انہیں نکال کر دینور کی جانب بھیج دیا۔ واللہ اعلم۔

## باطنی کو سزا

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک' تاج الدولہ تتش کا وزیر تھا۔ کسی بات پر ناراض ہو کر تتش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ جب سلطان برکیاروق نے تتش کو شکست دی تو برکیاروق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک' برکیاروق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسانی کی کوشش و سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیاروق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو مرحمت کیا۔ چند یوم کے بعد فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے قریب بلا لیا۔ درخواست لے کر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ فخر الملک نے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ باطنی گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا' باطنی نے چند آدمیوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

## جاولی سقاوا

خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر جاولی سقاوا نے قبضہ کر لیا تھا۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے' اکثر شہروں کی شہر پناہیں بنوائیں' چند دن بعد رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد مستقل طور سے حکومت کرنے لگا اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا' سلطان محمد نے امیر مودود بن الوشتکین کو جاولی کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا' جاولی نے قلعہ بندی کر لی' امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کئے رہا' جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا "میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے حکومت کی اطاعت نہ کروں گا' اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیج دیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا۔" سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دے دی اور اسے جاولی کے پاس بھیجا' جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا' سلطان محمد نے انتہائی عزت و احترام سے ملاقات کی۔ اسلامی افواج کا سپہ سالار بنا کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور اسلامی شہروں کو واپس لینے کی غرض سے شام کی جانب روانہ کیا۔ چونکہ جکرمس والئی موصل نے مالیہ کی ادائیگی بند کر رکھی تھی اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل' دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت بھی جاولی کے سپرد کر دی۔

جاولی نے موصل کی طرف پیش قدمی کی' بغداد ہوتا ہوا بوازیج پہنچا' چار دن کے قتل عام و خوں ریزی کے بعد بوازیج پر قبضہ حاصل کیا' اہل بوازیج کو امان دی' اربل کی جانب پیش قدمی کی' ابوالہیجا بن برسک کردی ہذبانی والئی اربل نے جکرمس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ اربل کے نزدیک ابوالہیجا کا بیٹا اربل کی فوج لیے ہوئے آملا۔ اتنے میں جاولی بھی آ گیا دونوں حریفوں نے صف آرائی کی' جکرمس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' چونکہ جکرمس بیماری کے باعث پالکی پر سوار تھا' بھاگ نہ سکا' اس کے غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم رہا کسی کو جکرمس کی پالکی کے نزدیک تک نہ آنے دیا۔ احمد بن قاروت بک بھی جکرمس کی پالکی کی حفاظت میں زخمی ہوا۔ موصل کی طرف شکست کھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ جکرمس گرفتار کر لیا گیا' جاولی کے سامنے پیش کیا گیا۔ جاولی نے قید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

## جکرمس کا بیٹا

اگلے روز اس واقعہ کی اطلاع موصل پہنچی' اہل موصل نے زنگی[1] بن جکرمس کو مسند امارت پر فائز کیا۔ غزغلی (جکرمس کا غلام)

[1] زنگی کی عمر اس وقت گیارہ برس کی تھی۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳

امور سلطنت کا نگراں اور منتظم بنایا گیا۔ لشکریوں کو روپیہ' مال' جنگی ہتھیار اور گھوڑے دیئے' موصل کی قلعہ بندی کی' شہر پناہ ٹھیک کرائی' چاروں جانب خندقیں کھدوائیں' قلیج ارسلان والئی بلادروم سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلیج ارسلان بلادروم سے فوجیں لے کر موصل کی جانب روانہ ہوا' کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا۔ جاولی کو اس کی آمد کی خبر ہوئی' موصل کا خیال دل سے نکال کر دوسری جانب کا راستہ لیا۔ جاولی کی روانگی کے بعد برستی افسر پولیس بغداد' موصل میں داخل ہوا' برستی نے بہتیرا اہل موصل کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ مجبوراً" اسی روز بغداد کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد قلیج ارسلان نصیبین سے موصل کی جانب روانہ ہوا۔

## رحبہ کی طرف پیش قدمی

جاولی موصل سے سنجار چلا آیا تھا' ایلغازی بن ارتق اور جکرمس کے لشکر کی ایک بڑی جماعت جاولی کے پاس آ گئی تھی۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت ہو گئی تھی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ملک رضوان بن تتش کا خط شام سے آیا لکھا تھا کہ "عیسائیوں نے بہت دست درازی شروع کر دی ہے۔ مسلمانان شام میں ان کے مقابلے میں قوت نہیں ہے' تمہاری ضرورت ہے جلد آؤ" جاولی نے اس خط کو پڑھ کر رحبہ کی طرف پیش قدمی کر دی۔

## قلیج ارسلان کی کامیابی

جکرمس کے لشکر کے سرداروں اور اہل موصل نے قلیج ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا' امان کی استدعا کی' قلیج ارسلان نے امان دینے کا حلف لیا' اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ قلیج ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر رجب ۵۰۰ھ میں قبضہ کر لیا۔ جکرمس کے بیٹے کو خلعت سے نوازا' خطبہ میں خلیفہ کے بعد اپنے نام پڑھوایا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا' لشکر کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے' قلعہ کو غزغلی سے لے لیا۔ اپنی جانب سے اس کا حاکم متعین کیا' قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہرزوری کو عہدہ قضا پر بحال رکھا اور ابوالبرکات محمد بن محمد بن خمیس کے حوالے حکومت کی باگ ڈور کر دی۔

قلیج ارسلان کے ساتھیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والئی آمد اور محمد بن جبق ترکمانی والئی قلعہ زیاد (خرتبرت) کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کرنا مناسب ہے' ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے مقرر کیا تھا اس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جبق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ فلادروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد' الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قتلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو فلادروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو فلادروس رومی کمزور پڑ گیا۔ قلعہ زیاد کو رسد و غلہ نہ پہنچا سکا' محمد بن جبق کو موقع مل گیا' قلعہ زیاد کو فلادروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا' فلادروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد فلادروس نے سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ الرہا کی حکومت پر اسے سلطان ملک شاہ نے بحال رکھا۔

## محافظوں کی سازباز

ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے کہ جس وقت قلیج ارسلان نصیبین پہنچا تھا اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجار کی راہ اختیار کی تھی۔ پھر سنجار سے ملک رضوان کا خط پا کر رحبہ کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخر ماہ رمضان ۵۰۰ھ میں رحبہ پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رحبہ میں بنو شیبان میں سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رحبہ پر ملک دقاق نے متعین کیا تھا۔ ملک دقاق کے انتقال پر خودسر حاکم بن گیا۔ حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلیج ارسلان کا مطیع ہو گیا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اس کا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رحبہ کو فتح کرنے کے بعد عیسائیوں کی مدافعت کی جائے گی' ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رحبہ پر آ پہنچا اور شریک محاصرہ ہوا۔ شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازباز کر لی۔ اسکیم کے مطابق آدھی رات کو دروازہ کھول دیا۔ جاولی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ صورت حال دیکھ کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کے لیے روانگی اختیار کی۔

## جاولی کی کامیابی

موصل پر قبضہ کرنے کے بعد قلیج ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر گیارہ برس کی تھی، حکومت موصل پر متعین کیا۔ حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لیے بطور اتالیق مقرر کیا۔ اس کے بعد جاولی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مگر جاولی کی فوجی قوت سے قلیج ارسلان کے ساتھی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال' خابور سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاولی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں میدان کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ جاولی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا علم لہرا دیا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' جکرمس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔

جاولی نے اس کامیابی کے بعد جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی۔ جیش بن جکرمس مع غزغلی وہاں موجود تھا اور اس کے والد کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کے لیے تیار تھے۔ ایک عرصہ تک جاولی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر مصالحت کر کے موصل آیا' ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ صورت حال دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نیازمندی کا خط روانہ کیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

## صدقہ بن مزید کا قتل

والئی حلہ صدقہ بن مزید اور سلطان محمد کے مابین جس وقت ناراضگی اور نفرت پیدا ہوئی' اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر لشکر کشی کر دی' صدقہ مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ شکست کھا کر بھاگا جنگ کے دوران مارا گیا' جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔ سلطان محمد اس کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قابض ہو گیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

## والئی طرابلس

والئی طرابلس فخر الدولہ ولد ابو علی بن عمار عبیدیوں کے مقابلہ پر خود مختار حکومت کا دعوےٰ دار ہو گیا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن اسلامی شہروں پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدولہ ابو علی ان کا مقابلہ نہ کر سکا' مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس دوران یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے۔ دشمنوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ فخر الدولہ ابو علی نے اپنے برادر عم زاد ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مامور کیا' لشکریوں کو چند ماہ کی تنخواہیں اور روزینے دیئے شہر کی حفاظت کا انتظام کیا' جگہ جگہ پہرہ' چوکی مقرر کی' غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن و بے خطر کر کے بارگاہ سلطان میں حاضر ہونے کی غرض سے دمشق کی طرف روانگی اختیار کی۔

## سلطان محمد کا حکم

والئی دمشق طغتکین نے گرم جوشی سے استقبال کیا' دمشق کے باہر خیمے نصب کئے' عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا۔ چند یوم قیام کر کے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ سلطان محمد اور خلیفہ نے اراکین سلطنت' سرداران لشکر اور رؤساء شہر کو استقبال کا حکم دیا۔ انتہائی عزت و احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابو علی نے بھی بیش قیمت تحائف اور نذرانے دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش کئے' عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا طلب گار ہوا' مصارف فوج کی ذمہ داری لی۔ سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا' فخر الدولہ ابو علی نے بغداد میں قیام کر دیا اس کے بعد امیر حسین بن اتابک طغتکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی' سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کی ہمراہی میں جاولی سقاوا کی گوشمالی کے لیے پہلے موصل کی طرف روانہ ہو' اس کے بعد فخر الدولہ ابو علی کے ہمراہ عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے' چنانچہ سلطان محمد ۵۰۱ھ میں دارالخلافت بغداد سے بہ ارادہ جنگ روانہ ہوا' نہروان پہنچ کر فخر الدولہ ابو علی کو بلا بھیجا خلعت دیا اور بہت سامال و اسباب دے کر رخصت کیا' امیر حسین حسب اشارہ سلطان' افواج دمشق کے ساتھ فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی طرف روانگی اختیار کی۔

## شرف الدولہ کی کامیابی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ فخر الدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے بھتیجے ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مامور کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد عہد شکنی کی' اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ ہو کر سلطنت علویہ کی اطاعت کا اعلان کیا' افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیاز مندی کا خط بھیجا امداد اور رسد کی درخواست کی' افضل بن امیر الجیوش' خلیفہ مصر کا وزیر تھا ان دنوں حکومت و سلطنت پر اسے قبضہ حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابو الطیب کو طرابلس کا والی مامور کر کے روانہ کیا۔ خزانہ 'مال' غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا۔ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کے اہل و عیال اور خیر خواہوں کو گرفتار کر کے ان کے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا اور تمام کو کشتیوں پر لاد کر مصر بھیج دیا۔

## جاولی کی سرکوبی

جاولی کا قلیج ارسلان اور ابن جکرمس سے موصل کے لے لینے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے واقعات ہم نے بیان کر دیئے ہیں' ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی' چونکہ سلطان محمد نے جاولی کو ان شہروں کی حکومت بھی دے دی تھی' جسے اس نے بزور شمشیر فتح کیا تھا یا آئندہ فتح کرتا' اس وجہ سے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ فوج کی بھی ایک کافی تعداد جمع ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا' پھر کیا تھا جاولی کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا' اس پر طرہ یہ ہوا کہ سلطان نے اسے جنگ صدقہ کے لیے بلا بھیجا۔ وہ نہ گیا اس پر مزید ستم یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف' صدقہ سے سازباز کر لی اور اس کے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔

سلطان محمد کو جب مہم صدقہ سے فراغت ملی تو امیر مودود کو سلطانی افواج کا امیر بنا کر اور موصل کی سند حکومت مرحمت کر کے جاولی کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا۔ امراء ابن برسق' سقمان قطبی' آقسنقر برسقی' نصر بن مہلہل بن ابی الشوک کردی اور ابوالہیجاء والئی اربل کو امیر مودود کی مدد پر متعین کیا' رفتہ رفتہ شاہی فوج' موصل پہنچی' موصل کے باہر پڑاؤ کیا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی' شہر پناہ پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی' رؤسائے شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی دختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی انتہائی عقل مند اور ہوشیار تھی' اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا' ہمت و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی۔ محاصروں کی دال گلائے نہیں گلتی تھی' اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ اور بددل ہو گئے تھے اس وجہ سے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے سازباز کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ جاولی کی بیوی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' آٹھ دن تک قلعہ نشین رہی نویں دن امیر مودود سے امان حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال و اسباب لے کر چلی گئی' امیر مودود موصل اور اس کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

## جاولی کی کوششیں

موصل سے روانگی کے وقت جاولی نے قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جس کو سقمان نے گرفتار کیا تھا اور جکرمس نے سلطان سے لے لیا تھا) نصیبین پہنچا' ایلغازی بن ارتق والئی نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی' ایلغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر ماردین کی جانب روانہ ہو گیا۔ جاولی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ یہ بھی ایلغازی کے پیچھے پیچھے چلا' ماردین میں پہنچ کر تن تنہا ایلغازی کے پاس گیا' مجبوراً ایلغازی نے جاولی کی موافقت کی اور اس کے ہمراہ نصیبین آیا۔ نصیبین سے روانہ ہو کر سنجار پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا' مقابلہ پر تل گئے' اس کے بعد ایک دن ایلغازی کو موقع مل گیا' جاولی محاصرہ سنجار چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ آیا۔

جاولی نے رحبہ کے نزدیک پہنچ کر قمص بردویل کو پانچ سال کے بعد ایک کثیر رقم لے کر ان شرائط سے رہا کیا:

(۱) جس قدر مسلمان قیدی ہوں رہا کر دیئے جائیں۔

(۲) بوقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کو آ جائے جب جاولی اور قمص میں باہم مصالحت ہو گئی تو جاولی نے قمص کو سالم بن مالک والئی قلعہ جعبر کے پاس بھیجا' قلعہ حوالے کرنے کا پیغام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا' اتنے میں قمص کا خالہ زاد بھائی "جوسلین" والئی تل باشر جو کہ مسیحی سرداروں میں سے ایک نامی گرامی شخص تھا' آ گیا۔ یہ بھی قمص کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ مگر بیس ہزار فدیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قمص' انطاکیہ کی جانب روانہ ہو گیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ جعبر میں رہ گیا۔ اس کے بعد جاولی نے قلعہ جعبر کو جوسلین سے لے لیا اور جوسلین کی جگہ اس کے اور قمص کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لیے قمص کے پاس بھیج دیا۔

## آپس میں لڑائی

قمص جب انطاکیہ پہنچا' والئی انطاکیہ طنکری نے تیس ہزار دینار' گھوڑے اور بے شمار جنگی ہتھیار پیش کیے' الرہا اور سروج وغیرہ قمص کے قبضہ میں تھا مگر جس وقت قمص گرفتار کر لیا گیا تھا اس وقت طنکری نے الرہا وغیرہ کو قمص کے افسروں سے چھین لیا تھا۔ قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا۔ طنکری نے ٹکا سا جواب دے دیا' قمص ناراض ہو کر تل باشر چلا گیا۔ اتنے میں جوسلین آ پہنچا' عیسائیوں کو اس سے بے حد خوشی ہوئی' سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ طنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر یہ دونوں طاقتور ہو گئے تو سخت خطرے کا سامنا ہوگا' قمص اور جوسلین کا محاصرہ کر لیا چند روز تک محاصرہ کیے رہا' قمص اور جوسلین نے موقع پا کر طنکری والئی انطاکیہ کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا' ابو سہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار قمص کی امداد پر بھیج دیئے' قمص' جوسلین اور طنکری میں زبردست جنگ شروع ہو گئی' خونریزی کا دروازہ کھل گیا' پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریقوں کو روکا' بیمند (طنکری کا ماموں) بھی آ گیا۔ پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دے دیا گیا۔

## اصبہند کا مشورہ

جاولی۔ قمص کو رہا کرنے کے بعد رحبہ کی طرف چلا گیا' ابوالنجم بدران اور ابو کامل منصور پسران صدقہ اپنے والد کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے' ان دونوں نے جاولی سے امداد کی درخواست کی۔ جاولی نے ان کی پشت پناہی کے لیے ان کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابوالغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہند صباوو آ پہنچا' سلطان محمد نے اسے رحبہ کی حکومت مرحمت کی تھی۔ اس نے جاولی کو مشورہ دیا کہ "تم عراق کی جانب پیش قدمی کے بجائے شام کا رخ کرو۔ اس وقت شام لشکر اسلام سے خالی ہو گیا ہے اور عیسائیوں کی دست درازیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں' اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں سلطان محمد سے آئندہ کسی قسم کا خطرہ نہ رہے گا' جاولی نے اس مشورہ کو پسند کیا' سامان حرب درست کر کے رحبہ سے روانگی اختیار کی۔

اس کے بعد جاولی کے پاس سالم بن مالک والئی قلعہ جعبر کا قاصد پہنچا' سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا' واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم والئی رقہ پر حملہ کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا تھا' ملک رضوان یہ خبر سن کر حلب سے رقہ کی جانب روانہ ہوا مگر بنی نمیر نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آیا۔ جاولی نے ملک شام جانے کی بجائے بنو نمیر کی گوشمالی کے لیے رقہ کی جانب کوچ کر دیا' ستر ۷۰ یوم تک بنی نمیر کا رقہ میں محاصرہ کیے رہا' بنی نمیر نے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی' بہت سا مال و اسباب اور گھوڑے دے کر جاولی سے صلح کر لی' جاولی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ تحریر کر کے بھیج دیا۔

## قطلغ تکین کا قتل

اسی دوران حسین بن اتابک قطلغ تکین فخرالدولہ بن عمار کے ساتھ جاولی کے پاس پہنچ گیا۔ حسین کا والد گنجہ میں سلطان محمد کا اتابک تھا' سلطان محمد نے کسی بات پر خفا ہو کر قطلغ تکین کو موت کے گھاٹ اتار دیا' حسین سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے تسلی دی اور اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی دست درازی کی خبر اسے سننے میں آئی تو فخرالدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کے

پاس بھیجا تاکہ دربار شاہی کے ساتھ جاولی کے تعلقات ٹھیک ہو جائیں اور اس شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کیے ہوئے ہے' عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کردے۔ جاولی نے بڑی خوشی سے اسے قبول کیا اور حسین سے کہا "تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کرو میں اپنے بیٹے کو بطور ضمانت تمہارے سپرد کرتا ہوں' ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف مقرر ہو گا" حسین جاولی سے رخصت ہو کر اس سے قبل کہ موصل فتح ہو موصل پہنچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کا حکم دیا۔ تمام سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ مگر امیر مودود نے تعمیل سے انکار کیا اور کہا کہ "میں بغیر اجازت سلطان محمد' موصل سے کوچ نہیں کروں گا" چنانچہ امیر مودود' موصل کا محاصرہ کیے رہا یہاں تک کہ موصل فتح کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

حسین ابن قتلغ تکین' سلطان کی خدمت میں واپس آیا اور جاولی کی جانب سے انتہائی خوبی سے اچھی اچھی باتیں کیں جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جاولی نے شہر بالس کی جانب کوچ کیا اور اسے ملک رضوان بن تتش کے ملازمین کے قبضہ سے نکال لیا' شہر بالس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا' جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور فقیہہ بھی تھے' یہ انتہائی نیک دل اور متقی شخص تھے۔

## جاولی کی شکست

ملک رضوان بن وقاق کو جب یہ اطلاع ملی تو غضبناک ہوا' فوجیں آراستہ کر کے جاولی سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا' تنکری والئی انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا' امداد کی درخواست کی' تنکری اپنی فوجیں لے کر رضوان کی کمک پر آ گیا۔ جاولی نے بھی قمص کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جس قدر زر فدیہ اس کے ذمہ باقی تھا اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ قمص اپنی فوج کے ساتھ جاولی کی کمک پر آ پہنچا۔ جاولی اس وقت بنبج میں تھا' اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے' اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کی تمام تدابیر دھری کی دھری رہ گئیں۔ اکثر ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ زنگی بن آقسنقر اور بکتاش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اصبہند صبادا بدران بن صدقہ اور ابن جکرمس باقی رہ گئے' اتفاق سے رضاکاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آ گیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے۔ تل باشر پر پڑاؤ کیا' ملک رضوان بھی مع تنکری کے آ گیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ جنگ کی ابتداء ایسی تھی کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی دکھائی دے رہی تھی' سو اتفاق سے جاولی کے رکاب کی فوج' ملک رضوان کے مفرور گروہ کے تعاقب میں بڑھی' جاولی نے اسے واپس کرنا چاہا' چونکہ ہلڑ مچا ہوا تھا اس لیے جاولی کی کوشش بیکار ثابت ہوئی' مجبوراً" میدان جنگ سے قدم ڈگمگا گئے۔ شکست اٹھا کر بھاگا۔ اصبہند صبادا شام کی طرف چلا گیا' بدران بن صدقہ نے قلعہ جعبر کا راستہ لیا۔ ابن جکرمس نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا' بہت سے مسلمان مارے گئے۔ والئی انطاکیہ نے جاولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا' قمص اور جوسلین تل باشر کی جانب بھاگے' ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھا برتاؤ کیا' جو مسلمان شکست پا کر ان کے پاس آتا' اس کی عزت کرتے' زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے' بھوکوں کو کھانا کھلاتے' ننگوں کو کپڑے پہناتے اور زاد راہ دے کر ان کے وطن پہنچانے کا انتظام کرتے تھے۔

جاولی نے شکست کے بعد رحبہ کی راہ لی' گنتی کے چند سوار اس کی رکاب میں تھے' اتفاق یہ کہ امیر مودود والئی موصل کا ایک دستہ فوج' رحبہ کے اطراف و جوانب پر شب خون مارنے کے لیے آ گیا" جاولی کو اپنی گرفتاری کا خوف پیدا ہوا۔ یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی' حسین بن قتلغ تکین سے میرے اتحادی تعلقات قائم ہیں' وہ سلطان سے میری سفارش کرے گا" چنانچہ انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان کے نزدیک' لشکر گاہ میں حاضر ہوا۔ حسین بن قتلغ تکین کے یہاں قیام کیا اپنی دکھ بھری داستان سنائی۔ حسین جاولی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تتش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

## عیسائیوں کی لوٹ مار

سلطان محمد نے ۵۰۵ھ میں امیر مودود والئی موصل کو عیسائیوں کی جنگ پر متعین کیا۔ تمان قطبی والئی دیار بکر و آرمینیہ' ایا کی

(ایلیکی) و زنگی پسران برسق والیان ہمدان' امیر احمد بک والئی مراغہ' ابوالہیجا' والئی اربل اور امیر ابوالغازی والئی ماردین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا' امیر ابوالغازی بذات خود اس جنگ میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے "ایاز" کو اپنی جگہ بھیج دیا۔ چنانچہ مجاہدین اسلام' سیلاب کی طرح سنجار کی جانب بڑھے' عیسائیوں کے چند قلعے فتح کیے۔ شہر الرہا پر محاصرہ کیا' عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ الرہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ گرد و نواح کے عیسائی امراء یہ سن کر اپنی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے۔ فرات عبور کر کے الرہا کو بچانے کی کوشش کی' مگر لشکر اسلام کی کثرت اور رعب و داب نے انہیں فرات عبور کرنے سے روک دیا' فرات میں ٹھہر گئے۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کر کے میدان میں آ جائیں الرہا کو چھوڑ کر حران کی جانب بڑھ گئے جیسے ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا' عیسائی امراء الرہا میں داخل ہو گئے' رسد و غلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں جمع کر کے فرات کی طرف واپس ہوئے اور اسے جانب شمال سے عبور کر کے حلب کے مضافات میں لوٹ مار شروع کر دی۔

## مسلمانوں کی ناکامی

اسلامی فوجوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں بڑی غلطی کی۔ اہل الرہا میں محاصرے کی شدت کے باعث مقابلے کی تاب نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا' الرہا صبح و شام میں فتح ہو جاتا مگر ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن کا مضمون ہوا' عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر شاہی لشکر الرہا کی جانب واپس لوٹا اور پہنچتے ہی اسے گھیر لیا' اب کیا تھا' الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ' غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا' فوج بھی کثرت سے موجود تھی۔ چونکہ کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہنچ کر محاصرہ کیا' پینتالیس روز تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کیے رہا' جب کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو بہ مجبوری قلعہ تل باشر کا بھی محاصرہ اٹھا لیا' حلب میں داخل ہونے کا ارادہ کیا' ملک رضوان نے شہرپناہ کے دروازے بند کر دیئے' ملنے سے انکار کر دیا' سقمان قطبی بالبس میں فوت ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کا تابوت لے کر اس شہر میں واپس ہوئے راستے میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی' فریقین میں لڑائی ہو گئی۔ ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دی۔ ایلغازی کو ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔

ان واقعات کے بعد ابن برسق بیمار ہو گیا' امیر احمد بک والئی مراغہ سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قطبی کے مقبوضات حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا' تطلغ تکین والئی دمشق نے امیر مودود سے تعلقات پیدا کر لیے' امیر مودود اس کے ساتھ نہر عاصی پر اتر پڑا' اس سے لشکر اسلام منتشر ہو گیا' عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی' مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے' فوجوں کو آراستہ کیا اور اسلامی شہروں کی فتح کے ارادے سے فامیہ کی جانب بڑھے' سلطان بن منقذ والئی شیزر یہ سن کر امیر مودود اور تطلغ تکین کے پاس پہنچا' دونوں کو نصیحت و ملامت کی' عیسائیوں سے جہاد پر ابھارا' چنانچہ امیر مودود تطلغ تکین اور سلطان بن منقذ' شیزر آ گئے۔ ڈیرے ڈال دیئے' مورچے قائم کیے' عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر مسلمانوں سے کچھ ایسے خوفزدہ ہوئے کہ جنگ کے بغیر فامیہ کی طرف واپس چلے گئے۔

## امیر مودود کی لشکر کشی

امیر مودود نے ۵۰۶ھ میں الرہا اور سروج پر جہاد کرنے کے لیے پھر چڑھائی کی' پہنچتے ہی الرہا اور سروج کے اطراف و جوانب کو تہس نہس کر دیا' عیسائیوں کو اس سے بہت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جوسلین والئی تل باشر نے موقع پا کر اسلامی فوج پر ایک دن حملہ کر دیا' چند بار برداری کے اونٹ اور خچر پکڑ کر لے گیا' اسلامی فوج نے یہ سن کر حملہ کی تیاری کی' جوسلین مقابلہ پر نہ آیا اور راہ فرار اختیار کی۔

## عیسائیوں سے معرکہ

چونکہ آخر ۵۰۶ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس اطراف دمشق پر کئی مرتبہ حملے کر چکا تھا اس وجہ سے تطلغ تکین والئی دمشق کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک ولولہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود والئی موصل' نمیرک والئی سنجار' امیر ایاز بن ایلغازی اور تطلغ تکین والئی دمشق نے متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی جانب جہاد کے ارادے سے پیش قدمی کی فرات عبور کر کے بیت المقدس کی فتح کے ارادے سے کوچ کیا۔ بغدوین کو اس کی خبر ہوئی' جوسلین والئی تل باشر بھی اس کے ہمراہ تھا' اردن میں عیسائیوں نے پڑاؤ کیا' طبریہ کے نزدیک دونوں فریقوں نے صف آرائی کی' جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایک بڑا گروہ مارا

گیا‘ بہت سے دریائے طبریہ اور بحرِاردن میں ڈوب کر مر گئے‘ لشکر اسلام نے ان کی کیمپ اور کمسریٹ کو لوٹ لیا۔

شکست کھا کر بھاگے ہوئے عیسائی طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملے۔ اپنی دکھ بھری داستان انہیں سنا کر امداد و اعانت کے طلب گار ہوئے‘ انہوں نے انتہائی جوش اور ولولے سے مفرور عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر جنگ کے ارادے سے واپس ہوئے‘ جبل طبریہ کے دامن میں صف آراء ہوئے۔ اسلامی افواج نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی (چھبیس ۲۶ یوم تک محاصرہ کیے رہے لیکن کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ میں جنگ کے لیے نہ نکلا) اسلامی افواج نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکا سے بیت المقدس تک لوٹ مار شروع کر دی۔ گاؤں‘ قصبات اور شہروں کو تباہ کیا جو عیسائی مقابلے پر آیا‘ مار ڈالا۔ کسی عیسائی سردار کے کان پر جوں نہ رینگی۔ لشکر اسلام کامیاب ہو کر دمشق پہنچا‘ امیر مودود نے فوجیوں کو آرام لینے کی غرض سے انہیں ان کے وطنوں کی جانب جانے کی اجازت دی اور بغرض جہاد‘ آئندہ سال واپسی کا حکم دیا۔ خود تغلغ تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا۔ جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا‘ جمعہ پڑھ کر تغلغ تکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جیسے ہی صحن میں آیا ایک باطنی نے پہنچ کر چار کاری زخم لگائے جس کے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے اس جہان فانی سے کوچ کر دیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ تغلغ تکین نے اسی روز امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## آقسنقر کی روانگی

اس افسوس ناک واقعہ کی خبر سلطان محمد کو دی گئی‘ موصل اور اس کے صوبہ پر آقسنقر برستی کو ۵۰۸ھ میں تعینات کیا‘ اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ آقسنقر برستی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا‘ اسلامی شہروں کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی‘ آقسنقر برستی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچا‘ حسب فرمان شاہی چاروں جانب سے اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں‘ عماد الدین زنگی بن آقسنقر (پدر سلطان نور الدین محمود فاتح جزیرہ شام) اور نمیر والئی سنجار بھی آ گئے‘ آقسنقر برستی نے اسلامی فوجوں کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی جانب کوچ کیا‘ امیر مودود کے والد نے اطاعت قبول کی‘ شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد آقسنقر برستی ماردین پہنچا‘ ابو الغازی والئی ماردین نے حسب ارشاد‘ سلطان اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو مع فوج آقسنقر برستی کے ہمراہ روانہ کیا‘ آقسنقر برستی کے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے الرہا پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں مگر کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوئی‘ رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برستی کو محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ شمیشاط کی جانب روانہ ہو گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں الرہا‘ سروج اور شمیشاط کے مضافات و اضلاع‘ لشکر اسلام کی غارت گری کی نذر ہو گئے‘ دیہات‘ قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

## بادشاہ کا انتقال

اسی دوران کراسک عیسائی بادشاہ مرغش‘ کیسوم اور رعیان فوت ہو گیا‘ اس کی بیوہ نے لشکر اور حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ برستی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا‘ اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا‘ برستی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا‘ بیوہ کراسک نے برستی کے سفیر کی عزت کی‘ نذرانے اور تحائف دے کر برستی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے انطاکیہ چلے گئے۔

اس کے بعد برستی نے ایاز بن ابو الغازی کو اس وجہ سے کہ ابو الغازی نے برستی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی‘ گرفتار کر لیا۔ ابو الغازی کو اس کی خبر ہو گئی‘ فوجیں آراستہ کر کے برستی سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر دیا‘ چنانچہ ابو الغازی اور برستی سے لڑائی ہوئی‘ برستی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو الغازی نے اپنے بیٹے کو قید سے چھڑا لیا۔ ابو الغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرے میں اس واقعہ کو بیان کیا جائے گا۔

## سلطان محمد کی دھمکی

ابو الغازی کی اس حرکت پر سلطان محمد نے ابو الغازی کو دھمکی آمیز خط لکھا‘ اس حرکت کے انجام اور شاہی قوت کی دھمکی دی‘ ابو الغازی

سلطان کے خوف سے قطلغ تکین والئ دمشق کے پاس چلا گیا۔ والئ دمشق قطلغ تکین اور عیسائی امراء شام نے باہم ایک دوسرے کی امداد کی قسمیں کھائیں۔ ابوالغازی دیار بکر کی جانب واپس ہوا۔ قرجان بن قراجہ والئ حمص کو اس کی اطلاع مل گئی' اچانک موت کی طرح ابوالغازی کے سر پر پہنچ گیا' ابوالغازی کے ساتھی چند دن آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے' چند سوار اس کی رکاب میں باقی رہ گئے تھے۔ قرجان کو اس مقصد میں کامیابی ہوئی۔ ابوالغازی کو گرفتار کر لیا۔ قطلغ تکین والئ دمشق اس خبر کو سن کر اپنی فوج کے ساتھ دوڑ پڑا۔ قرجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیام بھیجا۔ قرجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہا بھیجا "اگر قطلغ تکین الٹے پاؤں واپس نہ جائے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔ آئندہ جو کچھ ہونا ہو گا ہو گا۔ قطلغ تکین دمشق کی طرف واپس لوٹ گیا۔

ان واقعات کی اطلاع قرجان نے دربار شاہی میں کر دی تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا' اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی۔ اس وجہ سے ابوالغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو جمع کر کے قرجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر بھی پہنچ گیا۔

## باغیوں کی سرکوبی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ ابوالغازی اور قطلغ تکین والئ دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی' سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار "امیر برسق" والئ ہمدان تھا' ابوالغازی' قطلغ تکین کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا' اس مہم میں امیر جیوش بک' امیر کنتغدہ اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا' ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا' دریائے فرات کو "رقہ" کے قریب سے عبور کر کے "حلب" پہنچا۔ لؤلؤ خادم والئ حلب اور سپہ سالار لشکر حلب "شمس الخواص" سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا' شاہی فرمان دکھلایا' خادم اور شمس الخواص نے بظاہر حیلہ و حوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابوالغازی اور قطلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے' امداد کے لیے بلایا۔ چنانچہ ابوالغازی اور قطلغ تکین دو ہزار سواروں کی جمعیت سے آ گیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ حماۃ "قطلغ تکین" کے دائرہ حکومت میں تھا۔ برسق نے بزور شمشیر اس کو فتح کر کے حسب فرمان سلطان قرجان والئ حمص کو دے دیا۔ یہ بات امراء لشکر کو اچھی نہ لگی۔

## قلعہ فامیہ پر چڑھائی

قرجان کو جب حماۃ دے دیا گیا تو ایاز بن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قرجان کے سپرد کر دیا۔ ابوالغازی' قطلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلے گئے۔ بردویل والئ انطاکیہ سے امداد طلب کیا۔ اسی دوران اتفاق سے بغدوین والئ قدس شریف اور والئ طرابلس وغیرہ عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ آ گئے۔ لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ یہ قرار پایا "کہ اس وقت مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے' قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے' اور جب موسم سرما آ جائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہو جائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے" دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے موسم سرما آ گیا مگر اسلامی فوج موسم سرما میں متفرق نہ ہوئی اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابوالغازی' ماردین کی طرف اور قطلغ تکین دمشق کی طرف واپس گیا۔ اسلامی فوج نے کفر طاب (عیسائی مقبوضات) کی جانب حرکت کی' پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور بزور شمشیر قبضہ کر کے والئ کفر طاب کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ عیسائی جنگ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ بہت مضبوط تھا کسی جانب سے حملہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔

## مسلمانوں کا قتل عام

اس طرف سے مایوس ہو کر معرہ کی جانب بڑھے۔ معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بک اسلامی لشکر سے الگ ہو کر مراغہ کی جانب گیا اور بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور تمام اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کرایا

تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی۔ بقیہ فوج متفرق طور پر بے خوف و خطر کوچ کر رہی تھی' بردویل والئی انطاکیہ' کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچ سو سوار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کے لیے روانہ ہو گیا تھا مسلمانوں کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ بردویل ہی کے لشکر کے نزدیک پڑاؤ کر دیا۔ بردویل کو موقع مل گیا۔ فوراً حملہ کر دیا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آ تا گیا قتل کرتا گیا ان واقعات کے دوران "امیر برسق" بھی آ پہنچا' مسلمانوں کو خاک و خون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھڑک اٹھا شمشیر بکف ہو کر لڑنے پر تیار ہو گیا مگر اپنے بھائی کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگ سے درگزر کر کے کوچ کر دیا۔ عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا جب "امیر برسق" ہاتھ نہ آیا تو واپس آئے۔ چاروں جانب سے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور بے گناہوں کو قتل کر کے اپنے جوش کو ٹھنڈا کیا

## امیر برسق کا انتقال

ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ صورت حال دیکھ کر ایاز کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حلب اور دیگر اسلامی شہروں کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر عزت و جان کے خوف سے ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے' فتح یابی اور امداد سے ناامید ہو گئے۔ بقیہ اسلامی لشکر شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا' برسق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے سینوں میں لیے ہوئے ۵۱۰ھ میں انتقال کر گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد نے موصل اور ان شہروں کی حکومت "امیر جیوش بک" کو مرحمت کی جو آقسنقر برستی کے زیر حکومت تھے اور اپنے بیٹے مسعود کو حکومت میں شریک کر کے "امیر جیوش" کے ساتھ روانہ کیا۔ برستی رحبہ میں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا یہاں تک کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا۔

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ جس وقت جاولی سقاوا' سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا' اسے ملک فارس کی سند حکومت مرحمت کی' اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا' اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ وعدہ لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی۔ فسادیوں اور باغیوں کی گوشمالی کے سلسلہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے گی۔

## بلداجی کی گرفتاری

سلطان سے رخصت ہو کر جاولی سقاوا فارس کی جانب روانہ ہوا۔ امیر بلداجی کے مقبوضہ شہروں سے ہو کر گزرا' امیر بلداجی سلطان ملک شاہ اول کے مخصوص غلاموں میں سے تھا' کلیل' سرماۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض تھا جاولی سقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلداجی کو بلا بھیجا۔ جیسے ہی بلداجی' جعفری بک کی خدمت میں حاضر ہوا جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسے سکھا رکھا تھا بول اٹھا "اسے پکڑ لو" جاولی سقاوا نے اسی وقت بلداجی کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ اصطخر میں تھا' قلعہ اصطخر کی محافظت پر اس کا وزیر نیمی متعین تھا۔ بلداجی کی گرفتاری کا سن کر باغی ہو گیا' بلداجی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قبضہ کر لیا' جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی نیمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنا خزانہ اور ذخیرہ اس میں بحفاظت رکھ دیا۔

## جاولی کی کارروائیاں

جاولی سقاوا نے اس کے بعد "حسین بن مبارز" امیر شوان کاہ اکراد والئی نساء کو طلبی کا خط روانہ کیا' حسین نے جواباً" لکھا "میں سلطان کا خادم ہوں' مجھے حاضری میں اعتراض نہیں ہے مگر جو سلوک آپ نے امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے ▪ مجھے معلوم ہے اس خطرے کے پیش نظر میں حاضری سے معذور ہوں" جاولی سقاوا نے اس خط کو دیکھ کر واپسی کا حکم دے دیا۔ قاصد نے واپس ہو کر حسین کو جاولی کی واپسی سے آگاہ کیا' حسین خوش ہو گیا' جاولی تھوڑی دور چل کر لوٹ پڑا اور انتہائی تیزی سے فاصلہ طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا' حسین کو کچھ نہ سوجھی' بھاگ نکلا' قلعہ عدالج میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔

اس کے ساتھیوں کو جاولی نے گرفتار کر لیا' مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد شہر نساء کی جانب کوچ کیا' اہل نساء نے شہر پناہ کے

دروازے کھول دیئے' شہر حوالہ کر دیا' جاولی نے نساء پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ انہیں میں "جہرم" تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمرانج پر جا کر محاصرہ کر لیا۔ عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی طرف واپس ہوا۔ اور کچھ مدت قیام کر کے گازرون پر حملہ کیا اور اس پر بھی بزور شمشیر قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ کیا' دو سال تک محاصرہ کئے رہا۔ محاصرے کے دوران میں ابوسعید نے دو مرتبہ صلح کا پیغام بھیجا۔ جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا اور محاصرہ میں مزید سختی کر دی۔ ابوسعید نے امان کی درخواست کی' قلعہ حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امان دے دی۔ اس کے کچھ دنوں بعد ابوسعید جاولی سے ناراض ہو گیا۔ موقع پا کر بھاگ گیا۔ جاولی نے اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا' اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جاولی نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس طرف سے فارغ ہو کر جاولی نے دارا بجرد کی جانب پیش قدمی کی' ابراہیم والئ دارا بجرد میں مقابلے کی قوت نہ تھی اور مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا دکھائی نہ دیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاروت بک والئ کرمان کے پاس چلا گیا جاولی نے دارا بجرد پر محاصرہ کر دیا' اہل دارا بجرد قلعہ نشین ہو گئے' جاولی کو کامیابی نہ ہوئی' محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے رستہ سے دارا بجرد کی جانب لوٹا۔ اہل دارا بجرد نے یہ خیال کر کے کہ والئ کرمان کی امدادی فوج آ رہی ہے' جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی' قتل عام شروع ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ گنتی کے چند آدمی زندہ رہے۔

## کرمان پر چڑھائی

اس کے بعد جاولی نے کرمان کا رخ کیا' حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' حسین کو جب خلاصی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو مجبوراً" تعمیل حکم کے لیے حاضر ہو گیا اور جاولی کے ساتھ کرمان گیا۔ جاولی نے والئ کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد' سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو' ورنہ میں تم پر حملہ کر دوں گا' والئ کرمان نے جواب دیا "مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر چونکہ میں نے انہیں پناہ دی ہے لہٰذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں' ان کو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ دیجئے گا"۔ جاولی نے والئ کرمان کے قاصد کی بے حد تکریم کی' انعام دیا اور خلعت عنایت کیا اور اسے اس کے آقا والئ کرمان کی جانب سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا۔ کرمان کا قاصد واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو وزیر والئ کرمان کی ماتحتی میں سیرجان میں ٹھہرا ہوا تھا' ایسی پٹی پڑھائی کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سیرجان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا۔ جاولی اسی وقت کا منتظر تھا فوراً" اپنی فوج کو کرمان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا' اس سے والئ کرمان کو قاصد کی جانب سے بدظنی پیدا ہوئی گرفتار کر لیا۔ حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ قاصد جاولی سے مل گیا ہے۔ والئ کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب اور مکان لوٹ لیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا' والئ قلعہ (جس کا جاولی محاصرہ کیے ہوئے تھے) بھی والئ کرمان سے آ شامل ہوا۔

## جاولی کی شکست

چنانچہ والئ کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور والئ قلعہ کے مشورہ سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ اختیار کیا' جاولی کو اس کا پتہ چل گیا' ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا' اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا' جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی' اس وجہ سے واپس گیا' جاولی مطمئن ہو گیا زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر کے چھاپہ مارا (یہ واقعہ ماہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) جاولی شکست کھا کر بھاگا لشکر کا زیادہ حصہ مارا گیا۔ کافی گرفتار کر لیے گئے۔ اسی دوران خسرو اور ابن ابی سعید جن کے والد کو جاولی نے قتل کیا تھا آ گئے' جاولی انہیں دیکھ کر گھبرا گیا۔ ان دونوں نے جاولی کو تسلی دی اور بحفاظت تمام شہر نساء پہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا' آ گیا۔ والئ کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاد سفر دے کر رخصت کر دیا' یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔ جاولی والئ کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ جعفری بک ابن سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں فوت ہو گیا' اس وقت اس کی عمر پانچ سال کی تھی جاولی کے سارے

منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ والئی کرمان سے بدلہ لینے کی آرزو دم توڑ گئی۔

## جاولی کی وفات

سلطان محمد کی خدمت میں والئی کرمان نے خط بھیجا' جاولی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی کو آئندہ جنگ وجدال سے منع کر دیا جائے' سلطان نے جواب دیا "تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ جاولی کو راضی کرو اور اس سرحدی قلعے کو جس کا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے' اسے دے دو" قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول ۵۱۰ھ میں جاولی کا انتقال ہو گیا۔ والئی کرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## سلطان محمد کا انتقال

سلطان محمد کا اپنی حکومت کے بارہویں سال آخر ۲۴ ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اپنی موت سے دس دن قبل اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولی عہدی کی وصیت کی اور تمام کاروبار سلطنت اسے سپرد کرنے کی ہدایت فرمائی جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو حسب وصیت سلطان محمد' اس کا بیٹا محمود مسند حکومت پر بیٹھا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت بلوغت کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

سلطان محمد' انتہائی بہادر' عادل' خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے خاتمہ میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔

# باب ۴

# سلطان محمود بن سلطان محمد

مسند حکومت پر فائز ہوتے ہی سلطان محمود نے قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابومنصور کے سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں عریضہ بھیجا' خطبہ میں نام داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرھویں محرم جمعہ کے روز) محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا' بغداد کی پولیس افسری پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں تعینات کیا تھا۔

## بہروز کی برطرفی

آقسنقر برستی رحبہ میں رہتا تھا' سلطان محمد نے آقسنقر برستی کو بطور جاگیر رحبہ عطا کیا تھا' آقسنقر برستی رحبہ میں اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کی وفات سے پہلے جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا' راستے میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد فوت ہو گیا ہے بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع ہوئی' برستی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برستی' سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا' چونکہ امراء وارا کین سلطنت' بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے کہہ سن کر بغداد کی پولیس افسری پر برستی کی تقرری اور بہروز کی برطرفی کا حکم صادر کرایا جیسے ہی برستی دارالخلافت بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی برطرفی کا فرمان شاہی لیے ہوئے داخل ہوا بہروز بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغداد کی پولیس افسری پر امیر عمادالدین منکبرس کو تعینات کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا' برستی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی' حسین کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ باقی ماندہ سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کی وفات سے پہلے کا ہے۔

## دبیس بن صدقہ

دبیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جب کہ اس کا والد صدقہ قتل ہو گیا تھا جیسا کہ آپ نے اس سے قبل پڑھا ہے۔ سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور کافی عزت کی تھی' اس نے حلہ پر اپنی جانب سے سعید ابن حمید عمری کو مامور کر رکھا تھا' سلطان محمد کے انتقال کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود کے ساتھ حلہ چلا آیا' اس خبر کو سن کر عرب اور کردوں کا ایک بڑا گروہ اکٹھا ہو گیا۔

## خلیفہ مستظہر باللہ کا انتقال

ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامراللہ کا ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا مسترشد باللہ مسند خلافت پر فائز ہوا اس کا نام فضل تھا۔ ابومنصور کنیت تھی۔ خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں اس کے حالات ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔

## ملک مسعود کا قیام

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس کا اتابک جیوش بک اس کے ساتھ تھا۔ جب سلطان محمد کے انتقال کی اطلاع ملک مسعود کو پہنچی تو ملک مسعود نے موصل سے حلہ کی جانب کوچ کر دیا۔ اتابک جیوش

بک' وزیر السلطنت فخرالملک' ابو علی بن عمار (والئی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر والئی سنجار' ابوالہیجاء والئی اربل اور کرباوی بن خراسان ترکمانی والئی بوازیج وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ رکاب میں تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کی مدافعت پر کرباندھی' مجبور ہو کر دارالخلافت کی طرف واپس ہوئے' برسقی افسر پولیس بغداد سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا اور دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ صورت حال دیکھ کر جیوش بک کو برسقی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہم لوگ تم سے لڑنے کے لیے نہیں بلکہ دبیس والئی حلہ کے مقابلے میں تم سے امداد طلب کرنے کے لیے آئے ہیں۔ آؤ ہم اور تم مل کر دبیس پر حملہ کریں۔" برسقی اس پیام سے خوش ہو گیا' باہم عہدوپیان ہوا' چنانچہ ملک مسعود بغداد پہنچ کر دارالملک میں قیام پزیر ہو گیا۔

## برسقی کی سرکوبی

امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو برسقی نے شکست دے کر قتل کر دیا تھا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ چنانچہ امیر منکبرس فوجیں آراستہ کر کے برسقی کی سرکوبی کے لیے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جب اسے اس بات کی خبر ملی کہ ملک مسعود' بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی طرف سے دجلہ کو عبور کر کے دبیس کے پاس پہنچا۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی اطلاع ملک مسعود کو مل گئی۔ لڑائی کا جھنڈا لے کر نکلا۔ جیوش بک' برسقی وغیرہ امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ امیر منکبرس اور دبیس کی فوج کی کثرت نے کوئی پیش نہ چلنے دی۔ آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی۔ بلاجدال وقتال واپس ہوا۔ نہر صرصر کو عبور کر کے چاروں جانب غارت گری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برسقی کو ان کی زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ امیر منکبرس اور دبیس نے منصور برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر دارالخلافت بغداد کی حمایت کے لیے بھیج دیا۔

## برسقی کی واپسی

یہ اطلاع سنتے ہی برسقی اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے زات کے وقت بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ پس اس[1] آمنا سامنا ہو گیا اور لشکر منکبرس کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ دو روز تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے تیسرے روز عزالدین مسعود کا خط پہنچا۔ لکھا تھا کہ "فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی ہے" اس خبر سے برسقی کا سارا نشہ ہرن ہو گیا' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ مجبوراً جانب غربی سے دریا عبور کر گیا۔ اس کے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد میں داخل ہو گئے۔ جامع مسجد سلطانی کے نزدیک پڑاؤ ڈالا' برسقی کا خیمہ قنطرہ قبیلہ (عتیقہ) پر نصب کیا گیا' مسعود اور جیوش بک نے ہسپتال کے نزدیک قیام کیا' دبیس اور منکبرس رقہ کے نیچے قیام پذیر ہوئے۔ عزالدین مسعود بن برسقی اپنے والد سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام پذیر ہو گیا۔

## مصالحت کے اسباب

مصالحت کی وجہ یہ ہوئی کہ جیوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں خط بھیجا کہ میری جاگیر اور ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں شامل کر دیا۔ اس کے بعد یہ اطلاع ملی کہ یہ دونوں (جیوش بک اور ملک مسعود) بغداد کی طرف جارہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی طرف پیش قدمی کا حکم دے دیا۔ جیوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط لے کر آیا تھا' یہ واقعات لکھ بھیجے' اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور ملک مسعود کی صلح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرا دی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں برسقی' صلح میں رخنہ نہ ڈالے اس وجہ سے دونوں نے متفق ہو کر برسقی کو لشکر اور دارالخلافت بغداد سے الگ کر دیا۔ امیر منکبرس بغداد کا پولیس افسر متعین ہو گیا۔

---

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

## امیر منکبرس کے اہل بغداد پر ظلم

چونکہ امیر منکبرس نے ملک مسعود کی والدہ سے جس کا نام سرجہاں تھا نکاح کر لیا تھا اس لیے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود سارے کام کرتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر تعینات ہونے کے بعد رعایا کے مال وعزت پر دست درازی شروع کر دی، ظلم وستم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس بہانے سے ٹالتا رہا۔ منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ دیا۔ واللہ سبحانہ' وتعالیٰ اعلم۔

## ملک طغرل کی ناراضگی

اپنے والد کے انتقال کے وقت ملک طغرل بن سلطان محمد قلعہ سرجہاں میں مقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اس کے والد نے سادہ' آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) متعین کیا تھا۔ امیر شیر گیر وہی ہے جس نے اسماعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس سال تھی سلطان محمود نے مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد کسعدی (کنتغدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتالیق اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو دربار شاہی میں لے کر حاضر ہو جائے۔

چونکہ امیر کسعدی کے دل میں سلطان محمود کے بارے میں عناد تھا' پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ اطلاع سلطان محمود تک پہنچی۔ سلطان محمود نے دل جوئی کے خیال سے خلعت' تحائف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کیے۔ ۱ے اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر اس پر بھی ملک طغرل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر تیار نہ ہوا' امیر کسعدی نے جواب میں خط بھیج دیا کہ "ہم لوگ شاہی اطاعت قبول کیے ہوئے ہیں' جس جانب حضور کا ارادہ ہو گا ہم بھی برضا و رغبت اس جانب چل پڑیں گے۔"

## کشیدگی میں اضافہ

سلطان محمود تاڑ گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ کسی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران ۲ے کی طرف پیش قدمی کی جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی اطلاع طغرل اور امیر کسعدی تک پہنچ گئی۔ دونوں نے خفیہ طور پر فوج لے کر شہران کو بچانے کے لیے کوچ کیا' مگر راستہ بھول گئے۔ قلعہ شہران کے بجائے قلعہ سرجہان پہنچ گئے اور سلطان محمود نے قلعہ شہران ۳ے پہنچ کر جس قدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا' لے لیا۔ اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جسے سلطان محمود نے تحائف و خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے سلطان محمود چند روز تک زنجان میں قیام کر کے رے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سرجہان سے گنجہ میں جا کر قیام کیا۔ آہستہ آہستہ اس کے خیر خواہ اور ساتھی اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کے مابین نفرت و ناراضگی میں اضافہ ہو گیا۔

## ملک سنجر کی ناراضگی

سلطان محمد کے انتقال کی خبر جب اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان پہنچی' اس قدر رنج و غم کا اظہار کیا گیا کہ بیان سے باہر ہے' تعزیت کے لیے زمین پر بیٹھا' سات دن تک شہر اور بازار بند رکھا۔ پھر جب اپنے بھتیجے کے تخت پر بیٹھنے کی خبر سنی تو ناراض ہو گیا' بلاد جبل اور عراق کا رخ کیا۔ اپنے بھائی کی جگہ حکومت و سلطنت کا دعویٰ کیا۔

---

۱ے یہ تحائف اور خلعت شرف الدین نوشیرواں لے کر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳

۲ے ماہ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہوا تھا ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳

۳ے تاریخ کامل میں بجائے شہران' سمیران اور نوٹ میں شمیران لکھا ہے۔

ملک سنجر نے ۵۰۸ھ میں غزنی پر لشکر کشی کی تھی اور اسے بزور شمشیر فتح کیا۔ غزنی کی فتح کے بعد ملک سنجر کو یہ اطلاع ملی کہ وزیر السلطنت ابو جعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے والئ غزنی سے ملک سنجر کو غزنی کے ارادے سے باز رکھنے اور مصالحت کرا دینے کے لیے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے اس کے علاوہ بہت سا مال و اسباب اہل غزنی سے زبردستی حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں اور امراء اراکین سلطنت کی اہانت اور توہین کی ہے' اسی قسم کی اور بھی شکایتیں گوش گزار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ واپس آ کر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں مال و اسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق برادر زادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کے حوالہ کیا گیا مگر یہ اس پایہ کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی سی چستی تھی۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی محمد کے انتقال کی خبر ملی اور دعوائے سلطنت کر کے اپنے بھتیجے سلطان محمود پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو سابق وزیر کے قتل پر افسوس اور پچھتاوے کا اظہار کیا۔

ملک سنجر کے ارادہ سے آگاہ ہو کر سلطان محمود نے شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تحائف و نذرانے دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی "میں آپ کا چھوٹا ہوں' دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کروں گا اور مازندران بھی میں آپ کے حوالے کرتا ہوں آپ مجھ پر لشکر کشی کی زحمت نہ اٹھایئے" ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا "یہ نہیں ہو گا' میرا بھتیجا محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا حاجب "علی ابن عمر" اس پر قابو پا چکا ہے سوائے لشکر کشی کرنے کے اور کوئی صورت نہیں ہے" شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ناکام واپس لوٹ آئے۔

سلطان محمود سے جنگ کرنے کی غرض سے ملک سنجر نے فوجیں آراستہ کیں۔ امیر انز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر مدافعت پر کمر باندھی' اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے والد کا بھی حاجب رہا تھا فوجیں دے کر دفاع کی غرض سے روانہ کیا۔ جس وقت علی ابن عمر' امیر انز کے لشکر کے نزدیک پہنچا (امیر انز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھے) کہا بھیجا "امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی' کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے' کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے اور وہ اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیف اٹھا رہا ہے' ہوش کے ناخن لو' سلطنت و حکومت کا دعویدار ہو کر آیا ہے' بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست کش ہو جاؤ" امیر انز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپسی اختیار کر لی۔

## وزیر السلطنت کا انتقال

سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ اتفاق سے امیر انز کے لشکر پر پہنچ گیا تھا اور اس سے اس نے سب کچھ حاصل کر لیا تھا قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا۔ سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور چند روز رے میں قیام کر کے کرمان کی جانب کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دبیس وغیرہ امراء کی ماتحتی میں آ گئیں تب سلطان محمود نے ہمدان کی جانب روانگی کا ارادہ کیا۔ ہمدان میں پہنچ کر اس کے وزیر السلطنت [1] ربیب کا انتقال ہو گیا' ابو طالب سمیری کو عہدہ وزارت سے نوازا۔

## سلطان محمود پر چڑھائی

امیر انز کی شکست کے بعد ملک سنجر نے بیس ہزار فوج' اٹھارہ ہاتھیوں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لیے روانگی اختیار کی' امراء کبار میں سے امیر ابوالفضل والئ سجستان کا بیٹا خوارزم شاہ محمد' امیر انز' امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والئ یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف' سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سلطان محمد نے اسے بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی' طلبی کا خط لکھا' اس وجہ سے علاء الدولہ نے سلطان

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی' سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قراجہ ساقی کو دے دیا' علاء الدولہ' ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

۱۳ جمادی الاول ۵۱۳ھ کو ساوا کے نزدیک دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو ساوہ اور خراسان کے درمیان تھا۔ سلطان محمود کی رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امراء کبار میں سے حاجب علی بن عمر' امیر منکبرس' اتابک غزغلی' امیر برسق کے بیٹے' آقسنقر بخاری اور قراجہ ساقی تھے' سات سو اونٹ جنگی ہتھیاروں کے تھے۔ جیسے ہی دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ فوجیں میمنہ و میسرہ مقابلہ ہوئیں' ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں مگر ملک سنجر قلب لشکر کو لیے ہوئے بے جگری سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ملک سنجر نے جنگ کی یہ صورت حال دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ تمام سیاہ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں یک لخت حرکت میں آ گئیں۔ سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہو گیا اتابک غزغلی' ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجے کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا جس وقت اتابک غزغلی ملک سنجر کے سامنے پیش ہوا' ملک سنجر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی۔ کوتوال کو حکم دے دیا۔ اس نے سر اتار لیا۔[۱] سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر مبارک باد دی' شکست یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔ دبیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی خدمت میں اس فتح کی اطلاع دی۔ ملک سنجر کا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ مذکور کے آخری جمعہ[۲] میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔[۳]

## صلح کی درخواست

ملک سنجر فتح یابی کے بعد ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی کمی اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ' سلطان محمود کی دادی' ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب اور پامالی کا ارادہ نہیں کیا اور اسی کی ہدایت اور نیز تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام بھیجا۔

برسقی' ملک مسعود کے پاس آذر بائیجان میں اس وقت سے تھا جب کہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا تھا۔

## صلح کی شرط

ملک سنجر نے اس کے بعد ہمدان سے کرخ کی جانب روانگی اختیار کیا۔ اسی اثناء میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا' واپس آیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ حکومت کی باگ ڈور آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھیے مگر اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے' ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں اور مصالحت ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور نذرانوں کو قبول کیا۔ پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے' ایک گشتی حکم اپنے مقبوضہ ممالک کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے اور میرے بعد یہی حکومت و سلطنت کا وارث و مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی

---

۱۔ اتابک غزغلی ظالم اور سفاک تھا۔ اہل ہمدان پر بے حد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزائے موت دے کر اہل ہمدان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے نجات دے دی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸

۲۔ چھبیسویں تاریخ تھی۔

۳۔ سلطان محمود نے شکست کے بعد مع وزیر السلطنت ابو طالب سمیری' علی ابن عمر حاجب اور قراجہ ساقی' اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸

درخواست دار الخلافت بغداد میں بھی روانہ کر دی۔ سوائے رے کہ تمام شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت کر لی۔

## امیر منکبرس کا قتل

سلطان محمود کی شکست کے بعد امیر منکبرس" بغداد کی جانب لوٹا تھا۔ لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے نزدیک پہنچا۔ دبیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیجی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیا۔ ناکام ہو کر واپس ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی۔ مجبوراً" ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالے کر دیا چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے ظلم و ستم اور بغیر اجازت بغداد جانے کی وجہ سے خفا تھا اس وجہ سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## علی بن عمر حاجب کا قتل

سلطان محمود کی نظروں میں علی بن عمر حاجب کی قدر و منزلت اس حد تک بڑھی کہ امراء و اراکین سلطنت رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ کان بھرنے والے کان بھرنے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے دل میں غبار آ گیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا۔ کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ایک دن خفیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جا کر پناہ لی' جہاں پر اس کا مال و اسباب تھا اور اہل و عیال رہتے تھے۔ مگر اسے یہاں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا' جان کے خوف سے خوزستان روانہ ہو گیا۔ بدو بن زنگی' اقبوری بن برسق اور اس کا بھتیجا ارغلی بن بلبکی خوزستان پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی اطلاع سن کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے فوج کے چند دستے روانہ کیے۔ تستر کے نزدیک لڑائی ہوئی۔ علی ابن عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اور زنجیروں میں جکڑ کر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حسب حکم شاہی سر قلم کر کے دربار شاہی روانہ کر دیا۔

ملک سنجر نے اس کے بعد مجاہد الدین بہروز کو بغداد کی پولیس افسری پر واپس جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دار الخلافت بغداد واپس آ گیا اور دبیس بن صدقہ کا نائب برطرف کر دیا گیا۔

## سنقر شامی کا قتل

سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر متعین کیا تھا۔ امیر آقسنقر نے اپنی طرف سے سنقر شامی کو مامور کیا۔ سنقر شامی انتہائی رحم دل اور نیک کردار تھا۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد غزغلی سردار ترکان اسماعیلیہ (جو دو سال سے لوگوں کو حج کرانے جاتا تھا) اور سنقر البں نے سنقر شامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصرہ پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر البں نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا۔ غزغلی نے روکا۔ سنقر البں اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور سنقر شامی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عوام نے تھوڑی سی ہنگامہ آرائی کی۔ غزغلی نے امن و سکون کی منادی کرا دی۔ لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی۔

## غزغلی کی شکست

بصرہ میں ان دنوں ایک اور امیر رہتا تھا جس کا نام علی بن سکمان تھا۔ اس برس یہی امیر حج ہو کر اہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غزغلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں حج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان' سنقر البں کے خون کا بدلہ مجھ سے لے' اس وجہ سے غزغلی سے بدویان عرب کو ابھار دیا۔ چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر حملہ کر دیا' علی بن سکمان نے ان کے مقابلے پر خم ٹھونکی' جنگ شروع ہو گئی۔ لڑتا بھڑتا بصرہ کے نزدیک پہنچا بدویان عرب مسلسل حملہ کر رہے تھے۔ غزغلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان ان دیہاتوں کی جانب چلا جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو بدویان عرب پر اچانک حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اکھڑ گئے' شکست کھا کر بھاگے' غزغلی نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنی فوج کو آراستہ کر کے میدان کا راستہ لیا۔ دونوں فریقین میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزغلی کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا' علی بن سکمان فتح کا

جھنڈا لیے ہوئے بصرے میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔

بصرہ پر قبضہ کرنے کے بعد علی بن سکمان نے آقسنقر بخاری والئی عمان کے افسروں کو بشرط اطاعت ان کے عہدوں پر بحال رکھا اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ حکومت بصرہ کی درخواست کی اس وقت آقسنقر بخاری سلطان محمد کی بارگاہ میں تھا، انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آقسنقر کے افسروں کو نکال دیا یہاں تک کہ سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے بصرہ چھین لیا۔

## کرج کی سرکوبی

کرج نے کافی عرصہ سے آذربائیجان اور بلاداران کو اپنی غارت گری کا مرکز بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں مگر صحیح یہ ہے جو ہم نے اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کیا ہے' اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ خزر [1] اور ترکمان ایک ہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کرج ان کے بعض شعوب سے ہوں۔ قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مضبوط و مستحکم ہو گئی اس وقت کرج غارت گری سے باز آ گئے اور اسلامی شہر جو ان کے گرد و نواح میں تھے ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے۔ اسلامی شہروں پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیہ اور قفچاق کے سرایا [2] اسلامی شہروں کو پامال کرنے لگے' بلاداران اور نفجوان' آرس تک جس کی سرحد کرج کے ملک سے ملتی تھی' ملک طغرل کے قبضہ میں تھا اور یہی کرج کی غارت گری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قفچاق کی یہ حرکات دیکھ کر باہم خط و کتابت کر کے فوجیں جمع کیں' دبیس بن صدقہ کے پاس جمع ہوئے۔ ملک طغرل' اتابک کنتغدی اور ابوالغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا۔ تیس ہزار کی جمعیت سے کرج اور قفچاق کی جانب لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں بے چینی پیدا ہو گئی جس سے اسے شکست [3] ہوئی۔ ایک بڑی فوج میدان جنگ میں ماری گئی۔ ۳۳ کلومیٹر تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے' اس کے بعد واپس ہو کر تفلیس [4] پر محاصرہ کیا۔ ایک سال تک محاصرہ کیے رہے۔ ۵۱۵ھ میں بزور شمشیر شہر میں گھس پڑے۔ قتل و غارت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کے لیے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا' سلطان محمود نے ان کی حمایت پر کمر باندھی' شہر تبریز پہنچ کر قیام کیا۔ کرج کی گوشمالی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ' ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ ملک مسعود اپنے والد سلطان محمد کے انتقال کے وقت عراق میں تھا۔

## دبیس بن صدقہ کی حرکت

دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ نے اس سے قبل پڑھا ہے۔ قسیم الدولہ برستی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر' ملک مسعود کے دربار میں حاضر ہوا' ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رحبہ) میں شامل کر دیا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا۔ جیوش بک (ملک مسعود کا اتالیق) کو لکھنا شروع کیا کہ قسیم الدولہ برستی سلطان محمود سے سازباز رکھتا ہے' جس طرح ممکن ہو اسے جلد از جلد گرفتار کر لو' میں

---

[1] صحیح یہ ہے کہ ارمن' کرج کی ایک شاخ ہے' خزر' ترکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مگر اب یہ ممالک روم کے قرب و جوار کی وجہ سے ان میں مل جل گئے۔ خط شیخ عطار۔

[2] سرایا سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون (یعنی رات میں چھاپہ) مارا کرتی ہے۔

[3] یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفچاق کے دو سو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے امان حاصل کرنے کے لیے آ رہے ہیں کچھ تعارض نہ کیا یہاں تک کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے اور نیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی بھاگے' ان چند افراد کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی' سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی' ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹

[4] شہر تفلیس' جس زمانہ سے فتح ہوا تھا' مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹

تم کو بے حد مال و دولت دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی اس بات پر ابھارا کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کر دو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہوں' ان باتوں سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا ہو جائے' لڑائی کا نیزہ گڑھ جائے تاکہ اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے جیسا کہ برکیاروق اور سلطان محمود کی لڑائی کے زمانہ میں اس کے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بجھانے کی خبر قسیم الدولہ برستی کو ہو گئی' گرفتاری کے خوف سے سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور خوب آؤ بھگت کی۔

## وزیر ابو علی کی برطرفی

اس کے بعد استاد اسماعیل[1] حسین بن علی اصفہانی طغرائی' ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد ابو اسماعیل کا بیٹا ابو الولید محمد بن ابو اسماعیل ملک مسعود کا طغرا نویس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابو علی بن عمار والئی طرابلس کو برطرف کر کے استاد ابو اسماعیل کو عہدہ وزارت سے نوازا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ میں پیش آیا۔

## ابو اسماعیل کا قتل

دبیس کے ابھارنے کی تائید استاد ابو اسماعیل نے شروع کر دی۔ حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک مختصر عرصہ میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی' لکھ بھیجا "اگر تم میری اطاعت و فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دوں گا' تمہارے مناصب بڑھاؤں گا۔ تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا اور اگر کسی کے کہنے سننے سے مخالفت کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے" ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی' خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا۔ نج و تہ نوبت بجنے لگی۔ ان بے وقوفوں نے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ سلطان محمود کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا' چنانچہ مسعود پندرہ ہزار فوج لے کر اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استر آباد ۱۵ ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمتہ الجیش پر قسیم الدولہ برستی تھا۔ صبح سے شام تک زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسیم الدولہ برستی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دی۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں استاد ابو اسماعیل وزیر السلطنت بھی تھا۔ اسے پابہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بداعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہو چکا ہے' اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک برس کے بعد اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

استاد ابو اسماعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا' کیمیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتب ہیں (جو ضائع ہو گئیں)

## دونوں بھائیوں میں صلح

شکست کے بعد ملک مسعود ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہو گیا' تمام فوج اور سرداران لشکر منتشر ہو گئے' چھوٹے چھوٹے چند لڑکے ہمراہ تھے' اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا' سلطان محمود نے آقسنقر برستی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کو حاضر کرنے کے لیے مسعود کے پاس بھیجا۔ آقسنقر برستی پہنچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پرداز اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جائیں بلکہ موصل یا آذر بائیجان میں قیام فرمایئے' دبیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجئے اور تیاری کر کے میدان جنگ میں آ جایئے اور سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے" ملک مسعود اس جھانسے میں آ گیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد آقسنقر برستی پہنچا' ملک مسعود کو نہ پایا' سراغ لگاتا ہوا چلا' ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا۔ سلطان کے خیالات سے مطلع کیا' امان نامہ دکھلایا' ہر طرح سے تشفی و تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ تبدیل کر کے آقسنقر برستی کے ہمراہ سلطان محمود کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا' سلطان محمود اس...

---

[1] استاد اسماعیل لامیہ عجم کا مصنف ہے۔ لامیہ عجم بڑے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے مملو ہے۔ عمدہ ترین قصاید میں شمار کیا جاتا ہے۔

مہربانی سے پیش آیا' اپنی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ معانقہ کیا' گذشتہ واقعات پر آنسو بہائے اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذر بائیجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

## دبیس کی حرکات

میدان جنگ سے خوار ہونے کے بعد جیوش بک موصل پہنچا' موصل کے گرد و نواح سے رسد و غلہ جمع کیا' فوجیں فراہم کیں جب اسے یہ اطلاع ملی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی اور سلطان محمود انتہائی نرمی و مہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا' شکار کھیلنے کے بہانہ سے زاب کی جانب روانگی اختیار کی اور انتہائی سرعت سے مسافت طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امان دی اور حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس شکست کی اطلاع دبیس کو عراق میں پہنچی' لوٹ مار شروع کر دی' بری حرکات انجام دینے لگا۔ دیہات قصبات اور شہروں کو اجاڑ کر دیا۔ سلطان محمود نے ان کاموں سے باز رہنے کے لیے لکھا مگر دبیس نے کوئی توجہ نہ دی۔

سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کنتغدی کی جانب فوجیں دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بک گنجہ کی جانب روانہ ہوا اور موصل بلا کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں فنون حرب سے بھی پوری طرح آگاہ تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا اور اس کے بھائی ملک مسعود کو شکست کے بعد سمجھا بجھا کر واپس لایا تھا اس وجہ سے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی عزت افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برسقی کو اس کی سند حکومت عنایت کی' سنجار اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر' موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام سرداران لشکر اور گورنران ممالک مقبوضہ کے نام آقسنقر برسقی کی اطاعت' عیسائیوں سے جنگ کرنے اور ان سے اسلامی شہروں کو واپس لینے کا گشتی مراسلہ بھیجا' آقسنقر برسقی موصل میں پہنچ کر نظم و نسق کی بحالی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

سلطان محمود نے ۵۱۶ھ میں واسط اور اس کے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر کو مرحمت کی عراق کا پولیس افسر متعین کیا اور آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو اس علاقہ کا اپنی جانب سے حاکم متعین کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں عماد الدین زنگی نے عراق کی جانب روانگی اختیار کی۔

## جیوش بک کا انجام

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کو جنگ پر روانہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آذر بائیجان کی حکومت بھی مرحمت کی' امراء اور ارکین سلطنت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گزری' سلطان محمود سے اس کی چغلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کے قتل پر تیار کر دیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا' سلطان محمود کا آزاد کردہ غلام تھا' انصاف پسند تھا' نیک سیرت تھا جس وقت اسے موصل کی سند حکومت عطا کی گئی' اس وقت موصل صوبہ میں کردوں کا زبردست زور تھا صوبہ میں پھیلے تھے' بہت سے قلعہ بنوائے تھے' ان کے شر و فساد سے رعایا بہت تنگ تھی۔ قافلے صحیح و سلامت واپس نہیں جا سکتے تھے۔ جیوش بک نے ان کے خاتمے اور زیر کرنے پر کمر ہمت باندھی' کردوں کے اکثر قلعوں کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ ہکاریہ زوزان' نکوسہ اور تحشیہ کا قلعہ فتح کیا' اس کے خوف سے کردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی۔ امن و امان قائم ہوا' قافلوں کی سلامتی کے ساتھ آمدورفت شروع ہو گئی۔[1]

---

۱۔ یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴' ۲۲۶

## وزیر ابوطالب سمیری کا انجام

وزیر السلطنت کمال ابوطالب سمیری سلطان محمود کے ہمراہ ہمدان جانے کے لیے روانہ ہوا۔ اپنے چشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تنگ، سوار اور پیادوں کا ہجوم، ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی [1] چھرا گھونپ کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا۔ وزیر السلطنت تنہا رہ گیا۔ ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا، اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگائے، ارکاب کے سوار اور پیادہ ٹوٹ پڑے، دونوں باطنیوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ایک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال میں پیش آیا۔[2]

کمال ابو طالب انتہائی بدخلق، بے حد ظالم اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا تھا اس کے قتل کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹیکس اس نے لگائے تھے ان تمام کو ختم کر دیا۔

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ ملک طغرل نے بمقام رے (سرجہان) ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی، مخالفت کا اعلان کیا، سلطان محمود نے اس کی سرکوبی کے لیے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجہ اور بلاد اران میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اتابک کبعدی (کنتغدی) بھی تھا، رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی، بلاد آذر بائیجان پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی، اس اثناء میں اتابک کبعدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں فوت ہو گیا، آقسنقر ارمنی والئی مراغہ کو کبعدی کی موت کی خبر سن کر عہدہ اتابکی کا لالچ پیدا ہوا، ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھارنا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل، آقسنقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی طرف روانہ ہوا، اردبیل پہنچا۔ اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ مجبوراً تبریز کی جانب کوچ کیا، تبریز پہنچ کر یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بک کو آذر بائیجان روانہ کیا ہے اور اس علاقہ کی سند حکومت عنایت کی ہے اور امیر جیوش بک کوچ قیام کرتا ہوا ایک بڑے لشکر کی افسری کے ساتھ مراغہ پہنچ گیا۔ ملک طغرل کے ہوش اڑ گئے۔ تبریز سے (خونج)[3] کی طرف کوچ کر دیا۔ حوصلے پست ہو گئے۔ اپنے خیالات کی طرف سے شک و شبہ میں پڑ گیا، امیر شیر گیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت و امداد کا خواست گار ہوا۔

## ملک طغرل کا اتالیق

سلطان محمد کے دور حکومت میں امیر شیر گیر ملک طغرل کا اتالیق تھا۔ کبعدی (کنتغدی) اتابک نے سلطان محمد کے انتقال کے بعد امیر شیر گیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے قید سے نجات دی۔ امیر شیر گیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ شہر ابہر اور زنجان چلا آیا۔ امیر شیر گیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب موافقت میں دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابہر کی جانب چلا مگر ان لوگوں کا جو قصد و ارادہ تھا، پورا نہ ہوا، اراکین سلطنت نے متفق ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی، بدمزگی ختم ہو گئی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو گیا۔

## وزیر شمس الملک کا انجام

سلطان محمود کی نظروں میں وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر بے حد بڑھی ہوئی تھی اس وجہ سے اراکین سلطنت محمودی ہمیشہ لگانے بجھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کے چچا زاد بھائی شہاب ابوالمحاسن وزیر سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی جگہ ابوطاہر قمی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت

---

۱۔ باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں، حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے، سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا اولین فرض تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور و شور ہوا۔ بہت سے قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔

۲۔ یہ واقعہ اور نیز اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۶

۳۔ تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کو سرزنش کرنے کا حکم بھیج دیا۔ سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طغایرک کے حوالہ کر دیا۔ طغایرک نے قلعہ بلجال میں قید کر دیا اور چند دن بعد قتل کر دیا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی برطرفی کی خبر سن کر نظام الدین احمد کو برطرف کر کے جلال الدین ابو علی ابن صدقہ کو عہدہ وزارت مرحمت کیا۔

## سلطان کی کامیابی

ایک وفد ۵۱۷ھ میں اہل دربند و شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریاد لے کر حاضر ہوا۔ کرج کے مظالم' لوٹ مار کی شکایت کی اور حمایت و امداد کا خواستگار ہوا۔ سلطان محمود فوجیں مرتب کر کے ان کی امداد پر روانہ ہوا۔ کرج کے لشکر کے نزدیک پہنچا۔ کرج لشکر کی کثرت سے گھبرا گیا' وزیر السلطنت نے واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اہل شروان نے دست بستہ عرض کیا "کرج کو بلا زیر و زبر کیے اگر آپ حضور واپس ہوئے تو مسلمانوں کی شامت آ جائے گی' ان کے دل کمزور ہو جائیں گے' سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرمائیں' ہم لوگ بے جگری سے لڑیں گے۔" سلطان محمود نے کرج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف و خطر کی حالت میں گزاری' مشیت الٰہی سے اسی رات کو کرج اور قپچق میں چل گئی۔ آپس ہی میں لڑنے لگے' صبح نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہوئی اور وہ ہم پر آ پڑا ہے' بھاگ نکلا۔ سلطانی موکب دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جنگ و جدل کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف واپس ہوا۔

## برسقی کی برطرفی

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دبیس بن صدقہ والئی حلہ سے مقام مبارکہ (اطراف عانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی' برسقی خلیفہ کی رکاب میں تھا۔ اس واقعہ میں دبیس کو شکست ہوئی تھی' جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دبیس شکست کھا کر غزیہ (نجد) پہنچا' اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد و اعانت کی درخواست کی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ منتفق کے یہاں پہنچا۔ یہی سوال پیش کیا۔ منتفق نے امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دبیس ان کے ہمراہ بصرے کی جانب روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی بصرے کو لوٹ لیا۔ اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا۔ سلمان حاکم بصرہ کو مار ڈالا۔ خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی' برسقی پر بے حد ناراضی کا اظہار کیا۔ دھمکی آمیز فرمان بھیجا کہ "تمہاری سستی اور غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہنچے ہیں' مناسب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت پر مستعد ہو جاؤ' ورنہ ہماری ناراضگی کی کوئی حد نہ ہو گی' برسقی فوجیں لے کر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عیسائیوں کے پاس پہنچا اور ان کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ ناکام واپس ہوئے۔ دبیس ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچا' نچلا نہ بیٹھا گیا۔ عراق پر فوج کشی اور قبضہ کرنے کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ آپ نے ان واقعات کو پڑھا ہے۔

ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برسقی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ "برسقی کو عراق کی پولیس افسری سے برطرف کر دو" سلطان محمود نے اس کے حکم کے مطابق برسقی کو عراق کی افسری پولیس سے معزول کر دیا۔ عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا۔ برنقش زکوئی کو عراق کی پولیس افسری عنایت ہوئی۔ برنقش زکوئی کا نائب دارالخلافت بغداد پہنچا' برسقی سے چارج لیا اور بغداد میں قیام اختیار کیا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے بیٹے کو برسقی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا۔ برسقی سلطان محمود کے بیٹے کو اپنے ہمراہ موصل پہنچا۔ اہل موصل نے انتہائی جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برسقی گورنری کے فرائض ادا کرنے لگا۔

## عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ

امیر برسقی کے مصاحبوں میں عماد الدین زنگی بھی تھا۔ جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برسقی کو واسط کی حکومت عنایت ہوئی برسقی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسط روانہ کیا۔ ایک عرصہ تک عماد الدین زنگی واسط کا فرمانروا رہا۔ پھر جب برسقی' دبیس کی سرکوبی کے لیے بصرہ آیا اور دبیس' بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برسقی نے عماد الدین زنگی کو واسط سے طلب کر کے بصرہ کی حکومت پر متعین کیا۔ عماد

الدین زنگی نے انتہائی خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا' عرب کے لٹیروں کی دست برد سے اسے محفوظ رکھا۔ پھر جب برستقی موصل کا گورنر ہوا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصل طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی اور تقرری ناگوار گزری' مستعفی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں بمقام اصفہان حاضر ہوا۔ سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرے کی سند گورنری عنایت کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

## برستقی کی کامیابی

شہر صور ۱؎ کو فتح کرنے کے بعد عیسائیوں نے دوسرے اسلامی شہروں کو فتح کرنے کے لیے بہت بڑے لشکر سے حملہ کیا۔ دبیس کے پہنچ جانے اور اس کی سازباز نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ آپ کو یاد ہو گا کہ دبیس بصرہ سے شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انہیں تسخیر حلب کی ترغیب دے کر حلب کے محاصرہ میں ان کے ساتھ آیا تھا) عیسائی فوجیں حلب پر آ اتریں۔ اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی' تاش ۲؎ بن ارتق والئی حلب نے برستقی والئی موصل سے امداد طلب کی' برستقی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کے حوالہ کیا جائے' تاش نے اس شرط کو منظور کیا' برستقی فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ عیسائی فوجیں برستقی کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر کوچ کر گئیں' برستقی بلا جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں ۳؎ داخل ہوا' قبضہ کیا اس کے بعد کفر طاب ۳؎ کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا۔ قلعہ اعزاز پر دھاوا کیا' قلعہ اعزاز جوسلین عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، برستقی نے اس پر محاصرہ ڈالا۔ عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی' چاروں جانب سے عیسائی فوجی جوق در جوق قلعہ اعزاز کو بچانے کے لیے آئے گھمسان ۳؎ کی جنگ نے فیصلہ کیا۔ برستقی کو محاصرہ میں ناکامی ہوئی حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے بیٹے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل جا پہنچا۔

## دبیس کی علیحدگی

عیسائی فوجوں کی حلب سے واپسی پر دبیس ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل کی خدمت میں پہنچا' ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی' اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ دبیس منچلا تھا۔ خاموش نہ بیٹھ سکا' قبضہ عراق کی ترغیب دی' قبضہ دلانے کا ذمہ لیا' چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی جانب روانہ ہوئے' دقوقا پہنچے مجاہد الدین بہرام نے تکریت سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادہ سے آگاہ کیا' خلیفہ عباسی سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ بتاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ جنگ کے ارادے سے دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ برنقش زکوئی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دبیس کو اس کی خبر ہوئی، خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولاء پہنچے اور خلیفہ خالص سے دسکرہ آ گئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلیفہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

---

۱۔ شہر صور میں خلیفہ آمر باحکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا عز الملک' وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا بنایا ہوا حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدوں نے کئی بار اسے لوٹا اور تاراج کیا۔ ۵۰۶ھ میں بادشاہ فرانس نے صور کے سر کرنے کے لئے بہت فوج روانہ کی' عز الملک نے اتابک طغتکین والئی دمشق سے امداد طلب کی' اتابک طغتکین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا' عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر پا کر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں' امیر مسعود صور میں داخل ہوا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لی لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری کا جاری رکھا۔ خلیفہ آمر مصری کو امیر الجیوش افضل کو اس خبر سے بے حد مسرت ہوئی۔ ۵۱۶ھ تک مسعود' صور میں فرماں روائی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ فریب معزول کر کے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو صور کی حکومت پر مامور کیا' عیسائیوں کو اس کی خبر لگی' فوجیں فراہم کر کے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں صور کا محاصرہ کر لیا' نہایت شدت سے لڑائی شروع کی' اتابک طغتکین والئی دمشق نے صور کی حمایت پر کمر باندھی' بانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پرواہ نہ کی' طغتکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا' امداد کی درخواست کی' صدائے نہ برخاست' کا مضمون ہوا۔ ۲۱ جمادی الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صور پر قبضہ کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷' ۴۳۸۔

۲۔ اصل کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

۳۔ یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۰

دبیس اور ملک طغرل میں یہ طے پایا کہ دبیس' جلد سے جلد نہروان پہنچ کر نہروان کا پل توڑ دے' خلیفہ لشکر کو عبور سے روکے اور جب ملک طغرل آ جائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کرے۔اس قرارداد کے مطابق نہروان کی طرف دبیس نے کوچ کیا' اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا' زبردست بارش ہوئی' نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا' دبیس تھکا ماندہ بھوکا' بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہنچا۔ تیس اونٹ کپڑے اور اشیائے خوردنی سے لدے دارالخلافت بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے۔ دبیس نے انہیں لوٹ لیا۔ آسودہ ہو کر کھایا' بھیگے کپڑے اتار ڈالے اور دوسرے کپڑے پہنے' دھوپ میں پاؤں پسار کر سو گیا۔

## معافی کی درخواست

ملک طغرل اور دبیس کے ارادہ کا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو پتہ چلا تو لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں نہروان کے غربی جانب دبیس مل گیا' دبیس آنکھیں ملتا اٹھا' زمین بوسی کر کے دست بستہ معافی کی درخواست کی۔ خلیفہ نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ' خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ خلیفہ کے مشورے کی تعریف کی' نہروان کے پل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہوا۔ دبیس' برتقش زکوئی سے باتیں کرنے لگا۔ خلیفہ اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا بنا اور ملک طغرل سے جا کر مل گیا۔ خلیفہ بغداد کی طرف واپس ہوئے۔ ملک طغرل اور دبیس ہمدان پہنچے' ملک طغرل اور دبیس نے ہمدان پہنچ کر فساد مچا دیا' لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا' دیہات' قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانوں سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی سرکوبی کی غرض سے لشکر بڑھا' ملک طغرل اور دبیس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے' خراسان میں سنجر کی خدمت میں حاضر ہوئے' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکوئی کے خلاف کے کان بھرے۔

## برتقش کا فرار

بغداد کے افسر پولیس برتقش زکوئی سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو نفرت پیدا ہوئی' دھمکایا' تنبیہ کی' برتقش زکوئی ماہ رجب ۵۲۰ھ میں جان کے خوف سے بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی جانب سے کان بھرنے شروع کیے اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لاتعداد فوج جمع کر لی ہے' قوت مالی بھی بڑھا لی ہے اور وہ زمانہ قریب میں معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈ کر ناراضگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھولے' اس وقت بادشاہ سلامت پر مقابلہ ذرا دشوار ہو جائے گا۔ سلطان محمود یہ سن کر غصہ میں آ گیا اور عراق کی روانگی کا ارادہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور مہربانی سے روکنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ "فی الوقت آپ عراق کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بے حد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی' آبادی سے اور گرانی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس ارادے کو ضرور عملی جامہ پہنائیے"

## جنگ کی تیاریاں

سلطان محمود نے اصلیت کا ذرا خیال نہ کیا بلکہ برتقش زکوئی کے بعد پیدا کیے خیال کی اس سے تصدیق کر لی اور انتہائی تیزی سے بغداد کی طرف پیش قدمی کی' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء کے ساتھ پاپیادہ دارالخلافت بغداد سے ماہ ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں غربی بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلیفہ کی جدائی کی تاب نہ لا سکے۔ رونا شروع کر دیا۔

سلطان محمود تک یہ اطلاع پہنچی' بے حد ناگوار گزرا' خلیفہ کی خدمت میں دارالخلافت واپس جانے کا پیام بھیجا' خلیفہ نے وہی شرط پیش کی' سلطان محمود کو اس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ تیزی سے بغداد کی طرف بڑھا۔ خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم عفیف کو فوج کی افسری کے ساتھ سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسط روانہ کیا' سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والئی بصرہ مقابلہ پر آیا۔ عفیف کو شکست دی' عفیف کا لشکر تباہ کیا گیا۔ بہتیرے قتل اور قید کیے گئے' خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع

۱۔ کفر طاب ملک شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برسقی نے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳

۲۔ معرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳

کرائیں' قصر خلافت کے دروازے بند کرا دیئے اور حاجب ابن صاحب کو محل سرائے خلافت کی حفاظت پر تعینات کیا۔

سلطان محمود اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا' باب شمالیہ میں قیام کیا' خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا' خلیفہ مسترشد انکاری جواب دے رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں ایک دن چل گئی' سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محل سرائے خلافت میں گھس گیا' تاج خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا "جہاد" چلا اٹھے' لڑکے' جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا۔ بلند آواز سے "یا آل ہاشم" پکارنے لگا' طبل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً" بنا دیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب اتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر محل سرائے خلافت' امراء و وزراء کے مکانوں کی لوٹ میں مصروف ہوا' محل سرائے خلافت کے تہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ نکل پڑے۔ سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا' عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں' امیروں اور مصاحبوں کے مکانات کو لوٹ لیا' ایک بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ اس کے بعد مسترشد باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آور ان اہل بغداد اور سوار فوج کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا۔ سلطان لشکر نے مقابلہ اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کمر باندھی' بغداد کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ سلطان لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا' ابو الهیجاء کروی والئی اربل نے مخالفت کی۔

## صلح کی کوشش

اسی دوران عماد الدین زنگی' بصرہ سے ایک بڑا لشکر لیے ہوئے براہ خشکی اور دریا سلطان محمود کی کمک کو پہنچ گیا' اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' حملہ اور شب خون کے منصوبے ہوا ہو گئے' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نام و پیام ہونے لگا باہم مصالحت ہو گئی' سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار' گھوڑے اور بہت سا مال ہدیتاً" سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو کفایت شعار اور سیاست داں ہونے کے باعث بغداد کا پولیس افسر متعین کیا اور ہمدان کی طرف روانگی اختیار کی۔

## وزیر ابو القاسم پر عتاب

چونکہ وزیر السلطنت ابو القاسم علی بن ناصر شادی کی امراء سلطنت نے سلطان محمود سے جا و بے جا شکایتیں کیں اور الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے سازباز کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ یہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا اس وجہ سے سفر کے دوران ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابو القاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ شرف الدولہ انوشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا' وہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان حاضر ہوا' سلطان محمود نے اسے عہدہ وزارت مرحمت کیا۔ دس مہینہ وزارت کی پھر برطرف کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابو القاسم قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ جب سلطان سنجر رے میں آیا تو اس نے وزیر ابو القاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر آخر ۵۲۲ھ میں مامور کیا۔

## عز الدین برسقی کا انتقال

صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عز الدین ابن برسقی کا رعب و داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ چاہیے' حاصل ہو گئی' بلاد شام پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا۔ سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ رحبہ پہنچ کر محاصرہ کیا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی کہ قبضہ کے فوراً" بعد ہی مر گیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا تجہیز و تکفین سے بھی غافل ہو گیا۔ اس کے بعد سپرد خاک کیا گیا اس کے لشکر نے موصل کی طرف واپسی اختیار کی۔

## عماد الدین زنگی کی تقرری

عز الدین کے انتقال کے بعد عنان حکومت اس کے غلام جاولی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عز الدین کے چھوٹے بھائی کو عز الدین کی جگہ مسند امارت پر بٹھایا' سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہاء الدین ابو الحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد باغیانی' امیر صاحب

برسقی کو عرض داشت دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا۔ یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر (عماد الدین زنگی کا غلام تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیر الدین سے سسرالی رشتہ تھا) نصیر الدین نے کہا "تم لوگ بڑے ناسمجھ ہو۔ کیا تم جاولی کی حرکات سے ناواقف ہو' وہ چلتا پرزہ ہے کیا تم اس کی اطاعت دل سے پسند کرو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے صوبہ موصل کی گورنری پر مقرر کیے جانے کی درخواست کرو۔" اس مشورہ کے مطابق دونوں وزیر السلطنت' شرف الدین انوشیروان بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا "جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے' حدود ماردین سے عریش مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے۔ برسقی ایک شجاع اور باتدبیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے فریب اور چالاکیوں سے خوب آگاہ تھا اور ان کی روک تھام کے لیے کافی تھا' اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ جو تعینات کیا گیا ہے وہ ایک بچہ ہے۔ صوبہ موصل کی حکومت کے لئے ایک تجربہ کار' جنگ آزمودہ اور امور سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہیے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار بھگائے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں' آئندہ آپ کو اختیار ہے۔" وزیر السلطنت نے ان دونوں کی گزارشات کا بارگاہ سلطانی میں پیش کیا' سلطان نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حاضر ہونے کا مشورہ ہونے لگا اراکین سلطنت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی۔ قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے بہ نظر خوشنودی عماد الدین زنگی کی جانب سے بطور نذر ایک بڑی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی' سلطان نے کفایت شعاری اور بہادری کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر تعینات کیا۔ اس کی جگہ عراق کی پولیس افسری مجاہد الدین بہروز والئی تکریت کو مرحمت کی۔

عماد الدین زنگی شاہی حکم لے کر موصل روانہ ہوا۔ پہلے بوازیج پہنچا قبضہ کیا' پھر موصل کی جانب کوچ کیا جاولی کو اس کی اطلاع ملی ذرا بھی چوں و چرا نہ کی' باظہار اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اس کی رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں موصل پہنچا۔ موصل کا نظم و نسق کرنے لگا۔ جاولی کو رحبہ کی حکومت دے کر رحبہ روانہ کیا۔ نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر اور چند اور قلعوں کا حاکم بنایا' صلاح الدین محمد باغیان کو امیر حاجب کا عہدہ مرحمت کیا اور قاضی بہاء الدین شہرزوری کو اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کا قاضی القضاۃ متعین کیا۔ قاضی بہاء الدین کو مال و دولت کے علاوہ جاگیر بھی دی' مناصب دیے۔ ہر کام میں ان سے رائے لیتا' ان کے مشورے کے بغیر چھوٹا یا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

## زنگی کی کامیابیاں

موصل کے انتظام سے فرصت پا کر زنگی نے قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی کی۔ برسقی کا غلام' جزیرہ کا فرماں روا تھا' وہ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی' مگر دونوں فریقوں کے درمیان دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تاخیر پسند نہ آئی' لشکر کو حکم دیا کہ "گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کمال تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو" چنانچہ عماد الدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دجلہ عبور کر کے زلاقہ[۱] پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش نہ گئی۔ گھمسان کی جنگ کے بعد حریف کو شکست ہوئی' جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا' فتح مند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے امان کا جھنڈا بلند کیا امان کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی جزیرہ پر قابض ہو گیا۔

عماد الدین زنگی نے اس مہم سے فارغ ہو کر نصیبین کو فتح کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تمرتاش بن ابو الغازی والئی ماردین کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کیا۔ حسام الدین نے اپنے چچا زاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق والئی قلعہ کیفا کو ان واقعات سے آگاہ کیا۔ امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ نے بذات خود امداد و حمایت پر کمر باندھی۔ فوجیں فراہم کرنے لگا' حسام الدین تمرتاش نے ماردین سے اہل نصیبین کو تسلی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ یوم کے اندر تمہاری کمک پر ایک بڑا لشکر پہنچ جائے گا۔ عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کیے تھا۔ قاصد جا نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ خط ایک پرند[۲] کے بازو میں

---

۱۔ زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو دریا عبور کرنے سے روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ دریا عبور کرنے کے بعد زلاقہ میں جنگ ہوئی' شکست اٹھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۵

۲۔ پرند کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہو گا۔ یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔

باندھ کر نصیبین کی جانب چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا۔ قلم خاص سے لکھ دیا۔ "پانچ دن کے بجائے بیس روز تک کی مہلت ہے" اور پرند کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا پرچہ دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس روز بہ انتظار امداد ٹھہرے رہے' اس دوران عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں روز اہل نصیبین نے امان کی درخواست کی' عماد الدین زنگی امن کے ساتھ شہر پر قابض ہو گیا۔

عماد الدین زنگی نے نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد سنجار کا رخ کیا۔ اہل سنجار نے مصالحت کر لی۔ عماد الدین زنگی نے سنجار پر قبضہ کر کے خابور کو فتح کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا۔ خابور بھی فتح ہو گیا حران کی جانب بڑھا اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی۔ الرہا' سروج بیرہ اور اس کے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے' جوسلین عیسائی والئی الرہا ان مقامات کا فرماں روا تھا' عماد الدین زنگی نے اس سے خط و کتابت کر کے عارضی صلح کر لی تاکہ مقبوضہ و مفتوحہ علاقہ کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا جس غرض کے لیے اسے موصل کی گورنری مرحمت ہوئی تھی۔ [1]

عماد الدین زنگی نے ماہ محرم ۵۲۲ھ میں فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا' عز الدین مسعود بن آقسنقر برستی جس وقت حلب سے اپنے والد کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا' اپنے امراء سلطنت میں سے قربان نامی ایک امیر کو مامور کیا تھا۔ چند یوم کے بعد قربان کو برطرف کر کے قتلغ ابہ کو مقرر کیا۔ قتلغ ابہ' عز الدین کا حکم لے کر حلب پہنچا' قربان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا مجھ سے اور عز الدین سے کچھ امور طے ہوئے ہیں، جب تک میں حکم نامہ میں نہ دیکھ لوں گا' حلب کی حکومت سے دست بردار نہ ہوں گا۔ قتلغ ابہ ان امور کو حاصل کرنے کے لیے عز الدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رحبہ پہنچا تو عز الدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ حلب کی طرف پھر لوٹا' فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قتلغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قربان کو ایک ہزار دینار دے کر معزول کر دیا۔ قتلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الآخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کیا' قبضہ کرتا تھا کہ گھمنڈی ہو گیا' ظلم و ستم' بداخلاقی اور متروکات پر دست درازی شروع کر دی' اوباشوں اور بدمعاشوں کی بن آئی' یہی اس کے درباری اور ہم نشین بنے' اس وجہ سے عوام اور خواص کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔

حلب کا سابق فرمانروا بدر الدولہ بن عبد الجبار بن ارتق جس نے حکومت چھوڑ دی تھی' موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے' قتلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کر کے قتلغ ابہ پر حملہ کیا' قتلغ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا' ہیار والئی بنج اور حسن والئی مراغہ' اہل شہر اور قتلغ ابہ سے مصالحت کرانے کے لیے آیا مگر مصالحت نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی' منہ میں پانی بھر آیا۔ حلب پر قبضہ کی ہوس سمائی۔ اہل حلب اور قتلغ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا' جوسلین والئی الرہا فوج نظام اور عیسائی لشکر کو لیے حلب آ پہنچا' اہل حلب نے نقد تاوان دے کر جوسلین کو واپس کیا۔ انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لیے پہنچ گیا۔ آخر سنہ مذکور تک حلب کا محاصرہ کیے رہا اور اہل حلب نے قلعہ حلب کا محاصرہ جاری رکھا۔

عماد الدین زنگی جب موصل' جزیرہ اور شام کا حکمران ہوا تو اہل حلب اس کے گرویدہ ہو گئے۔ بدر الدولہ سلیمان اور قتلغ ابہ' عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے موصل روانہ ہوئے' حسن قراقوش حلب کا عارضی حکمران متعین ہوا۔ چند روز کے بعد عماد الدین کی جانب سے صلاح الدین باغیان ایک فوج لے کر حلب آیا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اس کے بعد عماد الدین زنگی اپنے لشکر جرار کے ساتھ حلب کی جانب روانہ ہوا سفر کے دوران بنبج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امراء لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں قتلغ ابہ کو گرفتار کر کے بدر الدولہ سلیمان کے حوالہ کر دیا۔ بدر الدولہ عماد الدین زنگی سے متنفر ہو کر خاموشی سے قلعہ جعبر بھاگ گیا۔ عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبد الرزاق کو متعین کیا۔

---

[1] عماد الدین نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس وجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور شہر اس کے قبضہ میں نہ آ جاتے۔ اس کے علاوہ ان اسلامی حکمرانوں کا عدم و وجود دونوں برابر تھے۔ یہ عیسائیوں سے دبے ہوئے تھے' کمزور پڑتے تھے۔ بعض انہیں خراج دیتے تھے۔ ان کی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔

## سلطان محمود کا استقبال

ملک طغرل اور دبیس سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوئے۔ دبیس نے عراق پر قبضہ کے لیے اکسایا اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپ کی روک تھام اور مقابلے پر متفق ہو گئے ہیں' سلطان سنجر اس دھوکے میں آگیا' عراق کی جانب روانہ ہوا۔ رے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا' سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا' اپنے برابر تخت پر بٹھایا آخر ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی طرف اور سلطان محمود ہمدان کی جانب واپس ہوئے' واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دبیس کو اس کے شہر کی جانب واپس بھیج دینا۔

اس کے بعد سلطان محمود' عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے نزدیک پہنچا۔ وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ [redacted] محرم ۵۲۳ھ میں دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دبیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کیے' گورنری موصل کی درخواست کی۔ عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہنچی' ایک لاکھ دینار اور بہت سے نذرانے و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ شاہی دربار میں پیش کیے' سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔ نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الاخر) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مامور کیا اور حلہ کی حکومت مرحمت کی۔

## سلطان محمود کا انتقال

سلطان محمود نے اپنے انتقال سے قبل چند ارا کین سلطنت کو (جس میں عز الدین ابونصر احمد بن حامد مستوفی' امیر انوشگین معروف بہ شیر گیر اور اس کا بیٹا عمر تھا)' وزیر السلطنت ابوالقاسم الشادی کے کہنے سے گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ [1]

---

۱۔ سلطان محمود کی عمر بوقت وفات [redacted] سال تھی' ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی۔ شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی' حلیم اور عقلمند تھا۔ ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا' طمعی نہ تھا' متقی تھا۔ امراء و ارا کین دولت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۱

باب ۵

# سلطان مسعود بن سلطان محمود

اتابک احمد بلی اور وزیر السلطنت ابوالقاسم نے متفقہ طور پر سلطان محمود کے بیٹے "داؤد" کو تخت حکومت پر بٹھایا' بیعت کی' صوبجات جبل اور آذر بائیجان میں سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھالیا' سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے خط و کتابت شروع کی' امداد کی درخواست کی' عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی۔ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی' سلطان داؤد نے بھی اس کے قبل اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی' خلیفہ نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی اور یہ لکھا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا ہاتھ آگیا۔

سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدہ امداد سے بہت زیادہ تقویت ملی' لشکر آراستہ کر کے بغداد کی طرف پیش قدمی کی مگر اس کے پہنچنے سے قبل اس کا بھائی سلجوق شاہ دارالخلافت بغداد پہنچ گیا۔ شاہی محل سرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجا ساقی والئی فارس و خوزستان ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کی رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت و امداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

## صلح کی کوشش

بغداد روانگی کے وقت سلطان مسعود نے عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کے لیے لکھا تھا چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے روانہ ہوا اور سلطان مسعود کوچ و قیام کرتا ہوا عباسیہ خالص پہنچا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قراجاساقی' عماد الدین زنگی کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا' مقام معشوق میں لڑائی ہوئی' قراجاساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی' اس کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا' عماد الدین زنگی شکست کھا کر تکریت کی جانب بھاگا' نجم الدین اے ایوب حاکم تکریت نے دریا عبور کرنے کے لیے کشتیاں فراہم کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کر کے موصل چلا گیا۔ سلطان مسعود' عباسیہ خالص سے ملکیہ پہنچا۔ سلجوق شاہ کے مقدمتہ الجیش کا سلطان مسعود کے مقدمتہ الجیش سے آمنا سامنا ہو گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجاساقی انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے آگیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے آگاہ ہو کر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد عباسی کی خدمت میں کہا بھیجا "میرا چچا سلطان سنجر رے پہنچ گیا ہے عنقریب بغداد پہنچا چاہتا ہے" اگر مجھے حکم دیں تو میں اس کی مدافعت کے لیے عراق روانہ ہوں' کامیابی کے بعد عراق خلیفہ کا مقبوضہ قرار پائے گا پہلی شرط یہ ہے کہ سلطنت کی باگ ڈور میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہو گا۔" خلیفہ نے ان شرائط کو منظور فرمالیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں' سلطان محمود خوشی سے اچھلتا کودتا دارالخلافت میں داخل ہوا' محل سرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ چیف کوتوال کے مکان میں قیام پذیر ہوا۔

## خانقین کی طرف روانگی

سلطان محمود کی موت کے بعد سلطان سنجر خراسان سے صوبجات جبل کی جانب روانہ ہوا' ملک طغرل (اس کا بھتیجا' سلطان محمد کا بیٹا) ہمراہ تھا۔ رفتہ رفتہ رے پہنچا' ذرا دم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا۔

---

اے نجم الدین ایوب' سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا والد ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے ارا کین حکومت میں شامل کرلیا جن سے آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر و شام پر قبضہ کا موقع ملا۔

قراجاساقی اور سلجوق شاہ ساتھ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس وجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ نے خلیفہ کی خدمت میں قراجاساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ مسترشد باللہ عباسی' خانقین کی جانب روانہ ہوا۔ خانقین پہنچ کر قیام کیا' سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے ختم کر دیا گیا۔

## جنگ کا آغاز

سلطان سنجر نے چونکہ دبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا، دبیس کو حلہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی اطلاع ملی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی جانب واپس ہوا' سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ' سلطان سنجر سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ مگر سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا' سلطان سنجر رات دن کی مسافت طے کر کے قریب پہنچا۔ سلطان مسعود دینور واپس آیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو حیلے بہانے ٹال رہا تھا مگر جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو مجبوراً" مقابلہ پر آیا۔ عوران' نواح دینور میں دونوں حریف صف آراء ہوئے قراجاساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا جنگ کا میدان انتہائی سختی سے گرم ہو گیا' قراجاساقی کو کئی زخم لگے' سلطان سنجر کی فوج نے اچانک حملہ کر کے قراجاساقی کی رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ساتھی مارے گئے قراجاساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے سردار اور امرائے حکومت بھی مارے گئے۔ سلطان مسعود کے ساتھیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا' اسے بھاگتا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ [1] میں پیش آیا۔

## نیشاپور کی طرف واپسی

سلطان سنجر نے اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا' قراجاساقی پابہ زنجیر پیش ہوا۔ سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا' اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا۔ عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا' تمام ممالک مقبوضہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا حکومت و سلطنت پر فائز ہوا۔ سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاباذی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا' آخر ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی طرف کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے۔

## ملک داؤد کی شکست

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو مسند حکومت پر فائز کیا' ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا آیا اور سلطان سنجر یہ سن کر کہ والئی ماوراء النہر احمد خاں نے بغاوت کر دی ہے' اصلاح اور سرکوبی کی غرض سے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور چند یوم تک ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں خود مختار حکومت کا دعوی کر دیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ ہمدان کی جانب کوچ کیا' برتقش زکوئی اتابک آقسنقر احمد یلی' اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لیے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی خبر ہوئی' فوج آراستہ کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی' سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور بے جا کارروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا۔ ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا۔ ملک داؤد کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں پیش آیا۔

شکست کے بعد ملک داؤد ماہ ذی القعد ۵۲۶ھ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔

---

1۔ اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا) قماج اور امیر امیران' میسرہ میں خوارزم شاہ اتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قلب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار رکاب میں تھے جس میں سے دس ہزار سوار قلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آگے تھا۔ ملک مسعود کے میمنہ میں قراجاساقی اور امیر قزل۔ میسرہ میں برتقش زکوئی اور یوسف جاووش تھا۔ قراجاساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ و میسرہ نے چکر کاٹ کر قراجاساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قراجاساقی محاصرہ میں آ گیا۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۷

## خلیفہ سے مدد کی درخواست

اپنے چچا سلطان سنجر سے سلطان مسعود کی شکست کھانے' سلطان مسعود کے گنجہ واپس جانے' ملک طغرل کی تخت نشینی سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست' اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہم نے الگ بیان کر دیئے ہیں۔

سلطان مسعود کو جس وقت سلطان داؤد کی شکست اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سامان سفر درست کر کے بغداد کی راہ لی۔ سلطان داؤد نے اس سے آگاہ ہو کر بغداد سے باہر بڑا پرجوش استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا' شاہی محل سرا میں قیام کیا' سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا' پھر دونوں نے متفق ہو کر آذربائیجان پر حملہ کا تہیہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی خلیفہ نے درخواست منظور فرمائی۔

چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے' مراغہ پہنچے' آقسنقر احمد یلی نے مال و دولت اور بہت سے سفری خیمے نذر کئے سلطان مسعود نے بلاجنگ و جدل صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کر لیا' حاکم آذربائیجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان [1] میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود فتح یاب ہوا۔ محصورین کی ایک جماعت ماری گئی۔ باقی ماندگان نے راہ فرار اختیار کی۔

## روانگی ہمدان

آذربائیجان کے قبضہ سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دے کر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قابض ہو گیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ اس کے بعد آقسنقر احمد یلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا' کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمد یلی کو مروا دیا۔

## سلطان مسعود کی کامیابی

یہ سن کر کہ ملک طغرل اصفہان میں ہے سلطان مسعود محاصرہ اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا' ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں بیضاء تک پہنچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آ کر سلطان مسعود سے امان حاصل کی' ملک طغرل کو اپنے ساتھیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا کہیں وہ دھوکا دے کر سلطان مسعود سے نہ جا ملیں' رے کا راستہ اختیار کیا۔ سفر کے دوران ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر شیر گیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابوالقاسم الشابادی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم سلطان تنگ آید بجنگ آمد لوٹ پڑا' سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو گئے' شدید لڑائیاں ہوئیں' ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ حاجب تنکی' ابن بقر اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے' سلطان مسعود کے سامنے تنکی اور ابن بقر پیش کئے گئے سلطان مسعود نے رہا کر دیا اور ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## شکست

ملک طغرل پر فتح حاصل کرنے کے بعد سلطان داؤد کو سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی خبر ملی' فوراً فوج آراستہ کر کے آذربائیجان پہنچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کر لیا [2] ملک طغرل نے فوجیں فراہم کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ سلطان مسعود کے سرداران لشکر جو ملک طغرل سے مل گئے تھے ملک طغرل کے لشکر میں آ ملے اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہوئی' یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں پیش آیا۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے آذربائیجان "اردبیل" لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول عنہ ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۴

[2] کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

## بغداد روانگی

سلطان مسعود نے شکست کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) بقش سلاحی نائب السلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھا سلطان مسعود کی شکست کی خبر سن کر انتہائی تیزی سے راستہ طے کر کے سلطان محمود سے پہلے بغداد پہنچ گیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔ خلعت و انعام سے نوازا اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر ساتھی پریشانی کے عالم میں بغداد پہنچے' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس 'گھوڑے' آلات جنگ اور روپے دیئے' سلطان مسعود ■ شوال سنہ مذکور میں محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل ہمدان میں قیام پذیر ہوا۔

## خلیفہ کی ناراضگی

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے چند دن بعد سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مداخلت اور جنگ کے لیے ہمدان جانے کا حکم دیا' بہ نفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ کیا مگر سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ مسعود کے بعض امراء اور سرداران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن حکومت سے وابستہ ہو گئے' بعض پر سلطان مسعود کو طغرل سے سازباز کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے دوسروں کو خوف پیدا ہوا سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا' سلطان مسعود نے اس حکم پر کوئی توجہ نہ دی۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دونوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی' کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی' خلیفہ مسترشد نے امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

## ملک طغرل کا انتقال

اسی دوران ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے انتقال کی اطلاع پہنچی' سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا' شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت سے سرفراز کیا۔ مسعود شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آ گئیں' ہمدان اور جبل پر قبضہ کر لیا۔

## خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے زمانہ میں ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی تھی جو سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کی وفات کے بعد امرائے حکومت کی ایک جماعت جن میں برتقش زکوئی' قزل' قراسنقر خمار تکین والئی ہمدان' عبدالرحمٰن بن طفاریک اور دبیس بن صدقہ کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے' سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلی گئی۔ والئی خوزستان "برسق بن برسق" نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امان کی درخواست کی' دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے دبیس بن صدقہ کے علاوہ تمام امراء کو امان دی' امان نامہ لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت روانہ کیا۔ اس وجہ سے دبیس بن صدقہ کو اپنے رفقاء سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں' علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ بقیہ امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر تیار کیا' خلیفہ مسترشد باللہ ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آ گیا' ان لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آخر رجب ۵۲۹ھ میں سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے کوچ کیا۔ والئی بصرہ سفر کے دوران بصرہ بھاگ گیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا مگر والئی بصرہ واپس نہ ہوا۔ اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا۔ سرداروں نے پھر جنگ پر ابھارا اور طرح طرح کے سبز باغ دکھائے چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمربستہ ہو کر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لیے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے بڑھ گئی۔ عراق میں تین ہزار فوج اپنے خادم "اقبال" کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھا'

گردونواح شہروں کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا۔

سلطان مسعود کو جب ان واقعات کی خبر ہوئی تو پندرہ ہزار کی جمیعت سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہو گیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذر بائیجان سے کہلا بھیجا "آپ دینور میں جا کر قیام فرمائیے' یہ جانباز فوج لے کر آ جائے تو مقابلہ کیجئے" خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی۔ جنگ کے ارادے سے چل دیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلیفہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق وقت سے نہ پہنچ سکیں اور لڑائی کا آغاز ہو گیا۔

## خلیفہ مسترشد باللہ کا انجام

۱۰ رمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا۔ میمنہ کو شکست ہوئی' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی' گرفتار کر لیا گیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین[1] علی بن طراد زینبی) قاضی القضاۃ بغداد' خلیفہ کا خازن (ابن طلحہ) ابن انباری' خطباء فقہاء اور علماء گرفتار ہوئے' خلیفہ کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا۔ ان کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا' وزیر اور دیگر چند امراء پابہ زنجیر قلعہ سرحان بھیج دیئے گئے۔ بقیہ کو بغداد واپس کیا' سلطان مسعود ہمدان کی طرف واپس ہوا۔ امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر متعین کر کے روانہ کیا آخر ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا۔ بہت سے عوام الناس اس ہنگامے میں کام آ گئے۔

سلطان مسعود اس کے بعد ماہ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھا مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی۔

۱۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی' فوج فراہم نہ کرے۔

۲۔ خانہ نشین رہے۔ جنگ کے لیے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے اظہار فدویت کے لیے اطاعت قبول کی۔ حفاظت کے لیے جو لوگ متعین تھے وہ علیحدہ ہو گئے' فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا' کئی زخم کاری پہنچائے قتل کیا' مثلہ[2] کیا' برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے' باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۸ھ کا ہے۔ تقریباً" ۱۸ سال خلافت کی' فصیح' بلیغ' بہادر' بلند ہمت اور اعلیٰ ظرف تھا۔ ۴۳ سال ۳ ماہ کی عمر پائی۔

## خلیفہ راشد باللہ کی مسند نشینی

سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ کے قتل کے بعد بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو حسب ولی عہدی مسند خلافت پر فائز کر کے رسم بیعت انجام دو' چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں روز ابو جعفر منصور مسند نشین ہوا' اراکین سلطنت' ممبران خاندان خلافت اور ابو النجیب واعظ نے بیعت کی' الراشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی اطلاع ملی' وہ اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ تو دریائے دجلہ کو غربی جانب سے عبور کیا' تکریت پہنچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

## خلیفہ راشد باللہ کی پہلی کامیابی

خلیفہ راشد باللہ عباسی کے مسند نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود نے برنقش زکوی کو خلیفہ کے پاس بھیجا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی قرارداد صلح کے مطابق چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا' خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا "میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جس قدر زر نقد موجود تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا" اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی' بکرابہ کو اس کی سرداری

[1] اسماء مابین ہلالی میں نے تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۔ تاریخ کامل ابن اثیر
[2] عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے' اس کے کان' ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے اسی کو "مثلہ" کرنا کہتے ہیں۔

مرحمت فرمائی' شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ برتقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محل سرائے خلافت پر حملہ کیا' خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا' باشندگان بغداد نے بھی راشدی لشکر کا ساتھ دیا' لڑائی ہوئی' برتقش زکوئی اور بک ابہ کو شکست ہوئی' بغداد سے خراسان کی جانب نکال دیئے گئے' بک ابہ واسط چلا گیا اور برتقش زکوئی نے سرخس کی راہ لی۔

## اراکین سلطنت کی ناراضگی

ان واقعات کے مشہور ہوتے ہی سلطان داؤد ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا۔ محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے' صدقہ بن دبیس حلہ سے' منتخب بن ابی عسکر جاودانی منتظم امور سلطنت صدقہ' برتقش بازدار والئی قزوین تقش کبیر والئی اصفہان' ابن برسق اور ابن احمدیلی بغداد میں داخل ہوئے' لشکر بغداد سے کجرابہ اور طرنطائی ملنے کے لیے آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریت سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابو عبداللہ بن جبیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس سے اراکین سلطنت ناراض ہو گئے' وزیر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا۔ اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ باہم تبادلہ خیال ہوا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھایا جس سے دونوں میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پناہ لی اور اس وقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہے' بغداد سے موصل چلے آئے۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کی سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آ گیا۔

صلح صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر کا پھر آغاز کیا۔ سلطان داؤد' عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کی قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر متعین کیا اور فوجیں آراستہ کر کے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے روانگی اختیار کی۔

## سلطان مسعود کی کارروائی

سلطان مسعود کے بھائی سلجوق شاہ نے اس کے بعد واسط پر حملہ کیا اور قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا' عماد الدین زنگی' سلجوق شاہ کو روکنے کے لیے روانہ ہوا مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصالحت ہو گئی' بغداد واپس ہوا' سلطان داؤد سے ملنے کے لیے خراسان کی راہ اختیار کی۔ لشکر کی فراہمی اور جنگی ہتھیار جمع کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج مرتب کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا رخ کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی طرف چلا گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا' خراسان کی جانب چلا' تین روز کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے' خلیفہ کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے واپس آئے' سلطان مسعود کا دار الخلافت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی ان امراء کو بھی دھمکی آمیز خط لکھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی درخواست پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔

سلطان مسعود نے اس کے بعد بغداد کا محاصرہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ ملکیہ پہنچا' زین الدین علی (عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی' سلطان مسعود کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہ روک سکا۔ واپس آیا سلطان مسعود نے بغداد پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ بدمعاشوں کی موج ہو گئی' تمام محلات بغداد میں غارت گری کرنے لگے۔ فوج نے بھی لوٹ مار میں بدمعاشوں کا ساتھ دیا' تقریباً پچاس روز تک سلطان مسعود محاصرہ کئے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اصفہان جانے کی غرض سے محاصرہ اٹھا کر نہروان کی جانب روانہ ہوا۔ اتنے میں طرنطائی والئی واسط بہت سی جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا' سلطان مسعود بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ دجلہ کو غربی کنارہ کی جانب سے عبور کیا' لشکر بغداد نے روکا مگر کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں ہل چل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہو گئی اور سب آذربائیجان کی طرف واپس چل دیئے۔

## خلیفہ راشد کی برطرفی

عماد الدین زنگی غربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی' عماد الدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اس کے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے حمایتیوں سے خالی ہو گیا تو ۱۵ ذیقعد ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ و جلال کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ عوام الناس کو اطمینان حاصل ہوا۔ فقہاء' قضاۃ اور علماء شاہی دربار میں طلب کئے گئے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔ قضاۃ اور علماء نے وجہ دریافت کی۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے یہ حلف لکھا تھا "اگر میں بمقابلہ سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے جنگ کروں تو میں اپنے کو خلافت کی ذمہ داری سے سبکدوش کر لوں گا۔" فقہاء اور قضاۃ نے خط پڑھا۔ برطرفی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے نقائص ظاہر کئے اور برطرفی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ تھے جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کر لیے گئے اور اہلیت نہ ہونے کے باعث خلیفہ سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے حالات ہم لکھ آئے ہیں چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی برطرفی کے بعد ابو عبداللہ بن محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی' المقتضی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ یہ حالات تفصیل کے ساتھ اس سے قبل بھی بیان کئے گئے ہیں۔

## سلطان داؤد کا تعاقب

سلطان مسعود نے اس کے بعد قراسنقر کو شاہی فوج کے ساتھ سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا۔ مراغہ کے نزدیک لڑائی ہوئی' سلطان داؤد کا لشکر پسپا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا' سلطان داؤد نے انہیں مسلح کر کے تستر پر محاصرہ ڈالا' اس کا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لیے تستر پر حملہ کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ پر کامیابی حاصل کی۔

## شرف الدین انوشیرواں کی برطرفی

سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو برطرف کیا۔ کمال الدین ابو البرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ برطرف خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے، سرداران افواج شاہی کو جو اس کی رکاب میں بغداد میں موجود تھے اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دی۔ صدقہ بن دبیس والئی حلہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اس دوران بقش سلاحی' برسق بن برسق والئی تستر اور سنقر خمر تکین افسر پولیس ہمدان سرداران لشکر کا ایک گروہ حاضر ہوا۔ یہ سب سلطان داؤد کے ساتھ تھے' سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی کا اظہار کیا' بقش کو بغداد کی پولیس افسری پر مقرر کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی طرف واپسی اختیار کی۔

## جنگ کی تیاریاں

چونکہ امیر بوازیہ والئی خوزستان' امیر عبدالرحمٰن طغرل بک خلخان اور سلطان داؤد ابن سلطان محمود' سلطان محمود کی طرف سے مطمئن نہ تھے اور جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا اور امیر منکبرس والئی فارس بھی اس خطرے سے بے فکر نہ تھا اس وجہ سے یہ تمام فارس میں جمع ہوئے اور متحد ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر سن کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی' موصل سے مراغہ چلا آیا ہے' برطرف خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں اتفاق و اتحاد کا پیغام دیا۔ دوبارہ خلافت پر فائز کرنے کا وعدہ کیا۔ برطرف خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ مرحمت کیا' یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں' غصہ سے کانپ اٹھا۔ ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا' امیر منکبرس جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود نے موت کی سزا دی' فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارت گری کے لیے لشکر متفق ہو گیا۔

## امیر بوزابیہ کی کامیابی

عبدالرحمٰن طغرل بک اور امیر بوزابیہ تشتر کے نزدیک تھے۔ ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا۔ سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت انتہائی قلیل لشکر رہ گیا تھا۔ اس لیے اسے شکست ہوئی‘ اس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ جس میں صدقہ بن دبیس والئی حلہ‘ عنتر بن ابوالعساکر‘ بدر اتابک قراسنقر والئی آذربائیجان تھے گرفتار ہو گئے‘ امیر بوزابیہ نے ان تمام کو جیل میں ڈال دیا۔ جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر کی تصدیق ہو گئی تو سب کو مار ڈالا۔ شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان جا کر دم لیا۔ سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ بر طرف خلیفہ راشد بھی آ گیا‘ امیر بوزابیہ نے جوان میں بڑا اور سب کا سردار تھا فارس جانے کا مشورہ دیا چنانچہ سب کے سب امیر بوزابیہ کے ساتھ فارس پہنچے‘ امیر بوزابیہ فارس پر قابض ہو گیا۔

## بغداد پر چڑھائی

اس وقت سلجوق شاہ واسط میں تھا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو دارالخلافت پر قبضہ کرنے کے لیے بغداد روانہ ہوا۔ بقش افسر پولیس بغداد اور نظر خادم امیراں مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اوباش اور بدمعاشوں کی بن آئی‘ کھلم کھلا لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی۔ جسے جہاں پایا لوٹ لیا‘ بقش افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ کی مدافعت سے فارغ ہو کر بغداد آیا۔ لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہت سوں کو قید کیا قتل کیا اور اس فتنہ کو ختم کیا۔ اس کے بعد خود بقش نے ظلم و سفا کی شروع کر دی‘ امراء اور رؤسا کو بدمعاشی اور غارت گری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا (جیسا کہ پولیس کا دستور ہے) غلہ کی مہنگائی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی‘ اکثر باشندگان بغداد جلا وطن ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد حلہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا‘ مہلہل بن ابوالعساکر عنتر مقتول کے بھائی محمد بن دبیس کو نائب بنایا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کر دیا گیا ہے۔

## خلیفہ راشد کا انجام

فارس پر قبضہ کرنے کے بعد امیر بوزابیہ خوزستان کی طرف واپس ہوا‘ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی‘ ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا رخ کیا‘ جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارت گری شروع کر دی‘ سلطان مسعود اس سے آگاہ ہو کر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے فوجیں لے کر روانہ ہوا‘ ملک داؤد‘ سلطان مسعود کی روانگی سے آگاہ ہو کر فارس واپس آیا۔ خوارزم شاہ اپنے دارالسلطنت واپس گیا اور بر طرف خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہو کر تن تنہا اصفہان کی راہ لی۔ چند خراسانی غلاموں نے جو بر طرف خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اصفہان کے باہر سپرد خاک ہوا۔

## کمال الدین محمود

آخر سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی (ارکزینی) کو بر طرف کر کے کمال الدین محمد بن خازن کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ کمال الدین عادل‘ خوش خلق اور بلند ہمت تھا۔ بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے‘ ظلم و ستم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا‘ سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی‘ بیت المال کو خزانہ سے بھر دیا اور افسروں کی دست درازی روکی‘ بددیانت اور نمک حرام گورنروں کو سزائیں دیں اور بہت سے خفیہ اخراجات ظاہر کئے جنہیں گورنر ہڑپ کرتے تھے اس سے سلطان مسعود کی آنکھوں میں وزیر السلطنت بے حد عزیز ہو گیا۔ بددیانت گورنروں کو یہ کام ناگوار گزرے‘ وزیر السلطنت اور اراکین سلطنت کو لگا بجھا کر رنجش پیدا کر دی۔

چنانچہ یہ لوگ ہر وقت سلطان کے کان بھرنے لگے‘ اس میں سب سے زیادہ دلچسپی قراسنقر والئی آذربائیجان لے رہا تھا۔ اس نے سلطان مسعود کو بغاوت کی دھمکی دی‘ سلطان مسعود کے درباری اس سے بے حد متاثر ہوئے‘ فتنہ کے خوف سے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا مشورہ دیا۔ سلطان مسعود نے مجبوراً اور بادل ناخواستہ وزیر السلطنت کمال الدین کو قتل کر کے سر کو قراسنقر کے پاس بھیج دیا‘ قراسنقر کی ناراضگی خوشی اور رضامندی سے تبدیل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۵۳۳ھ کا ہے۔ سات مہینہ وزارت پر فائز رہا۔

کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالعز طاہر بن محمد یزدگردی وزیر قراسنقر کو عنایت کیا گیا۔ عز الملک کا خطاب عطا ہوا' تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بد نظمیاں پیدا ہوئیں' سلطان مسعود انہیں دور نہ کر سکا' صوبوں کے گورنروں نے ملک کو دبالیا' نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح برائے نام بادشاہ رہ گیا۔

## قتل کا حکم

اس کے بعد سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاحی افسر پولیس قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظالم' کینہ ور اور غاصب تھا' سلطان مسعود نے اسے گرفتار کر کے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کی جیل میں قید کیا۔ چند دن بعد اس کے قتل کا حکم صادر کیا۔ جلاد جیسے ہی قتل کے ارادے سے تلوار سونت کے بقش سلاحی کے پاس پہنچا بقش سلاحی دجلہ میں کود پڑا۔ ڈوب کر مر گیا' سر اتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو تکریت سے طلب کر کے بغداد کی کوتوالی عنایت کی۔ مجاہد الدین بہروز نے انتہائی خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے۔ ۵۲۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے بھی برطرف کیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام یزدجرد (یزدگرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر متعین ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

## ملوک خوارزم

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ملوک خوارزم کی حکومت کا آغاز ہوتا ہے۔ محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم نے اس سے قبل لکھ دیا ہے۔ محمد بن انوشتکین اس کا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ میں سلطان برکیاروق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی اور کنجی نے اسے قتل کر دیا تھا تو سلطان برکیاروق نے محمد بن انوشتکین کو اس خدمت پر متعین کیا۔ اس کے بعد اس کی بیٹا اتسز خراسان کا والی ہوا۔ یہ انتہائی کفایت شعار اور منتظم تھا۔ اس وجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ گئی' اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی و جرات سے سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی۔

سلطان سنجر کے دربار میں اس کا کافی عزت و احترام ہونے لگا۔ خوارزم میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بجھانا شروع کیا' موقع پا کر کہنے لگا "اتسز کا دماغ اب آسمان پر ہے' خود مختار حکومت کا دعوے دار ہو گیا ہے' سلطان کی وقعت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے" سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا۔ فوج مرتب کر کے محرم ۵۳۳ھ میں جنگ کے لیے روانہ ہوا' اتسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا۔ لڑائی ہوئی' اتسز مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا' شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا ایک گروہ مارا گیا۔ اتسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے اتسز کو بے حد صدمہ ہوا سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے "غیاث الدین سلیمان شاہ" کو حکومت عنایت کی' وزیر' اتابک اور دربان مقرر کئے چند دن قیام کر کے جمادی الاخر سنہ مذکور مرو واپس آ گیا۔

سلطان سنجر نے جیسے ہی حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا' اتسز کو موقع مل گیا' خوازم آ پہنچا چونکہ اہل خوارزم سنجری فوج سے ناراض تھے، انتہائی خوشی سے اتسز کے مطیع ہو گئے' سلیمان شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھا سلطان سنجر کی خدمت میں جا کر دم لیا۔ اتسز نے بڑی تسلی سے بلاد خوارزم پر قبضہ کر لیا' حکمرانی کرنے لگا۔

## قراسنقر کا خروج

اس کے بعد اتابک قراسنقر نے اپنے والد " والئی آذربائیجان" کا بدلہ لینے کی غرض سے فوجیں اکٹھی کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزابہ میں مارا گیا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور جب سلطان مسعود کے پاس پہنچا تو اسے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کرا دیا ان واقعات کو بھی آپ نے پڑھ لیا ہے۔

وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک نے بلاد فارس پر چڑھائی کر دی۔ امیر بوزابہ قلعہ بیضاء میں قلعہ بند ہو گیا۔ اتابک قراسنقر بلاد فارس پر بلا مقابلہ قابض ہو گیا۔ اس کونے سے اس کونے تک سارا ملک چھان ڈالا مگر کسی وجہ سے ایک جگہ پر ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا' سلجوق

شاہ بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کو فارس کی حکومت اور باگ ڈور سپرد کر کے آذربائیجان واپس آیا' میدان خالی پا کر امیر بوزابہ نے ۵۴۰ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا' سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران گرفتار کر لیا گیا امیر بوزابہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور بلاد فارس پر پھر قبضہ کر لیا۔

## قراسنقر کا انتقال

اس واقعہ کے بعد اتابک قراسنقر والئی آذربائیجان واران کا شہر اردبیل میں انتقال ہو گیا۔ اتابک قراسنقر ملک طغرل کا غلام تھا۔ اس کی جگہ جاولی الطغرل کو آذربائیجان کی حکومت مرحمت کی گئی۔

## فارس پر چڑھائی

سلطان مسعود نے ۵۳۵ھ میں امیر اسماعیل چہار دانگی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ امیر بوزابہ کی گوشمالی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چہار دانگی فارس کے ارادے سے روانہ ہوا' مجاہد الدین بہروز نے روکا چہار دانگی نے کوئی توجہ نہ دی' دجلہ کو عبور کرنے کا تہیہ کیا' مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو بے کار کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا' چہار دانگی نے مجبوراً حلہ کی جانب پیش قدمی کی' والئی حلہ نے بھی مدافعت پر کمر باندھی' واسط کی طرف بڑھا' طرنطائی مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' طرنطائی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' چہار دانگی نے واسط میں داخل ہو کر اسے خوب تباہ کیا۔ نعمانیہ اور اس کے گردونواح کے مقامات میں خوب لوٹ مچائی۔

شکست کے بعد طرنطائی' بطیحہ پہنچا۔ حماد والئی بطیحہ امداد کے لیے تیار ہو گیا۔ ادھر چہار دانگی کی فوج چہار دانگی سے علیحدہ ہو کر طرنطائی سے مل گئی۔ چہار دانگی کمزور پڑا۔ مقابلہ سے جی چرا کر تستر چلا گیا' سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا' سلطان مسعود نے معذرت قبول کر لی۔

## سلطان سنجر کی شکست

تاریخ ابن اثیر میں جو واقعات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اتسز بن محمد خوارزم پر قابض ہونے کے بعد ترکان خطا کو (جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا' ملک کی سرسبزی کا لالچ دیا' سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا' امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے' سلطان سنجر بھی ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے آمنا سامنا ہوا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی' خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی' ایک لاکھ فوج ماری گئی' جس میں چار ہزار عورتیں تھیں۔ سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا' سلطان سنجر پریشانی کی حالت میں ترمذ پہنچا اور ترمذ سے بلخ کی راہ لی۔

سلطان سنجر پر فتح پانے کے بعد اتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا' بزور شمشیر گھس کر غارت گری اور تباہی شروع کر دی' فقہاء علماء اور رؤساء شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

اس شکست سے سلطان سنجر کو بہت صدمہ ہوا' اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا پرچم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے آ کر قیام پذیر ہو' تاکہ امداد حاصل کی جائے' چنانچہ عباس والئی رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آ گیا۔

## سبق قراخاں

اکثر مورخین نے تحریر کیا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر' بلاد ساغون' ختن اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراء النہر کے نواح میں داخل ہیں' ان مقامات پر ملوک خانیہ ترکیہ حکمران تھا' ملوک خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے جو مشہور بادشاہ ملوک کینمنہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانیہ ترکیہ کا جد اعلیٰ سبق قراخاں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک

بزرگ شخص آسمان سے اترا اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم یہ تھا "اسلام قبول کر' دنیا اور آخرت میں تجھے سلامتی حاصل ہو گی" چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں اسلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخاں کے انتقال پر اس کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخاں نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی' نسلاً" بعد نسلاً" اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلاں خان بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن بقراخاں بن ابراہیم الملقب بہ طفغاج خاں ابن ایک الملقب بہ نصرار سلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک قائم رہی۔

## قدر خاں کا انجام

قدر خاں نے ارسلان خاں کے زمانہ میں خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے حکومت ترکستان نکال لی۔ ۴۹۴ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمراں ہوا اور سلطان سنجر نے قدر خاں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد خوارج نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر پھر اس کی اعانت و امداد پر تیار ہو گیا اور ترکستان پر قبضہ دلا دیا۔

## ارسلان خاں کا انتقال

ترکوں کا ایک جرگہ جسے قار غلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں ارسلان خاں کی فوج میں تھا۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو پامال کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے' ان کے ایک گروہ کا نام برق تھا۔ برغوث بن عبدالحمید اس کا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شریف اشرف [1] ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص' ارسلان خان ملقب بقرا خان کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خان کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کی طمع دے کر باپ سے حکومت چھیننے پر آمادہ کیا' باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا' ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا' قار غلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر سمرقند کی طرف واپس ہوا' ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ کی جیل میں ڈال دیا جہاں پر ارسلان خاں کا انتقال ہو گیا۔

## سمرقند کی حکومت

ارسلان خاں کی جگہ سلطان سنجر نے سمرقند کی حکومت پر قلج طمغاج ابوالمعالی حسن بن علی بن عبدالمومن معروف بہ حسن تکین کو مامور کیا۔ حسن تکین خاندان سلطنت خانیہ میں سے تھا۔ ارسلان خاں نے اسے شہر بدر کر دیا تھا اس کا زمانہ حکومت طویل نہیں ہوا' چند روز بعد وفات پا گیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خان سابق حکمراں سمرقند کو مسند حکومت پر فائز کیا۔ یہ ارسلان خاں وہی ہے جس کے قبضہ سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا اور محمود بن ارسلان' سلطان سنجر کی بہن کا بیٹا تھا۔

## کاشغر پر چڑھائی

اس سے قبل ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ' چین سے ملک گیری کی ہوس میں ایک بڑی فوج لے کر حدود کاشغر آیا۔ زبان چین میں "کوہر" کے معنی "اعظم خان" کے معنی "ملک" پس کوہر خان کے معنی ہوئے "اعظم الملک" یعنی شہنشاہ۔ الغرض والیٔ کاشغر "احمد بن حسن خاں" مقابلہ و مدافعت کے لیے میدان جنگ میں نکلا' گھمسان کی جنگ کے بعد کوہر خان کو شکست ہوئی' اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔

---

[1] اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر مدعی سلطنت بنا کر مقابلہ پر کھڑا کیا ارسلان خان نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قار غلیہ کو نفرت پیدا ہو گئی' بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا۔ حکومت و سلطنت سے استعفا کے طالب ہوئے' ارسلان خان نے سلطان سنجر سے قار غلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی' امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لے کر ارسلان خان کی امداد کو سمرقند پہنچا (ارسلان خان' سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قار غلیہ نے مقابلہ سے جی چرایا۔ میدان خالی کر دیا۔ ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا۔ اتفاق سے چند سوار نظر آئے تو سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ ارسلان خان نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے' سلطان سنجر غضب ناک سمرقند واپس آیا۔ اس وقت ارسلان خان قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا اور بپا بہ زنجیر بلخ بھیج دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۴' ۵۵

## ترکان خطا کی ناراضگی

ترکان خطا کا ایک گروہ اس واقعہ سے پیشتر چین سے نکل کر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آ گیا تھا' ارسلان خان محمد بن سلیمان نے انہیں چینی سرحد پر حفاظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا اس خدمت کے عوض جاگیریں دی تھیں اور وظائف مقرر کر دیئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہو گیا' سزا دی' اس سے انہیں ناراضگی اور نفرت پیدا ہو گئی' رہائش کے لیے ایک کشادہ اور سرسبز جگہ تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خان کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں۔ کسی نے ان سے بلاد ساسون کی تعریف کر دی۔ چنانچہ یہ سب اہل و عیال کے ساتھ بلاد ساسون چلے گئے۔ جب دوبارہ کوہر خان شاہ چین نے اسلامی شہروں کی جانب قبضہ اور پامالی کی غرض سے پیش قدمی کی تو ترکان خطا جو ارسلان خان سے ناراض ہو کر بلاد ساسون میں آ کر آباد ہو گئے تھے کوہر خان سے مل گئے' اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی' سیلاب کی طرح بلاد ماوراء النہر کی جانب بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لیے مقابلہ پر آیا۔ زبردست جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہوئی' سمرقند واپس آیا۔ اس سے کوہر خان کا رعب و داب بڑھ گیا۔ بلاد ماوراء النہر اور اہل بخارا پر ان کے مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

## جنگ اور اس کا انجام

سلطان سنجر کی خدمت میں خان محمود نے خط بھیجا' واقعات لکھے' اور امداد کی استدعا کی' سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا' خراسان' بجستان (خاندان بنی حلف) غزنی (ملوک غور) اور ماژندران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے سلطان سنجر کے پاس آ کر اکٹھے ہوئے' فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخر ۵۳۵ھ میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لیے پیش قدمی کی۔ محمود خان نے ترکان قار خلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا' ترکان قار خلیہ نے کوہر خان بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خاں نے سلطان سنجر کو ترکان قار غلیہ کی سفارش کا خط لکھا۔ سلطان سنجر کچھ نہ کر سکا بلکہ دھمکی آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جنگ اور کثرت فوج کی دھمکی دی۔ خط دیکھ کر کوہر خان سخت آگ بگولہ ہوا۔ دھکے دے کر سلطان سنجر کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر آراستہ کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے ارادے سے روانہ ہوا۔ دونوں حریفوں کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی جانب سے ترکان قار خلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے' لشکر اسلام سے شاہ بجستان لڑائی کرنے کے لیے نکلا' گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی' شاہ بجستان' امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ کوہر خان نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطا اور کفار اتراک نے بلاد ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔

## کوہر خاں کا انتقال

بادشاہ چین کوہر خاں کا ۵۳۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کی بیٹی مسند حکومت پر فائز ہوئی' چند دن بعد یہ بھی فوت ہو گئی اس کی ماں (کوہر خان کی بیوی) حکمران ہوئی' اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت سلطنت کا سکہ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے ۶۱۲ھ میں ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

## مصالحت کی کوششیں

اتسز (خوارزم شاہ) نے سلطان سنجر کی شکست کے بعد ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی جانب پیش قدمی کی' اہل سرخس نے اطاعت قبول کی' مرو شاہجہان کا رخ کیا' امام احمد باخرزی نے حاضر ہو کر باشندگان مرو شاہجہاں کی وکالت کی' جنگ اور خونریزی سے روکا چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجہان کے باہر خیمہ زن ہوا' ابو الفضل کرمانی اور چند رؤساء شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس دوران عوام الناس نے بلڑ مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مرو شاہجہاں میں تھے' مارا' قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا۔ خوارزم شاہ نے قتل اور غارت گری کا حکم دے دیا۔ بزور شمشیر گھس کر دل کھول کر تاراج کیا۔ بہت سے علماء قتل ہو گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نیشاپور کی طرف واپس ہوا۔ علماء فقہاء اور صوفیوں کا وفد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشا پور کی جانب سے گذارش کی "ہم لوگوں کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جائے جو اہل مروشاہجہان کے ساتھ کیا۔ ہم لوگ آپ کی حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں' خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا مگر ضد کر کے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ نے اس کے بعد اپنی فوج کو نواح صغد (بیہق) میں پھیلا دیا۔ غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا چند یوم تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد ماوراء النہر میں ہر طرف پھیل رہے تھے اور سلطان سنجران کی مدافعت میں مصروف تھا، اس وجہ سے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۸ھ کا دور آ گیا' سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فرصت ہوئی، لشکر مرتب کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے' زبردست مقابلہ ہوا۔ قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا مگر اتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انہیں شہر سے نکال دیا۔ اس کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ کو چھوڑ کر اپنے سابقہ مقبوضات کی حکومت پر قناعت کی۔ سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کر مصالحت کر لی چنانچہ ۵۳۸ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان سنجر ۵۳۸ھ میں دارالخلافت بغداد حسب عادت پہنچا اور موصل کے ارادے سے لشکر آراستہ کرنے لگا کیونکہ جس قدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی جانب سے پیدا ہوئے تھے وہ تمام کے تمام اتابک زنگی والئی موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر اس سے آگ بگولہ ہو گیا۔ موقع کا انتظار کرنے لگا جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فرصت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور گوشمالی کی جانب متوجہ ہوا۔ اتابک زنگی نے ابو عبداللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا۔ نرمی و مہربانی کی درخواست کی' بیس ہزار دینار نذر کئے بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر رضامند ہو گیا۔ مصالحت ہو گئی۔

مزید امور کے علاوہ جن کی وجہ سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی ایک خاص سبب یہ واقع ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتابک زنگی کا بیٹا) محبت پدری کے باعث سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی اور الٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھا کہ میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا ہے۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر فطری محبت کے باعث میرے پاس بھاگ آیا ہے۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں اور یہ' دونوں حضور کے غلام ہیں ملک حضور والا کا ہے۔" اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو گیا' بڑی خوشی سے مصالحت کا پیام قبول کر لیا۔

## بوزابیہ کی شورش

فارس و خوزستان کے والئی بوزابیہ کو سلطان مسعود سے ناراضگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ ۵۴۰ھ میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں مرتب کر کے ماشون (قاشان) کی طرف روانہ ہوا۔ امیر عباس والئی رے بھی آ ملا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ برادر سلطان مسعود بھی ان لوگوں کی سازش میں شریک ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر باغی قابض ہو گئے۔ سلطان مسعود کو اس کی اطلاع ملی۔ ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا' امیر طغایرک امیر حاجب رکاب میں تھا۔ اس کا اراکین سلطنت پر ایک خاص اثر تھا اور عوام کا میلان بھی اس کی جانب تھا۔ بغداد میں مہلہل' نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا آیا' امیر عبدالرحمٰن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ حسب منشاء صلح ہو گئی' امیر عبدالرحمٰن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں ان صوبجات کی حکومت کے علاوہ جس پر وہ پہلے سے حکمران تھا آذربائیجان اور اران تاخلخال کی گورنری بھی جاولی طغرلی کی جگہ عنایت کی گئی۔

## ابوالفتح وزیر کی برطرفی و بحالی

چنانچہ ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزابیہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت عنایت ہوا۔ ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو برطرف کر کے مرزبان بن عبداللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے نوازا۔ اور یزدجردی برطرف وزیر کو مرزبان بن عبداللہ وزیر جدید کی سپردگی میں دیا۔ مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزابیہ وغیرہ سے مصالحت ہو گئی تو امیر بوزابیہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت و سلطنت پر اسے غلبہ حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کے بجائے عہدہ وزارت پر پھر تعینات کیا گیا۔

## عبدالرحمٰن کا انجام

عبدالرحمٰن طغایرک نے سلطان مسعود پر اس حد تک قابو پالیا تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف تخت حکومت کا مالک تھا باقی تمام امور کے سیاہ و سفید کا اختیار عبدالرحمٰن طغایرک کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا۔ بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور انتہائی قریبی تھا' سلطان مسعود کی اس پر نظر عنایت رہا کرتی تھی خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو جائے بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر متعین کر کے بھیجنے کا ارادہ کیا' سلطان مسعود کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔

بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کر کے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی' زنگی جاندار اس کام کے لیے تیار ہو گیا' بک ارسلان نے اس کا ساتھ دیا' دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہو گیا' اس کے بعد ایک دن طغایرک اپنے جاہ و جلال کے ساتھ بمقام جنزہ ہوا خوری کے لیے نکلا' زنگی جان دار نے بڑھ کر ایسا وار کیا طغایرک گھوڑے سے زمین پر آ رہا' بک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کر دیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کی انجام دہی کے لیے ہمراہ تھے، طغایرک کے ساتھیوں کو شور مچانے سے روک دیا۔

## امیر عباس کا انجام

سلطان سنجر کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا' امیر عباس والئی رے بھی اپنی فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے آگ بگولا ہو گیا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع تلاش کرنے لگا سلطان مسعود نے سمجھایا' نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی۔ بعض سرداران لشکر اور اراکین سلطنت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کیا۔ چونکہ سرداران لشکر اور امیران سلطنت امیر عباس کے غلبہ حکومت سے تنگ آ گئے تھے قتل پر تیار ہو گئے۔ امیر تقش اور حرسوس نجف نے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک دن سلطان مسعود نے امیر عباس کو محل سرائے شاہی میں طلب فرمایا' امیر تقش اور حرسوس نجف نے چند آدمیوں کو محل سرائے کی صحنچیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس محل سرائے شاہی کے دروازے پر پہنچا' دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی' اس کے ساتھیوں کو روک دیا۔ امیر تقش اور حرسوس امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے لے گئے جہاں پر اس کے قتل کے لیے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا۔ اچانک وہ سب نکل پڑے اور امیر کو قتل کر دیا۔ اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر میں واویلا اور ایک شور برپا ہو گیا۔ مگر پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذیقعد کا ہے۔

امیر عباس' سلطان محمود کا آزاد غلام تھا' عادل' نیک سیرت' فرقہ باطنیہ پر کثیر الجہاد اور مدبر تھا۔ رعایا اس سے بڑی خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ ولی التوفیق

## اصفہان پر چڑھائی

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ طغاریک' امیر عباس والئی رے اور امیر بوزابہ والئی فارس خوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چٹے بٹے تھے' طغاریک' امیر عباس اور امیر بوزابہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھے۔ جس وقت طغاریک قتل ہوا امیر عباس ناراض اور آگ بگولا ہوا' بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ جلد ہی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے مارے جانے کی خبر امیر بوزابہ کو پہنچی' غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ ایک بڑی فوج لے کر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہنچا۔ محاصرہ کیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر متعین کیا۔ تیسری فوج قلعہ مابکی بلاد نجف کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئی' بلاد نجف' امیر بقش کو زخر کی گورنری میں تھے۔ امیر بقش مدافعت کے لئے تیار ہو گیا۔ مردانگی اور جرات سے لڑ کر دشمن کو شکست دی۔

## امیر بوزابہ کا انجام

امیر بوزابہ اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے بچنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ مرج قرا تکین میں صف آرائی ہوئی' انتہائی شدید مقابلہ ہوا۔ دونوں حریف دل توڑ کر لڑے' اتفاق سے امیر بوزابہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا' امیر بوزابہ زمین پر آ رہا۔ ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ گرفتار کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت سلطان کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوران جنگ امیر بوزابہ کو تیر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور گر کر مر گیا۔ امیر بوزابہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یہ لڑائی سلاطین سلجوقیہ کی بڑی بڑی لڑائیوں میں شمار ہوتی ہے۔

## بغداد کی تباہی

امیر بوزابہ' طغاریک اور امیر عباس کے قتل کے بعد بک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمدورفت ختم ہوئی' اس سے امراء و اراکین سلطنت کو سلطان مسعود کی جانب سے نفرت پیدا ہو گئی' خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ پیش نہ آئے جو طغاریک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا اس وجہ سے امراء و اراکین سلطنت سلجوقیہ ابو رکن مسعودی والئی گنجہ داران' بقش کوزخر والئی جبل' حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد' ابن طغاریک' امیر رکن مسعود اور فرقوب سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر عراق کی جانب روانہ ہو گئے' ان لوگوں کے ہمراہ اور ان کا ہم خیال سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ تمام امرائے سلجوقیہ کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے' اہل بغداد میں بے دلی اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ غلہ مہنگا ہو گیا' خلیفہ مقتفی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا مگر کسی نے کوئی بات نہ سنی۔ ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد میں داخل ہوئے۔ شرقی جانب قیام کیا' مسعود افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا' علی ابن دبیس والئی حلہ بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ غربی بغداد میں خیمہ نصب کیا۔ خلیفہ مقتفی نے بغداد کی حفاظت کے لیے فوجیں مہیا کیں' امراء سلجوقیہ کے فوجیں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی شروع ہو گئی۔

اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ پلٹ کر پھر حملہ آور ہوئے۔ بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی ویرانی سے امن بدامنی سے بدل گیا۔ محلّے کے محلّے ویران میدان بن گئے' لوٹ مار اور غارت گری کی کوئی انتہا نہ رہی' اس عام غارت گری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے' رسم زمین بوسی ادا کی' معذرت کی سارا دن خلیفہ مقتفی عباسی اور امراء سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا۔ بالآخر اگلے روز بغداد سے نہروان کی جانب کوچ کر گئے' اس کے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا اور ان غارت گروں نے نہروان پہنچ کر یہی کام کیا اور خونریزی کی انتہا کر دی۔

اس قتل عام کے بعد سے امراء منتشر ہو گئے اور عراق چھوڑ دیا۔ بقش کو زخر طر نطائی اور ابن دبیس نے ۵۴۴ھ میں پھر بغداد کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کا بھتیجا ملک شاہ بن محمود ان کے ساتھ تھا' خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی' خلیفہ مقتفی نے انکاری جواب دیا' فوجیں فراہم کیں' سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا مگر سلطان مسعود وعدے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے وعدہ کو نبھا نہ سکا۔

سلطان سنجر نے بک ارسلان کے بارے میں سلطان مسعود کو لکھا "تم نے بک ارسلان کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور اراکین سلطنت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اسے خدمت سے علیحدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔" سلطان مسعود نے یہ بات کسی بہانے سے ٹال دی اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان ناراض ہو گیا۔ کوچ و قیام کرتا رہے پہنچ گیا۔ سلطان مسعود نے حاضر ہو کر عذر و معذرت کی اور غلطی معاف کرالی۔

## نہروان کی تباہی

جب اس بات کی خبر بقش کوزخر کو ہوئی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے اور امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا۔ علی ابن دبیس والئی حلہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے مل کر بغداد روانہ ہوا۔ شوال ۵۴۴ھ میں بغداد پہنچا۔ طرنطائی ار کر نعمانیہ بھاگ گیا' بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کر گیا' علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا' علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کی' سلطان مسعود نے معذرت قبول کر لی۔

## سلطان مسعود کا انتقال

رجب ۵۴۷ھ میں بمقام ہمدان سلطان مسعود [1] کا انتقال ہو گیا۔ زمانہ دعوائے سلطنت سے بائیس سال حکومت کی' اس کی حکومت کے زمانے تک سلجوقیہ اقتدار پر چھائے رہے اس کے بعد زوال شروع ہوا۔ اس کے انتقال سے گویا سلطنت سلجوقیہ کی موت واقع ہو گئی۔

---

[1] سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذی العقدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق' خوش مذاق تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا' خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے مال پر دست درازی نہ کرتا تھا۔ سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں۔ ہم نے بہ نظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہ کر ۲ رجب ۵۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱

# باب ٦

# سلجوقیہ کا زوال

## سلطان محمد بن سلطان محمود

### بیعت

سلطان مسعود نے اپنے بھتیجے ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولی عہد نامزد کیا تھا' اسی بناء پر اس کے انتقال کے بعد امیر خاص بک نے ملک شاہ کو مسند حکومت پر فائز کیا' بیعت کی' شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سلطان مسعود کے انتقال کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا۔ خلیفہ مقتفی لامراللہ عباسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور امراء سلطان مسعود کے مکانات مع مال و اسباب ضبط کر لیے گئے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ایک فوج سالار کرد کی ماتحتی میں حلہ روانہ کی' سالار نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سن کر تکریت سے حلہ آیا۔ سالار کرد سے ملا اور اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور دوستی کا اظہار کیا یہاں تک کہ سالار کرد اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے تعلقات پیدا ہو گئے ایک دن موقع پا کر کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلہ پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتفی لامراللہ عباسی کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا' وزیر السلطنت عون الدین ابن عیبرہ کو حلہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' شکست کھا کر بھاگا' وزیر السلطنت نے حلہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی جانب اور ایک فوج واسط بھیجی' چنانچہ کوفہ اور واسط بھی فتح ہو گیا۔ اس دوران سلطان ملک شاہ کا لشکر اوسط پہنچا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی کو اس کی اطلاع ملی تو بہ نفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی جانب پیش قدمی کی' شاہی لشکر یہ خبر سن کر واسط سے کنارہ کش ہو گیا۔ خلیفہ نے واسط پر قبضہ کر کے حلہ کی طرف پیش قدمی کی اور حلہ ہوتا ہوا آخر ماہ ذی القعدہ سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد واپس پہنچ گیا۔

### امیر خاص بک کا انجام

امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو مسند حکومت پر بٹھایا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی' انفرادی اور خود مختار حکومت کا لالچ پیدا ہوا۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر مسند حکومت پر بٹھایا' جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا' نذر گزاری' تحائف اور نذرانے پیش کیے چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بک کی حرکات کی خبر ہو گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بدباطنی اور شرارت کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد کے پہنچنے کے دوسرے روز جب دربار میں حاضر ہونے کے لیے آیا تو سلطان محمد نے اسے اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے ساتھ زنگی جاندار کا کام بھی تمام کر دیا جس نے طغاریک کو قتل کیا تھا امیر خاص بک کے قتل کے بعد اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

یہ امیر خاص بک ایک ترکمانی کا بیٹا تھا۔ کسی ذریعہ سے سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ چالاک اور ہوشیار تھا۔ کئی نمایاں کام انجام دیئے' سلطان مسعود نے اسے اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شاہی افواج اور امراء سلطنت کی سرداری سے نوازا۔

الوغری ترکی معروف بہ شملہ امیر خاص بک کا خاص ساتھی اور خیر خواہ تھا۔ اس نے امیر خاص کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔

جب امیر خاص بک مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ

## ترکان غز کی لڑائی

غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا' ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا جس میں حکمرانان سلطنت سلجوقیہ بھی داخل ہیں' ماوراء النہر عبور کرنے کے بعد انہوں نے یہیں رہائش اختیار کی مذہباً" مسلم تھے' جس وقت ترکان خطا' ملک چین اور ماوراء النہر پر قابض ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا اور اطراف بلخ میں سکونت اختیار کی' اس زمانہ میں محمود' ایاز' بختیار' طوطی' ارسلان اور معز' ان پر حکمران تھے۔' امیر قماج والئی بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے کے لیے تیاری کی۔ ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ نماز روزے کے پابند تھے۔ زکوۃ دیتے تھے' قافلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن و امان سے رہتے تھے' کسی کو تکلیف و ایذا نہ پہنچاتے تھے۔

چند دن بعد امیر قماج کو ان کے نکالنے کا پھر خیال پیدا ہوا۔ سارے جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا ترکان غز بگڑ گئے' شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا۔ بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آمد مقابلہ کے خیال سے اپنے گروہ والوں کو جمع کیا' امیر قماج دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ ترکان غز کو نکالنے کے لیے روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال و دولت پیش کیا' معذرت کی' واپس جانے کی درخواست کی' امیر قماج نے ایک نہ سنی۔ نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہوا' ترکان غز نے امیر قماج کو شکست دی' اس کے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا' رعایا پر بھی دست درازی کی' علماء و فقہاء بھی اس پامالی و قتل سے محفوظ نہ رہے' عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے' لونڈی غلام بنایا۔ مدارس اجاڑ دیئے' امیر قماج بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا' تمام واقعات سے آگاہ کیا۔

## ترکان غز کی کامیابی

سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑ دینے' کا پیام بھیجا اور شاہی حکم پر عمل نہ کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ترکان غز نے بڑی نرمی سے جواب دیا۔ خراج دینے کو تیار ہوئے' ملک چھوڑنے کے علاوہ اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی مگر سلطان سنجر نے ان کی کوئی بات نہ مانی اور ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر حملہ کیا' نامی گرامی جنگ آزمودہ سردار رکاب میں تھے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوئی' آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی' ترکان غز دور تک تعاقب کرتے گئے۔ سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ مارا گیا' علاء الدین قماج مارا گیا اور سلطان سنجر چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔

جنگ کے اختتام کے بعد ترکان غز نے سرداران لشکر کو مار ڈالا' باقی رہا سلطان سنجر' اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے' اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو' ملک خراسان کا دار الحکومت تھا۔ بختیار نے عرض کی "مرو مجھے بطور جاگیر عنایت فرمایئے" سلطان سنجر نے جواب دیا "یہ دار السلطنت ہے اور دار السلطنت جاگیر میں نہیں دیا جاتا" بختیار یہ سن کر ہنس پڑا' ترکان غز مذاق اڑانے لگے' سلطان سنجر یہ صورت حال دیکھ کر مسند حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ خانقاہ مرو میں چلا گیا اور ترکان غز نے بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔

قابض ہونے کے بعد ترکان غز نے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا' جو مظالم کبھی بھی نہ کیے گئے تھے اور جنہیں کانوں نے کبھی نہ سنا تھا وہ اہل خراسان پر کیے گئے' لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس عائد کیے' بازار میں تین کنستر لٹکا دیئے اور حکم دیا کہ "اسے سونے سے بھر دو" عوام الناس آگ بگولا ہو گئے' لڑ پڑے' ترکان غز نے نیشا پور میں داخل ہو کر ایک جانب سے لوٹ لیا' عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے' چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارت گری سے محفوظ نہ رہے' گاؤں' قصبات اور شہروں کو جلا کر خاکستر کر دیا' خراسان کے شہروں میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء' صلحاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و تباہ نہ کیے گئے ہوں' خراسان کے شہروں میں

صرف ہرات اور سیستان چونکہ انتہائی مضبوط و مستحکم تھے اس وجہ سے ترکوں کے ظلم اور غارت گری سے بچے رہے۔[۱]

## امیر زنگی کا خاتمہ

بعض عجمی مورخین سے ابن اثیر نقل کرتے ہیں کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتفی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ اقصائے سرحد ترک سے ماوراء النہر آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا' مقنع کندی نے شعبدہ اور خرق عادات دکھلا کر انہیں اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی' جب مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہوا تو شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی کے لیے چلا۔ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالہ کر دیا' اسی قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کی۔ اس کے بعد ترکان قارغلیہ نے ان کو گرفتار کر کے جلاوطن کیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض تھا' اپنے مقبوضہ شہر میں بلا کر ٹھہرایا۔ اپنی فوج میں بھرتی کیا' امیر قماج والئی بلخ اور امیر زنگی میں ایک عرصہ سے دشمنی کا سلسلہ چلا آ رہا تھا' امیر زنگی نے ترکان غز پر اترا کر امیر قماج پر حملہ کیا' امیر قماج نے ترکوں کو ملا لیا چنانچہ مقابلے کے وقت ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکہ دیا۔ امیر زنگی کو شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور اس کا بیٹا گرفتار ہو گیا۔ امیر قماج نے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ شہر میں جاگیریں مرحمت کیں۔

## امیر قماج کی شکست

حسین بن حسین غوری نے بلخ فتح کرنے کا ارادہ کیا' امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ مقابلہ ہوا' ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا' حسین غوری کی فوج میں مل گئے۔ امیر قماج کو شکست ہوئی۔ حسین غوری بلخ پر قابض ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے بلخ پر حملہ کیا۔

حسین غوری کو شکست ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد دربار سلطان سنجر میں حاضر ہوا' معذرت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا' سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز اطراف طغارستان میں بدستور رہائش پذیر رہے' سلطان سنجر نے ان کو کچھ نہ کہا۔

## امیر قماج کا انجام

امیر قماج کا دل چونکہ ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گزشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکہ دینے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے امیر قماج نے انہیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا' ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی' ہر جانب سے ترکوں کے جرگوں کو جمع کیا اور ارسلان بوقا ترکی کو امیر لشکر بنا کر نافرمانی پر تل گئے' امیر قماج بھی لشکر مرتب کر کے گوشمالی کے لیے بڑھا۔ انتہائی زبردست لڑائی ہوئی' سارا دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ امیر قماج اور اس کا بیٹا ابوبکر گرفتار کر لیے گئے' ترکان غز نے انہیں مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قبضہ کر لیا۔ قتل و غارت اور تباہی کرنی شروع کر دی' دیہات قصبات اور شہروں میں ویرانی پھیل گئی۔

## مرو کی تباہی

ان واقعات سے آگاہ ہو کر سلطان سنجر نے فوجیں فراہم کیں۔ مقدمتہ الجیش پر محمد بن ابوبکر بن امیر قماج مقبول اور موید ابی آبہ کو

---

[۱] اس ہنگامہ میں ترکان غز نے بہت بڑی خونریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔ شعراء نے مرثیے لکھے' علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے۔ جس کے چار اشعار یہ ہیں:

مضی الذی کان یجنی الدار من فیه — یستبیل بالفضل والافضال وادیه
مضی ابن یحییٰ الذی قد کان صوب حیا — لا یر شهر و مصباحه سرا جیه
خلا خراسان من علم و من ورع — لما نعاه الی الافاق ناعیه
لما اما توه مات الدین وا اسفا — من ذالذی بعد محی الدین مجیه

حکذا فی الکامل لابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۷۔

متعین کر کے محرم ۵۴۸ھ میں پیش قدمی کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا۔ ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا' اطاعت و فرماں برداری کا وعدہ کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تاوان دینے پر تیار ہوئے' سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی' سبق سکھانے کے لیے ترکوں کے سر پر پہنچ گیا' لڑائی چھڑ گئی۔ ترکوں نے شکست دے کر بلخ کی جانب پسپا کر دیا' پھر سلطان سنجر فوج کو آراستہ کر کے دوبارہ حملہ آور ہوا۔ ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسے شکست دی' مرو بھاگ آیا۔ ترکوں نے تعاقب کیا' سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں بھی ٹھہر نہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل و غارت گری اور تباہی شروع کر دی۔ بڑے آئمہ' نامی گرامی علماء اور قضاۃ کو شہید کر دیا گیا۔ ا۔

سلطان سنجر جس وقت مرو سے نکلا تھا' ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا' اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ اس کے بعد مرو کی غارت گری پر پھر ہاتھ بڑھایا۔ اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی' لڑنے کے لیے تیار ہوئے مگر ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے' پسپا ہوئے' مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے' شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ تباہی کی' قتل اور غارت گری کا کوئی حساب نہ تھا۔

## طوس کی تباہی

وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور تمام خراسانی امراء سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشاپور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر مسند حکومت پر بٹھایا۔ چنانچہ ۱۹ جمادی الاخر سنہ مذکور میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ ترک بھی مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا' نیشاپور میں پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کیا' ترکان غز تعاقب میں تھے' نیشاپور میں بھی نہ ٹھہر سکا' ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر تباہی مچا دی' علماء' زہاد ۲۔ اور رؤساء کو قتل کیا' مسجدیں مسمار کر دیں' عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے نہ بچ سکے۔

## نیشاپور کی تباہی

طوس کو اجاڑنے کے بعد ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور ۳۔ کی تباہی کے لیے بڑھے' طوس سے زیادہ نیشاپور میں مظالم کیے' سارا شہر مقتولوں سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا' ترکوں نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ نذر آتش کیا۔ یہی مظالم اور زیادتیاں کاجوین اور اسفرائین میں بھی کی گئیں۔ محاصرہ کیا' تباہی پھیلائی' باغات اجاڑ ڈالے' کھیتوں کو برباد کیا' بوڑھے' جوان' عورت اور بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہا۔ ترکوں نے جس قدر مظالم ان مقامات میں کیے دوسرے شہروں میں نہیں کیے۔

---

ا۔ پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو شکست ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی' سلطان سنجر نے ایک نہ سنی' لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہنچا۔ ترکوں نے تعاقب کیا۔ سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی' سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا۔ یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے۔ ترکوں نے مرو کا قصد کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا' مرو چھوڑ دیا' ترکوں نے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا' کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸' ۱۱۹

۲۔ طوس میں منجملہ ان علماء کے جو ترکوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔ امام محمد مارسکی' علی موسوی' نقیب علوی' اسماعیل بن حسن خطیب اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔ کسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں چھوڑا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹

۳۔ ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا' کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک متنفس کو زندہ باقی نہ چھوڑا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا اس میں شمار نہیں ہے جو عورتیں اور بچے باقی رہ گئے انہیں غلام اور لونڈی بنا لیا۔ سارا شہر مقتولوں سے پر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتوں کے پشتے لگے تھے عوام کا کیا ذکر ہے بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد بن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جن کا مثل اس

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

## وزیر طاہر بن فخر الملک کا انتقال

سلطان سلیمان شاہ کی حالت کمزور تھی' خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا' ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ ماہ شوال ۵۴۸ھ میں اس کا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک انتقال کر گیا۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سے نوازا' ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا رہتا تھا اُس کے انتقال سے ہمت ہار گیا۔ سلطنت کا بوجھ اٹھا نہ سکا۔ ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آیا۔ اراکین سلطنت نے اکٹھے ہو کر بار حکومت سے اسے سبکدوش کر کے سلطان سنجر کے بھانجے خان محمود بن محمد بن بقرہ خان کو اپنا سلطان بنا لیا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت پر بٹھایا۔ اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھایا گیا۔

ترکان غز اس وقت ہرات کا محاصرہ کیے تھے۔ خان محمود فوج تیار کر کے ہرات کو ترکوں کی دست برد سے چھڑانے کے لیے نکلا' ترکوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں' اکثر لڑائیوں میں ترکان غز کامیاب رہے۔ آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاول ۵۵۰ھ میں محاصرہ اٹھا کر مرو چلے آئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے' خان محمود نے نیشا پور کی جانب پیش قدمی کی۔ نیشا پور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا اُس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا' ماہ رجب سنہ مذکور میں دونوں کے مابین صلح ہو گئی۔

## موید کی کامیابی

موید سلطان کا غلام تھا ۵ ے (ای ابہ) نام تھا "موید" کا لقب دیا تھا۔ اراکین سلطنت میں انتہائی چالاک اور با اثر شخص تھا۔ سرداران لشکر اس کے اشارے پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا امراء و سرداران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں منتشر ہو گئے اور حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑے اور ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکے اس وقت موید نے بڑھ کر عنان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ موید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں' نیشا پور' طوس' نسا' ابیورد' شہرستان اور دامغان پر قابض ہو گیا اور لٹیرے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا چونکہ موید انتہائی خوش خلق' عادل اور نرم دل تھا اس وجہ سے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کی' بہت سے خیر خواہ پیدا ہو گئے۔ جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے موید کا جاہ و جلال بڑھ گیا۔ رعب و داب کا سکہ چلنے لگا۔ خان محمود نے موید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا' فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی' آخر کار سالانہ خراج دینے پر صلح ہوئی۔ موید نے زر خراج کی ادائیگی کی ضمانت دی' خان محمود آگے بڑھنے سے رک گیا اور موید کا ان شہروں پر قبضہ برقرار رہا۔

## اینانخ کی کامیابی

سلطان سنجر کا ایک خادم اینانخ تھا۔ جس وقت ترکان غز کی غارت گری کا دور شروع ہوا' اینانخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قبضہ کر لیا۔ رے سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک میں سے تھا۔ اینانخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود والئی ہمدان و اصفہان وغیرہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ نذرانے و تحائف پیش کیے' چنانچہ سلطان محمد شاہ نے اینانخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کے انتقال کے بعد اینانخ نے ہاتھ پاؤں نکالے رے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا' اس سے اینانخ کی قوت بڑھ گئی' فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی' جب سلیمان

---

زمانہ میں نہ تھا' طالب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے ان کی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے ان کا مرثیہ لکھا' ابو الحسن علی بن ابو القاسم بیہقی کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے ▪ اشعار نقل کیے جاتے ہیں وھوہذا:

یاسا　فکادم　عالم　منبحر　　قد طار فی اقصی الممالک صلیته
باللہ قل لی یا ظلوم ولا تخف　　من کان محی الدین کیف تمیته

فقیہ موصوف کے علاوہ عبد الرحمٰن بن عبد الصمد اکاف' ابو البرکات فراوی' امام علی صباغ متکلم' احمد بن محمد بن حامد' عبد الوہاب فقابادی' قاضی صاعد بن عبد الملک ابن صاعد' حسن بن عبد الحمید رازی' اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیائے اسلام پر ▪ مظالم کیے جو کفار نے بھی کبھی نہ کیے تھے۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۷۰

۵ ے میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے کتاب میں جگہ خالی ہے۔

شاہ نے ہمدان وغیرہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں کرلی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی جس سے اس کی قوت میں دن بدن اضافہ ہو گیا' رے اور اس کے گرد و نواح پر اس کی خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا' اس زمانہ سے ایتاخ سے خاصی واقفیت ہو گئی تھی۔

## سلطان سنجر کا بھتیجا

سلطان سنجر کا بھتیجا سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ جس وقت ترکوں کا فتنہ کھڑا ہوا اور سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا گیا' اراکین سلطنت اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو مسند حکومت پر بٹھایا' سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ خوارزم کے پاس چلا گیا' خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (اتسیس کی بیٹی) سے سلیمان شاہ کا نکاح کر دیا' لگانے بجھانے والوں نے لگا بجھا دیا۔ خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی جانب سے بدظنی پیدا ہوئی' اپنے ملک سے نکال دیا۔ بے چارہ سلیمان شاہ اصفہان پہنچا' اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا' قاشان کی راہ لی' سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی' قاشان میں فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا' پریشانی کی حالت میں خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کرلی' سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں رہائش اختیار کرلی۔

نجف میں قیام کرنے کے بعد سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں عریضہ بھیجا' اپنے حالات لکھے اور بغداد آنے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ "تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیج دو تو میں تم کو بغداد آنے کی اجازت دوں گا" چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور خادموں کے ساتھ بھیج دیا' خلیفہ نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد داخل ہونے کی اجازت دی' وزیر السلطنت ابن ہبیر' قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا' خلیفہ مقتفی عباسی نے خلعت مرحمت کیا۔ سلیمان شاہ نے اطمینان سے بغداد میں قیام اختیار کیا' یہاں تک کہ ۵۵۱ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا' قاضی القضاۃ رؤساء خاندان خلافت' اور اراکین سلطنت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی' کسی حالت میں عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا' خلیفہ مقتفی عباسی نے اس بناء پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دی' اس کے باپ کے تمام خطابات عنایت کیے' خلعت فاخرہ سے نوازا' تین ہزار خرچ مرحمت کی' امیر دوران امیر حاجب والئی حلہ کو سلیمان شاہ کا مصاحب متعین کیا۔

سلیمان شاہ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں اس جاہ و جلال سے بلاد جبل کی جانب روانہ ہوا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے حلوان کی طرف کوچ کیا' خلیفہ مقتفی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا' ملک شاہ دو ہزار سواروں کی جمعیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے حکم دیا کہ "تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار ہو' میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث نامزد کرتا ہوں" چچا اور بھتیجے نے ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی' خلیفہ مقتفی عباسی نے مال و دولت اور جنگی ہتھیار انہیں مرحمت فرمائے۔ ایلدکز والئی گنجہ و ارانیہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ تمام کے تمام متفق ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

## سلیمان شاہ کی گرفتاری

اس بات کی خبر سلطان محمد کو ہوئی' قطب الدین مودود بن زنگی والئی موصل اور اس کے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے' اتفاق اور امداد کی درخواست کی' قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی و اطاعت کا بیڑا اٹھایا'

سلطان محمد کو اس سے کافی تقویت ملی' لشکر مرتب کر کے اپنا چچا سلیمان شاہ کے مقابلہ کے لیے چل پڑا۔ ماہ جمادی الاول میں جنگ کا آغاز ہوا۔ دونوں فریق بے جگری سے لڑے' سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' سلطان محمد کامیاب ہوا' سلیمان شاہ گرتا پڑتا شہرزور کے راستے بغداد روانہ ہوا' شہرزور پر والئی موصل کا قبضہ تھا۔ زین الدین علی کی جانب سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا۔ زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا اور حراست میں لے کر موصل لے جا کر قید کر دیا' سلطان محمد کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی و مدد کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا۔

## سلطان سنجر کا فرار

سلطان سنجر کی گرفتاری' اراکین سلطنت سلجوقیہ کا انتشار پھران کے نیشاپور میں اکٹھے ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات آپ پڑھ چکے ہیں۔ قصہ مختصر ادھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی ادھر اتسز بن محمد بن انوشتگین نے خوارزم میں ان کی مدافعت پر کمر باندھی' فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں' آخر کار ہر ایک فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا۔ اسی زمانہ میں یا اس کے بعد سلطان سنجر کو فرار کا موقع مل گیا۔ ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ بھاگ نکلا اس کے ساتھ وہ امراء بھی فرار ہو گئے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ گرتا پڑتا ترمذ پہنچا دریائے جیحوں عبور کر کے مرو میں داخل ہوا جو اس کا دارالحکومت تھا۔ جمادی الاول ۵۴۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین سال چار مہینہ ہوئے۔

علی بک سردار ترکان قار خلیہ انتہائی سخت اور تند مزاج تھا سلطان سنجر اس کی حراست میں رہا۔ اتفاق سے یہ فوت ہو گیا' ترکان قار خلیہ میں پھوٹ پڑ گئی' اس سے سلطان سنجر اور اس کے سرداروں کو فرار کا موقع مل گیا۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید۔

## بغداد کا محاصرہ

سلطان محمد بن محمود نے اپنا چچا مسعود کے بعد اپنی مسند نشینی کے شروع زمانے میں مقتفی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ دستور کے مطابق سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی' چونکہ خلیفہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بد اقبالی اور حکومت کے خاتمہ کا خطرہ ہو گیا تھا درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی' ہمدان سے فوجیں لے کر عراق کے ارادے سے روانہ ہوا' قطب الدین والئی موصل اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتفی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم صادر فرمایا' خطلو برس لشکر واسط لے کر پہنچ گیا' مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی' پل توڑ ڈالا۔ کشتیاں ہٹا دیں۔ اور ۲ محرم ۵۵۲ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غربی بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق باشندگان غربی بغداد اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں اٹھا لائے اور غربی بغداد چند دنوں میں خالی ہو گیا۔

## سلطان محمد کی ہمدان واپسی

جنگ کی مصلحت کے پیش نظر خلیفہ مقتفی عباسی نے خرسہ کے بالائی علاقہ کو ویران کرا دیا۔ اس طرح سلطان محمد نے جس طرف خیمہ زن تھا اسے چٹیل میدان بنا دیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں' فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ خلیفہ مقتفی بھی اپنی فوج اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ اتنے میں زین الدین کوچک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ محاصرہ میں سختی ہوئی' بغداد میں غلے کی آمدورفت بند ہو گئی' مہنگائی بڑھ گئی زین الدین کوچک اور اس کا لشکر جنگ میں خلیفہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوتاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین والئی موصل کو خلیفہ کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی اس وجہ سے زین الدین کوچک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں آگے نہیں بڑھتا تھا۔ غرض اسی دوران سلطان محمد تک یہ اطلاع پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ' ایلدکز والئی اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے ارادے سے روانہ ہو گیا ہے' سنتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے۔ بغداد کا محاصرہ اٹھا کر انتہائی تیزی سے ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی جانب کوچ کیا اور زین الدین کوچک نے موصل واپسی اختیار کی۔

ملک شاہ' ایلدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر عام ہو گئی' محاصرہ اٹھا کر راستہ لیا۔ اینانج افسر پولیس رے نے مدافعت کی مگر کامیاب نہ ہوا' محاصرین نے اینانج کو شکست فاش دی اور رے کا پوری طرح سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر شمس بن قماز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اینانج کی کمک پر روانہ کر دیا لیکن امیر شمس رے اس وقت پہنچا جب کہ ملک شاہ اور اس کے ساتھی سردار رے سے محاصرہ اٹھا کر بغداد جا رہے تھے۔ امیر شمس سے راستے میں لڑائی ہو گئی۔ ملک شاہ

نے امیر سنقر کو شکست دی۔ اس کے لشکر کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ حلوان پہنچا تو یہ خبر سننے میں آئی کہ ایلدگز و ہمدان چڑھ گیا۔ راستے میں اینانج امیر پولیس رے کا پیام پہنچا عرض کیا کہ ہمدان پر سلطان شاہ کا قبضہ ہے اور سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ شملہ والیٔ خراسان اپنے دارالحکومت میں بھاگ گیا۔ ایلدگز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہو گئی اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا محاصرہ ختم کیا۔ ایران کی فتح کے ارادے سے ہمدان کی طرف واپس ہوا۔ ایران پر ایلدگز کا قبضہ تھا۔

## سلطان سنجر کا انتقال

خراسان کے حکمران سلطان سنجر[1] کا انتقال ۱۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہوا۔ یہ اپنے بھائی برکیارق کے زمانے سے خراسان کا حکمران ہوا۔ اسے بھائی سلطان محمد نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ تمام سلاطین نے اس کی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا۔ اسلامی ممالک کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اس کے پہلے بیس برس تک خطبوں میں "ملک" کے خطاب سے پکارا جاتا رہا۔ تین سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے رہائی کے بعد انتقال ہوا۔ بغداد اور عراق سے اس کے نام کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔ جاں کنی کے وقت حکومت خراسان پر اپنے بھانجے محمود بن محمد بن بغرا خان کو تاج و تخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود نے جرجان میں رہائش اختیار کی۔ ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبا لیا اور مؤید نیشاپور اور خراسان کے اس حصہ پر جو نیشاپور سے متصل تھا، قابض ہو گیا۔ اسی صورت سے ۵۵۴ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا، بہ اصرار ترکوں پر تشریف لانے کے لیے بلایا۔ سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ ایک عرصہ تک ترکوں نے اس کی اطاعت کی۔ پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا۔

## ایتاخ کی شکست

ایتاخ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے سلطان سنجر کا غلام تھا۔ جب ترکوں کا فتنہ و فساد بپا ہوا اور اکثر سلطنت سلجوقیہ منتشر ہو گئے اور سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا۔ مؤید نے نیشاپور وغیرہ پہلے ہی سے دبا لیا تھا، اس وجہ سے لشکر خراسان پر اس کا ایک خاص اثر پیدا ہو گیا۔ سرداران لشکر سنجر کو یہ حسد پیدا ہوا، امراء کی ایک جماعت مؤید سے منحرف ہو گئی، انہی میں امیر ایتاخ بھی تھا۔

امیر ایتاخ کبھی مؤید کا ہم خیال اور ساتھی بن جاتا کبھی مازندران کا اور کبھی خوارزم شاہ کے پاس جانے کا ارادہ کرتا تھا، مگر بظاہر مؤید کا رفیق تھا۔ ۵۵۴ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے مازندران سے مؤید کی طاقت کے لیے نکلا تھا اور نیشاپور پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ سے مؤید کو اس کی اطلاع ملی۔ روک تھام کے لیے روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی ایتاخ پر حملہ کیا۔ ایتاخ مقابلہ نہ کر سکا، شکست کھا کر مازندران چلا گیا۔ یہ مازندران کا حکمران رستم سے تعلقات پیدا کرنے کے خیال سے تحفے کا سامان لے کر رستم کے سامنے پیش کیا۔ رستم کو بے حد غصہ اور غضب پیدا ہوا۔ اپنے یہاں سے ایتاخ کو نکال باہر کیا۔

## ایتاخ کی پسپائی

سلطان محمود اور مؤید نے اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا۔ غارت گری چھوڑنے اور صلح سے رہنے کی ہدایت کی۔ ایتاخ نے کوئی توجہ نہ دی۔ اپنے مذہب پر قائم رہا۔ سلطان محمود اور مؤید ۵۵۵ھ میں اسے قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ ایتاخ یہ اطلاع پا کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود اور ایتاخ نے تعاقب کیا۔ رستم شاہ مازندران نے سلطان محمود اور مؤید کی خدمت میں تیاریوں کا عریضہ بھیجا۔ نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ سلطان محمود اور مؤید نے اسے قبول کیا۔ ایتاخ نے یہ صورت حال دیکھ کر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے بیٹے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان محمود کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر پیش قدمی نہ کی۔ مؤید کے ساتھ واپس آیا۔ ایتاخ نے جرجان، دہستان اور اس کے صوبہ پر

1- سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعد قید رہائی انتقال ہوا۔ ماہ رجب ۴۷۹ھ میں بمقام سنجر (قرب دیار بکر) میں پیدا ہوا۔ خراسان میں سلطنت الحمید کی ... دارالسلطنت تھا۔ ... لقب عالی ہمت اور رعب و داب والا تھا۔ اس کے زمانے میں ... ایک قید میں ... ہوا ... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۳

2- اصل کتاب میں اس مقام پر نقطے لگے ہیں۔

قبضہ کرلیا۔

## سنقر کی شکست

سنقر عزیزی' سلطان سنجر کے اراکین سلطنت میں سے تھا اس کا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔ جس وقت موید جنگ ایتاخ میں مشغول و مصروف ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کرلیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور گورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے' سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی' خود مختار حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ موید کو اس کی خبر ہوئی' فوجیں مرتب کر کے ہرات پر یلغار کی۔ پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ سنقر کے ساتھی ترک موید سے مل گئے' اطاعت قبول کرلی اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا اور اس کے قرب و جوار میں غارت گری کا بازار پھر گرم ہو گیا' ویرانی تباہی اور بربادی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ واللہ اعلم۔

## موید کی کامیابی

جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ پہلے ہنگامہ کے بعد ترکوں نے بلخ میں قیام اختیار کیا' خراسان کی غارت گری اور قتل سے دست کش ہو گئے اور تمام گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد حکومت کی اطاعت قبول کرلی' موید اس کی سلطنت و حکومت کا مدبر اور قائد تھا۔ شعبان ۵۵۴ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھجلی پیدا ہوئی' بلخ سے مرو کی جانب غارت گری کے لیے بڑھے' سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔ موید تھوڑی سی فوج لے کر ترکوں کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا ایک مقام پر مقابلہ ہو گیا جس میں موید کو کامیابی ہوئی' تعاقب کرتا ہوا مرو پہنچا ترکوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا' بہت سا مال و اسباب موید کے ہاتھ لگا' کامیابی کے ساتھ واپسی اختیار کی۔

موید اور سلطان محمود نے اس کے بعد ترکوں کی سرکوبی پر کمر باندھی' فوجیں آراستہ کر کے سرخس سے نکلے۔ ۵ شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا' تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی' چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا' سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' ایک بڑا گروہ مارا گیا' ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ نرمی سے پیش آئے' علماء اور ائمہ وقت کی بڑی عزت کی' اس کے بعد سرخس اور طوس کی جانب بڑھے' لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کیا' دیہات' قصبات' اور شہر ویران ہو گئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی) غارت گری اور قتل سے فارغ ہو کر مرو واپسی اختیار کی۔

## جلال الدین عمر کی عزت افزائی

شکست کے بعد سلطان محمود بن محمد جرجان چلا گیا' مقابلے کی سکت نہ تھی' ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرض داشت بھیجی' سلطان محمود نے جان کے خوف سے بہانہ کر دیا۔ تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لیے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد و اقرار و حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا۔ ترکوں نے بڑی عزت افزائی کی' عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ میں پیش آیا۔

## امیر عمر بن حمزہ

سلطان محمود جلال الدین عمر کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ تمام امراء سنجریہ ہمراہ تھے مگر موید نہیں گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ابیورد پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نساء کی حکومت پر مامور کیا' امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نساء کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ سلطان محمود نساء کے باہر قیام پذیر ہوا۔

## طوس کی بربادی

چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس وجہ سے ترکوں نے آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا رخ کیا' اہل طوس نے اپنی قوت و طاقت کے مطابق مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے' ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارت گری

میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی' اسے برباد کر کے نیشا پور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیہق کی جانب روانہ ہوئے' ۱۷ جمادی الاخر سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کر لیا۔ نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی دفاع کے لیے تیار ہوا' اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ و حکم پر کام کیا۔ انتہائی جدوجہد اور ثابت قدمی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے' آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الاخر سنہ مذکور میں نساء اور ابیورد کی طرف سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے واپس ہوئے۔

## نیشا پور پر چڑھائی

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ جرجان سے جس وقت سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا مؤید اس کے ساتھ نہیں گیا تھا' جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا' راستے میں ترکوں سے' کسی گاؤں میں مؤید کا مقابلہ ہو گیا۔ مؤید سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا' مؤید دھوکا دے کر اس کے قبضہ سے نکل بھاگا۔ گرتا پڑتا نیشا پور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشا پور پہنچا تو مؤید نیشا پور چھوڑ کر چلا گیا۔ ترکوں نے نیشا پور میں داخل ہو کر اہل نیشا پور کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔ تھوڑی مدت قیام کر کے سرخس اور مرو کی جانب کوچ کیا' مؤید اپنا لشکر لیے ہوئے پھر نیشا پور آ پہنچا۔ اہل نیشا پور دفاع کے لیے تیار ہوئے مؤید نے محاصرہ کیا' اور بزور شمشیر لڑ کر اسے فتح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۴ھ میں بیہق واپس لوٹا۔

## ملک شاہ کی پیش قدمی

بغداد کے محاصرہ سے جس وقت سلطان محمد بن سلطان محمود واپس ہوا خلیفہ عباسی نے اس کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ سلطان محمد ہمدان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی جانب بڑھا اور انہیں بہت برے طریقے سے لوٹا' قم اور قاشان والوں سے تاوان وصول کیا۔ غارت گری' مار دھاڑ کا ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان فضول کاموں اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کے لیے لکھا مگر ملک شاہ نے کوئی توجہ نہ دی' قتل و غارت گری کرتا ہوا اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی اور رؤساء شہر کے پاس اپنی طاقت اور فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ خجندی اور رؤساء شہر نے معذرت کی' جواب دیا "ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے' ہم اس عہد و پیمان اور قسم کو توڑ نہیں سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں" ملک شاہ یہ سن کر ناراض ہوا' غارت گری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ہوئی۔ ہمدان سے ملک شاہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمتہ الجیش (ہراول) کا سردار کرجان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر سن کر منتشر ہو گئی' ملک شاہ بغداد کی طرف روانہ ہوا' مقام قوس (یا فریسین) میں موبداں اور سنقر ہمدانی مل گئے ان دونوں نے غربی بغداد سے خوزستان جانے کا مشورہ دیا۔

چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا رخ کیا۔ شرقی بغداد میں اتر پڑا' اس کے ساتھیوں نے اردگرد کے دیہات کو تباہ کیا۔ عوام الناس آگ بگولا ہو گئے۔ انہوں نے دریا کے بند توڑ دیئے جس سے بہت سے آدمی ڈوب گئے' ملک شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا خوزستان پہنچا' شملہ نے عبور سے روکا' ملک شاہ نے کہلا بھیجا "میرا ارادہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں حاضری کا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں۔" مگر شملہ نے اس خط پر بھی توجہ نہ کی' مقابلے پر آمادہ رہا۔ ملک شاہ نے ان کردوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے۔ ملک شاہ نے انہیں مسلح کر کے شملہ پر حملہ کیا۔ سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہ امراء لشکر ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کا اکثر حصہ مارا گیا ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی جانب پیش قدمی کی۔ واللہ ہو المؤید بنصرہ من یشاء

## سلطان محمد کا انتقال

سلطان محمد[1] بن محمود بن ملک شاہ کا آخر ۵۵۴ھ میں انتقال ہوا۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا' خلیفہ مقتفی عباسی کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہوا' ساڑھے سات برس حکومت کر کے سنہ مذکور میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

سلطان محمود نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے کو جو انتہائی کم سن تھا' سنقر احمدیلی کے سپرد کیا اور کہا "اس بچے کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسے تم اپنے مقبوضہ شہر میں لے جاؤ اس کی پرورش و تربیت کرو' مجھے امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کرے گی" اس وصیت کی بناء پر سنقر احمدیلی سلطان محمد کے بیٹے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی[2] کے اکثر حصہ نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

## زین الدین مودود کا استقبال

سلطان محمد کے انتقال کے بعد اکابر امراء ہمدان نے اتابک زین الدین مودود اور وزیر موصل کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ تمام نے مسند نشین کرنے کی غرض سے اس پر اتفاق کیا' قسمیں کھائیں چنانچہ شاہی جاہ و جلال سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا زین الدین علی کوچک رکاب میں تھا۔ بلاد جبل کے نزدیک پہنچا' شاہی فوج نے گرم جوشی سے استقبال کیا' ہر روز ایک نہ ایک امیر باریابی کے لیے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہو گئی' زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ موصل واپس آیا اور سلیمان شاہ خدم و حشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے پرتپاک خیر مقدم کیا' حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

## خلیفہ مقتفی کا انتقال

خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کا ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس سال خلافت کر کے انتقال ہو گیا۔ اس خلیفہ نے خود اختیاری کی قوت حاصل کر لی تھی' جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور اختلاف پیدا ہوا اس وقت خلیفہ مقتفی عباسی' سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہو گیا' اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی مسند خلافت پر متمکن ہوا' خود مختار حکومت میں اپنے والد کے قدم بہ قدم چلا' بلاد ملحی پر قبضہ کیا' لحف کو لے لیا اور اپنی جانب سے اس پر حاکم مامور کیا جیسا کہ اس کے والد کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دونوں کے حالات کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔

## سرخس پر حملہ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ حاصل ہو گیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے کے لیے بلا بھیجا' خان محمود تو جان کے خوف سے نہ گیا' مگر اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے نساء روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آ کر مل گیا' موید مقابلہ نہ کر سکا شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی

---

[1] سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الآخر ۵۲۲ھ میں ہوئی اس حساب سے ۳۲ سال کی عمر پائی۔ عارضہ سل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی اسباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے طیارہ میں بیٹھ کر ان سب کو دیکھا' رو پڑا' کہنے لگا "یہ فوجیں' یہ خدام' یہ مال و زر' یہ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیف کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری موت کے مقررہ وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں۔" عاقل' کریم اور رعب و داب والا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۶

[2] سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا۔ ان امراء کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہوا خواہ ہو گیا جو ایلدکز کے ساتھ تھا ملک شاہ بہ دعوائے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا' دکلا والئی فارس اور شملہ ترکمانی ہمراہ تھے۔ اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی والئی اصفہان نے اطاعت قبول کی' زر کثیر بطور نذر پیش کیا عساکر شاہی مقیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سرداران لشکر چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے اس لیے انہوں نے انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ الحال۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۶

لشکر نساء میں داخل ہوا۔ کچھ مدت قیام کر کے محمود سرخس واپس گیا' موید پھر آ پہنچا' محاصرہ کر لیا' ترکی لشکر کو بزور شمشیر نکال کر قبضہ کر لیا اور شہر کو ویران اور تباہ کیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۴ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس ہوا تو موید نے سرخس کا رخ کیا محاصرہ کیا' اہل سرخس پر حملہ کیا اور لڑ کر اسے فتح کیا۔ سرخس فتح کر کے بیہق کی جانب گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی طرف واپس ہوا' شہر پناہ کو درست اور تعمیر کرایا' اہل سرخس کے ساتھ نیک سلوک کیے۔

## قلعہ اشقیل کی فتح

قصہ مختصر موید ان شہروں پر قابض ہونے کے بعد ان کے گرد و نواح کے بدمعاشوں اور لٹیروں کی گوشمالی کی جانب متوجہ ہوا۔ چنانچہ اشقیل کو سر کیا۔ فرقہ زیدیوں کے سرکشوں کی گوشمالی کی' ان کے قلعہ کو مسمار و منہدم کر کے قلعہ خسرو جرد پر چڑھائی کی قلعہ خسرو جرد' بیہق کے صوبہ میں تھا۔ اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے بہ زمانہ جنگ افراسیاب تعمیر کرایا تھا۔ انتہائی مستحکم اور مضبوط تھا' اہل قلعہ مقابلہ پر اتر آئے مگر پسپا ہوئے اور موید اس پر قابض ہو گیا' ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر متعین کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاول سنہ مذکور نیشاپور واپسی اختیار کی۔

## خربندہ کا خاتمہ

چند دنوں کے بعد کندر متعلقات طرس (یا طریثت) پر حملہ کیا۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی کا قبضہ تھا۔ رہزنی' قتل و غارت اس کا کام تھا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا' گرد و نواح کے شہروں کو برباد کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اسے مار ڈالتا۔ غرض خراسان والے اس کی وجہ سے ایک بڑی مصیبت اور آفت میں مبتلا تھے۔ موید نے انتہائی ثابت قدمی سے محاصرہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار موید نے بزور شمشیر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعونہ تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق موید کی اطاعت سے پھر گئے تھے اس وجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا رخ کیا' اہل بیہق نے معذرت کی اور اطاعت قبول کر لی۔

## جھگڑے کا خاتمہ

خان محمود بن سلطان محمد اس وقت تک ترکوں کے ساتھ تھا' ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا' موید کے پاس پیام صلح بھیجا۔ نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عنایت کی اس وجہ سے خان محمود' ترکان غز اور موید کے مابین مصالحت ہو گئی' لڑائی اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

## بزریہ کو شکست

خراسانی ترکوں میں سے ایک گروہ کا نام ترکان بزریہ ہے' اس کا سردار بغرا خاں بن داؤد تھا' خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر حملہ کیا' مقابلہ ہوا' ترک شکست کھا کر بھاگے' ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بغرا خاں گنتی کے چند ترکوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہنچا' خوارزم شاہ کی شکایت کی' امداد کی درخواست کی۔ سلطان محمود کے ساتھی ترکوں کو ایتاخ سے بدظنی پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ اور جنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہو کر بغرا خان کے ساتھ نساء اور بیورد روانہ ہوئے' ایتاخ پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایتاخ میں ان کے مقابلہ کی سکت نہ تھی شاہ ماژندران سے امداد کی درخواست کی۔ شاہ ماژندران دیلم' کرد اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں زبردست جنگ ہوئی' شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا' ترکان اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں گھمسان کی جنگ ہوئی' شاہ ماژندران نے ان پر پانچ مرتبہ کامیابی حاصل کی۔

## بزریہ کی کامیابی

ایتاخ شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا' ترکان غز اور بزریہ نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر ثابت قدمی سے شاہ ماژندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا' اس حملہ میں شاہ ماژندران کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ترکان غز اور بزریہ نے شکست خوردہ فوج کو انتہائی بری طرح پامال کیا۔ شاہ ماژندران نے ساریہ جا کر دم لیا۔ ایتاخ خوارزم چلا گیا۔ ترکان غز اور بزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ مار' قتل و غارت گری

شروع کر دی‘ اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم و ستم سے پیش آئے۔ اسے بھی برباد کر دیا۔ اہل جرجان و دھستان اپنی عزت و جان بچا کر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ میں پیش آئے۔

## ایناخ کی بقرا تکین پر چڑھائی

ایناخ کو جب اس واقعہ کے بعد ذرا اطمینان حاصل ہوا تو بقرا تکین پر چڑھائی کر دی جو صوبہ قزوین پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقرا تکین کو ایناخ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ موید کے پاس بھاگ گیا اور اس کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ ایناخ نے بقرا تکین کے مال و خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایناخ کی طاقت میں اضافہ ہو گیا۔

## ملک شاہ کا انتقال

اپنے بھائی سلطان محمد کے انتقال کے بعد ملک شاہ بن محمود خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والئی فارس ساتھ تھے۔ ابن خجندی رئیس اصفہان نے اطاعت قبول کی‘ اظہار اطاعت کی غرض سے زر کثیر نذر کیا‘ اس کے بعد ملک شاہ نے اراکین سلطنت ہمدان کو اپنی فرماں برداری اور اطاعت کا پیام بھیجا چونکہ اہل ہمدان کا میلان طبع سلیمان شاہ (ملک شاہ کا چچا تھا) کی جانب تھا انکار کر دیا اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کر کے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تنہا مالک ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں‘ مال و دولت اور جنگی ہتھیار جمع کیے۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی اور سلیمان شاہ کے بجائے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ ”اگر میری درخواست منظور ہو گی تو میں حسب دستور سابق تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلیفہ نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔“ وزیر السلطنت عمید الدین ابن ہبیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری‘ ایک لونڈی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلا دیا۔ ملک شاہ مر گیا‘ طبیب کو یہ معلوم ہو گیا‘ شملہ اور وکلا کو اس واقعہ سے آگاہ کیا‘ لونڈی گرفتار ہو کر پیش کی گئی اس نے زہر دینے کا اعتراف کر لیا۔

ملک شاہ کی موت کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین سلطنت اور فوج کو شہر سے نکال دیا۔ سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا‘ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا‘ شملہ اپنا سامنہ لے کر خوزستان کی طرف پلٹا۔ جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا ان پر قابض ہو گیا۔

## سلیمان شاہ کی حرکات

مسند سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد سلیمان شاہ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا‘ رات دن شراب پیے مست پڑا رہتا تھا۔ رمضان المبارک کا احترام تک نہ کیا‘ مسخرے‘ گویئے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے‘ ان حرکات سے مردانگی اور جرات جاتی رہی‘ امراء اور اراکین سلطنت حاضری دربار سے رک گئے‘ شرف الدین کردباز خادم سے شکایت کی‘ شرف الدین کردباز انتہائی سنجیدہ متین‘ عقلمند‘ مذہبی خدام سلجوقیہ میں بااثر اور سلیمان شاہ کی حکومت و سلطنت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین سلطنت کو تسلی دی‘ موقع کا انتظار کرنے لگا۔

ایک دن سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل سرائے میں معمول سے زائد پی کر بدمست ہو گیا تھا۔ اس کے ہم نشین پاس بیٹھے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے‘ اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کردباز حاضر ہوا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی‘ سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا‘ ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا۔ لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے اور تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے‘ شرف الدین کردباز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اترا تو اپنے کیے پر پچھتایا۔ شرف الدین کردباز سے معذرت کی‘ شرف الدین کردباز نے معذرت قبول کر لی لیکن دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ لاحق ہوا۔ ایناخ والئی رے کو شرف الدین کردباز کے مقابلہ کے لئے امداد کی غرض سے طلبی کا پیام بھیجا‘ ایناخ اس وقت بیمار تھا‘ حاضری کی معذرت کی اور صحت کے بعد امداد اور حاضری کا وعدہ کیا۔

## سلیمان شاہ کا انجام

اس بات کی اطلاع شرف الدین کردباز کو مل گئی‘ رنج اور غصہ بڑھ گیا‘ اراکین سلطنت کو بلایا‘ سلیمان شاہ کی برطرفی کا مشورہ کیا سب نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو برطرف کرنے کی قسمیں کھائیں‘ شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے ہم نشینوں کو گرفتار کر کے

قتل کر ڈالا۔ سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رکھنے کی غرض سے یہ کام کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے' اس کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت دی' جیسے ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوئے' دونوں مع خواص گرفتار کر لیے گئے۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔ سلیمان شاہ کو بھی چند دن قید رکھ کر قتل کر دیا گیا۔

## ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی

شرف الدین کردباز نے اس کے بعد ایلدکز والئی اران و آذربائیجان کو خط لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ "سلیمان شاہ کے ناپاک وجود سے دنیا پاک ہو گئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ کو لے کر ہمدان آ جاؤ' مسند سلطنت خالی ہے۔ اراکین سلطنت سلجوقیہ بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں" رفتہ رفتہ ان واقعات کی اینانج کو خبر ہوئی۔ فوج لے کر ہمدان پر چڑھائی کی' شرف الدین کردباز کو لڑائی کا الٹی میٹم دیا۔ شرف الدین کردباز نے حیلہ و حوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔ بیس ہزار فوج رکاب میں تھی' ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا شرف الدین کردباز نے انتہائی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا' ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی کی رسم ادا کی گئی اور اراکین نے بیعت کی۔

ایلدکز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔ بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے' ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی کے بعد ایلدکز عہدہ اتابک سے نوازا گیا۔ اس کا بیٹا بہلوان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیافی بھائی تھا حاجب بنایا گیا۔ ایلدکز' سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد اسے اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت مرحمت کی۔ جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے سب سے علیحدگی اختیار کی' سلطان سلجوقیہ میں کسے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ شہروں میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانے میں ارسلان شاہ پہنچ گیا۔ ایلدکز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا' یہاں تک کہ سلیمان شاہ کی موت کے بعد مسند حکومت پر فائز کیا گیا۔ ہمدان میں اس کے نام کا خطبہ جاری ہوا۔

## ایلچی سے سلوک

ایلدکز اور اینانج والئی رے سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی' اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں بہلوان ابن ایلدکز کا نکاح اینانج کی بیٹی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مضبوط ہو گیا' مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی' جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور جاری رکھنے کا عہد کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلچی کو ذلیل کر کے دربار سے نکال باہر کیا۔

## جنگ کی نوبت

اینانج اور ایلدکز میں صلح ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدیلی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا' آقسنقر نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ تم مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' ورنہ یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شاہزادہ موجود ہے میں اس کو بیعت کر کے مسند نشین کروں گا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا بیٹا تھا جسے سلطان محمد نے انتقال کے وقت آقسنقر کو سپرد کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دار الخلافت بغداد سے آقسنقر سے اس کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا' اس وجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرات ہوئی' ایلدکز اس جواب سے آگ بگولا ہو گیا۔ ایک فوج بہلوان کی ماتحتی میں آقسنقر کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کی' آقسنقر نے شاہ ارمن سقمان والئی خلاط سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی' اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی' چنانچہ شاہ ارمن نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں' ایلدکز کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی' آقسنقر کو فتح حاصل ہوئی' بہلوان شکست کھا کر ہمدان لوٹ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملک شاہ بن محمود کے انتقال کے بعد اصفہان میں لشکر و اراکین سلطنت سلجوقیہ کا ایک گروہ محمود ابن ملک شاہ کو لیے ہوئے فارس پہنچا' زنگی ابن دکلا سلغری والئی فارس نے محمود و ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ اصطخر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ جب ایلدکز نے ارسلان کو مسند نشین کیا اور دربار خلافت میں اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی' تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ' ایلدکز کے خلاف

گورنران صوبجات کو ابھارنے لگا۔ چنانچہ ادھر آقسنقر سے سلطان محمد کے اس کم سن بچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور ادھر زنگی بن وکلا والئی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو مسند حکومت پر فائز کر دو' میں دارالخلافت کے جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم کو ایلدکز کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو جائے۔ اس بناء پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو مسند نشین کیا' بیعت کی' فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محل سرا کے دروازے پر پنج وقتہ نوبت بجنے لگی' فوجیں آراستہ کیں۔

اس واقعہ کی اطلاع ایلدکز کو ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار فوج لے کر بقصد فارس' اصفہان روانہ ہوا' زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کر دیا۔ ایلدکز نے کہلا بھیجا "مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت مرحمت کی ہے میں ان پر قبضہ کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آ جاؤ۔" اور ایک دستہ فوج کو ارجان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا' ارسلان بوقا والئی ارجان (زنگی والئی فارس کا ایک امیر تھا) نے مقابلہ کیا' ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارسلان بوقا نے فتح کی خوشخبری زنگی کی خدمت میں روانہ کی۔ زنگی نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع دی۔ اور امداد کی درخواست کی' وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے گورنران صوبہ جات کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم جاری کیا۔

## لڑائی کے بعد صلح

چنانچہ اینانخ رے سے دس ہزار فوج لے کر آ پہنچا۔ آقسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار والئی قزوین اور ابن طغایرک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) اینانخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے سیرم کو تباہ کیا' ایلدکز نے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی' زنگی نے انہیں شکست دی۔ ایلدکز کے پاس شکست کھا کر واپس آئے ایلدکز نے آذربائیجان سے امدادی فوج طلب کی' چنانچہ ہیس بن قزو ارسلان ایک بڑی فوج لے کر آ گیا' ایلدکز نے اینانخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حریفوں کا ۹ شعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اینانخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' فوج کا اکثر حصہ مارا گیا' نامی گرامی سردار مارے گئے' فتح مند گروہ نے اینانخ کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اینانخ اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایلدکز اور اینانخ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ایلدکز نے اینانخ کو جرادقان دے دیا۔ صلح ہو گئی۔ ایلدکز ہمدان واپس روانہ ہو گیا۔

## سرداروں کو سزائیں

موید نے ماہ ربیع الاخر ۵۵۶ھ میں نیشاپور کے چند سرداروں کو اس وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہ ان کے مورثوں اور آباؤ اجداد نے اہل نیشاپور کو تباہ و برباد کیا تھا جس میں نقیب علویہ ابوالقاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ ان کو قتل و غارت گری سے روکتے تو ضرور وہ رک جاتے۔ گویا تم ہی لوگوں نے ان کاموں کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو' غرض اس الزام میں فسادیوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دے دی گئی۔

ان فسادیوں نے مساجد' مدارس اور کتب خانوں کو بھی تباہ کیا۔ یہ تمام مقامات بھی ان کی غارت گری اور تباہ کاری کی نذر ہوئے' کسی چیز کو جلایا اور کسی چیز کو مسمار کر دیا' علماء اور رؤساء کو قتل کیا۔ جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید ہو کر قتل کیے گئے۔

اس کے بعد موید شادیاخ چلا آیا اس کا شہرپناہ درست کرایا۔ اردگرد کی خندقوں کی مرمت کرائی' حفاظت کی غرض سے دمس بندھوائے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور چٹیل میدان ہو گیا۔

## شادیاخ کا محاصرہ

عبداللہ بن طاہر نے شادیاخ کو اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے حاشیہ نشین شادیاخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شادیاخ اجڑ گیا' الپ ارسلان نے پھر اسے آباد کیا' مگر مذکورہ فسادیوں نے اسے پھر ویران اور برباد کر دیا۔ تب موید نے

اسے آباد کیا اور از سر نو شہر کی عمارات تعمیر کرائیں۔ نیشاپور بالکل ویران ہو گیا۔ تاتاریوں نے شادیاخ پر پھر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینہ تک موید شادیاخ میں محاصرہ کیے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانے سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شادیاخ کا تاتاری محاصرہ کیے رہے۔ جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہو گئے' دیہات قصبات اور شہر طوس میں تباہی پھیلائی اور لوٹ مار کی۔

## خان محمود و جلال محمد کا قتل

نیشاپور میں جب خان محمود داخل ہوا تو موید نے رمضان ۵۵۷ھ تک عزت و احترام سے رکھا۔ اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کے ساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا' چنانچہ دونوں کو قید کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا اور بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

## شہرستان کی فتح

ماہ شعبان [1] میں موید نے شہرستان اور نواح نیشاپور فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ پہنچ کر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ موید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا' غارت گری کا بازار گرم ہو گیا مگر بہت جلد موید نے اپنی فوج کو قتل و غارت سے روک دیا اور شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

## کرمان کی طرف پیش قدمی

شہرستان کی فتح سے فارغ ہو کر موید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا رخ کیا۔ ابوبکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ موید ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رہا' فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس' ابوبکر کی بداخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے محاصرہ اور جنگ میں موید کا ہاتھ بٹایا۔ ابوبکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے' قلعہ کی چابیاں حوالہ کر دیں' موید نے ابوبکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی جانب پیش قدمی کی۔ اہل کرمان نے سر اطاعت خم کر دیا۔

## اسفرائن کی تسخیر

اسفرائن کو فتح کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی۔ والئی اسفرائن عبدالرحمٰن بن محمد قلعہ بند ہو گیا۔ موید کی فوج نے محاصرہ کر دیا۔ آخر کار عبدالرحمٰن نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا۔ موید نے اسے پابہ زنجیر شادیاخ بھیج دیا' جہاں جیل میں ڈال دیا گیا اور ماہ ربیع الآخر ۵۵۸ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فتح اسفرائن کے بعد موید نے قہندر اور نیشاپور کے قرب و جوار پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت مستحکم ہو گئی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر امن و امان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ پرانے شہر کو مسمار کر کے شادیاخ کا شہر نئے سرے سے آباد کیا۔

## بوشنج و ہرات پر چڑھائی

اس کے بعد موید کو بوشنج اور ہرات کی تسخیر کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے چنانچہ ملک محمد نے موید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں۔ موید نے یہ خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا ان پر قبضہ برقرار رہا۔

## کرج کی شہرانی پر چڑھائی

شعبان ۵۵۶ھ میں کرج نے شہرانی (صوبہ اران) پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اسے فتح کر کے برباد کیا۔ بہت سے مارے گئے اور اکثر قید کر لیے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والئی خلاط نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے اور باقاعدہ فوج بھی تھی' کوچ و

[1] بجائے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳

قیام کرتا ہوا کرج کے سر پر پہنچا۔ جنگ شروع ہوگئی' شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی' مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی اور بہت سے جنگ کے دوران مارے گئے۔

## کرج کی شکست

پھر کرج نے ماہ شعبان ۵۵۷ھ میں تیس ہزار فوج سے اسلامی شہروں پر حملہ کیا' شہر دوین (صوبہ آذربائیجان) اور بلاد جبل اور اصفہان کا کچھ حصہ دبا لیا' ایلدکز کو اس کی خبر ہوئی' فوجیں آراستہ کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لیے چل پڑا' شاہ ارمن ابن ابراہیم ابن سکمان والئی خلاط اور آقسنقر والئی مراغہ بھی ایلدکز کے ہمراہ تھے۔ پچاس ہزار جنگ آور رکاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر لڑائی کا میدان گرم کر دیا۔ کرج نے بے جگری سے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا' فتح مندی کا سہرا لشکر اسلام کے سر پر بندھا۔ بے شمار مرد' عورت اور لڑکے گرفتار کر لیے گئے' امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ لشکر اسلام کا ایک دستہ لے کر کمین گاہ میں بیٹھ گیا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتح مندی کے خیال سے لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا جیسے ہی کرج کمین گاہ سے آگے بڑھے۔ امیر زادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج شکست کھا کر بھاگے' لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتے چلے گئے اور بہت سے کرج مارے گئے اور بے شمار قید کر لیے گئے' لشکر اسلام کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

## موید کی چڑھائی

والئی نیشاپور موید نے ۵۵۸ھ میں صوبہ قومس پر چڑھائی کی' بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکز کو مامور کیا۔ تنکز اور شاہ ماژندران سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ جنگ تک نوبت پہنچی' چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ ماژندران کو شکست ہوئی۔ تنکز نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ موید اور ایلدکز میں اتحاد کے تعلقات تھے اس وجہ سے قومس پر موید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے موید کو خلعت فاخرہ' جھنڈے اور بہت سے تحائف روانہ کیے اور ملک خراسان کے جن شہروں کو فتح کر چکا تھا' ان کی بھی اور آئندہ جن شہروں کو بھی وہ فتح کرے ان کی حکومت و گورنری عنایت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ موید نے اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ خلعت زیب بدن کیا صوبہ قومس طوس اور سارے صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن اتسز کا اور اس کے امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا' مرو' بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا ہرات پر امیر ایتکین تاتاری حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا' ان مقامات پر سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا الفاظ یہ تھے۔ اللھم اغفر للسلطان السعید سنجر وبعدہ لامیر تلک المدینتہ واللہ تعالی ولی التوفیق۔

## قارغلیہ کی شکست

سمرقند و بخارا کی حکومت پر خاقان چین نے خان جغر ابن حسین تکین کو متعین کیا' خان جغر قدیم خاندان شاہی کا رکن تھا۔ ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ "ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک مقبوضہ سے کاشغر کی جانب جلاوطن کر دو' وہاں جا کر مقیم ہوں اور ہتھیار نہ باندھیں بلکہ کاشت کاری کریں اور روزی حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے پیشے اختیار کریں" خان جغر نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی' قارغلیہ نے ترک وطن کرنے سے انکار کیا۔ مخالفت پر تل گئے' جمع ہو کر بخارا کی طرف بڑھے' اہل بخارا خان جغر سے مل گئے' یہ اس وقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لیے قارغلیہ سے ملتے رہے یہاں تک کہ خان جغر اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو شکست ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا اور سمرقند کو ان کے شر سے نجات عطا کی۔

۵۵۹ھ میں امیر صلاح سنقر (سلطان سنجر کا خادم) نے بلا طالقان پر قبضہ کر لیا' غرشتان پر فوج لے کر چڑھائی کی۔ متعدد حملے کیے آخر کار اہل غرشتان نے اس کی اطاعت قبول کی۔ طالقان اور غرشتان کے قلعوں پر اس کی حکومت کا پرچم لہرانے لگا امراء غز (تاتار) کے ساتھ صلح و امن کا سلوک رکھا۔ ہر سال انہیں خراج کی ادائیگی کرتا تھا۔

## امیر اتیکین کا انجام

والئی ہرات امیر اتیکین اور ترکان غزنین میں صلح تھی۔ صلح کے زمانہ میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو قتل کر دیا جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں تحریر کیا گیا' امیر اتیکین کو مملکت غور کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بلاد غوریہ پر حملہ کر دیا۔ اہل غور مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار انہیں لڑائیوں میں امیر اتیکین قتل ہو گیا۔

امیر اتیکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا' جمع ہو کر ہرات پر چڑھائی کی۔ اہل ہرات نے اثیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا تھا مگر اس پر یہ الزام لگایا کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے' قتل کر دیا' ابو الفتوح بن علی بن فضل اللہ طغرائی کو ہرات کی امارت پر متعین کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکز کو ہرات کا حاکم مامور کیا اور ہرات کو ترکوں کے حملے سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ہرات سے محاصرہ اٹھا لیا اور موید کی طاعت کر لی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر موید نے قبضہ کر لیا۔

## شاہ ماژندران کا انتقال

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ موید والئی نیشاپور نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے اپنے خادم تنکز کو مقرر کیا تھا ۵۵۹ھ میں شاہ ماژندران رستم بن علی بن شہریار بن قارن نے ایک فوج سابق الدین قزوینی کی ماتحتی میں ان مقامات کو فتح کے لیے روانہ کی' قزوینی نے پہلے دامغان پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ تنکز کو اس کی اطلاع ملی۔ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا' قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکز کو شکست فاش دے کر ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ تنکز شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آیا مگر آرام سے نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور طوس پر چڑھائی کرتا رہتا۔

شاہ ماژندران کا ربیع الاول ۵۶۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ علاء الدین شاہ ماژندران نے اپنے والد کی موت کو چھپایا' کسی کو اس واقعہ سے آگاہ نہ ہونے دیا۔ جب تمام قلعوں اور شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایتاق (اینانج) والئی جرجان اور دہستان شاہ ماژندران کی موت سے آگاہ ہو کر علاء الدین سے لڑنے کے لیے اٹھے اور ان حقوق و احسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ ماژندران نے ایتاق پر کیے تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتاق کو اس لڑائی جھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

## خوارزم شاہ کی کارروائی

موید نے جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں شہر نساء کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی' خوارزم شاہ ہل ارسلان بن اتسز نے بھی نساء کی حمایت پر اپنا لشکر بھیج دیا' جیسے ہی خوارزم شاہ کا لشکر نساء کے نزدیک پہنچا' موید کی فوج محاصرہ اٹھا کر نیشاپور واپس آ گئی۔ اہل نساء نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مطیع ہو گئے اور نساء میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا۔

خوارزم شاہ کا لشکر نساء پر قابض ہونے کے بعد دہستان کی جانب بڑھا اور قبضہ کر لیا' اہل دہستان نے اطاعت قبول کی۔ امیر لشکر کو خوارزم شاہ نے اپنی جانب سے پولیس افسر متعین کیا۔

## آقسنقر کی شکست

۵۶۳ھ میں آقسنقر احمدیلی والئی مراغہ نے دار الخلافت بغداد میں درخواست بھیجی' سلطان محمد شاہ کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا اور یہ لکھا کہ "اس کے علاوہ میری اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست قبول ہو گی تو میں عراق سے ذرا بھی متعارض نہ ہوں گا بلکہ بہت سا مال و زر نذر کروں گا" خلیفہ نے بڑی خوشی سے درخواست منظور فرمائی' ایلد کز کو اس کی خبر ہوئی۔ اپنے بیٹے بہلوان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ زبردست جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہوئی' مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا' بہلوان مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ آقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ بہلوان اپنے والد ایلد کز کے پاس ہمدان واپس لوٹا۔

## شملہ کی کامیابی و ناکامی

چونکہ زنگی بن وکلا والئی فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا سلوک شروع کر دیا تھا، بلاوجہ انہیں دباتا تھا اس وجہ سے فوج کے بیشتر حصے کو والئی خوزستان سے خط و کتابت کر کے امیر بنانے کے لیے بلایا۔ چنانچہ اپنی فوج لے کر فارس کی جانب روانہ ہوا۔ زنگی اس سے آگاہ ہو کر لڑنے کے لیے نکلا۔ دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی' آخر زنگی کو شکست ہوئی' اکراوشوانکار کے پاس جا کر پناہ لی' شملہ فارس پر قابض ہو گیا۔

فارس پر قبضہ کرنے کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اس کا بھتیجا خرسنکا لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو اجاڑ دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی' لشکر فارس کا کچھ حصہ زنگی کے پاس پہنچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا تھوڑی سی فوج فراہم کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۴ھ میں پیش آئے۔

## ایتاخ کا قتل

متعدد لڑائیوں کے بعد ایتاخ نے اس شرط پر رے پر قبضہ کر لیا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا' ادا کرتا رہے' چند دن بعد جب ایتاخ کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی اخراجات کا بہانہ کر کے خراج دینا بند کر دیا ایلدکز نے ایتاخ پر حملہ کر دیا۔ ایتاخ مقابلہ پر آیا۔ زبردست لڑائی ہوئی ایتاخ شکست کھا کر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ کیا۔ عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایلدکز نے ایتاخ کے غلاموں کو ملانے کی فکر کی۔ سمجھا بجھا کر جاگیر دینے کا لالچ دے کر ایتاخ کے قتل پر تیار کر دیا چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک دن موقع پا کر ایتاخ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر کیا تھا ایلدکز نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عمرو باغی کو گورنری مرحمت کی اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا نہ انعام دیا اور نہ جاگیر دی' زور ہی کیا تھا۔ مجبوراً یہ تمام منتشر ہو گئے۔ جو غلام ایتاخ کے قتل کا بانی مبانی تھا وہ تباہ حال اور پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایتاخ میں اتحاد تھا اس وجہ سے اس نمک حرامی کے جرم میں خوارزم شاہ نے اس غلام کو سولی پر لٹکا دیا۔

## ملک طغرل کا انتقال

۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والئی کرمان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمراں ہوا ملک طغرل کا چھوٹا بیٹا بہرام شاہ لڑ پڑا سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی بہرام شاہ پریشانی کی حالت میں موید کے پاس نیشاپور پہنچا' موید نے مال و دولت اور فوج سے اس کی مدد کی۔ چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہوئی۔ بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور ارسلان شاہ امداد کی غرض سے ایلدکز کے پاس اصفہان چلا گیا۔

## ارسلان شاہ کا انتقال

ایلدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر مامور کی۔ ارسلان شاہ کرمان کی طرف لوٹا' ایلدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی' اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی شکل بنائے مرتا کھپتا نیشاپور میں موید کے پاس پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا' اتفاق یہ ہوا کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ فوت ہو گیا' بہرام شاہ' کرمان واپس آیا اور قبضہ کر لیا۔

## خلافت کے حالات

اس کے بعد مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا مستضی بامر اللہ مسند خلافت پر فائز ہوا چونکہ ہم نے خلفاء عباسیہ کے حالات اوپر تفصیل سے بیان کیے ہیں اس وجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے مزید حالات نہیں لکھنا چاہتے' مستنجد اور مستضی کے پیش رو خلفاء کے حالات اس وجہ سے بیان کیے گئے ہیں کہ وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتفی عباسی سے مسند خلافت پر فائز ہوئے ■ شاہ شطرنج نہ تھے' خود مختار تھے۔ ان پر کسی سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کے انتقال کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ ان کی حکومت

ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی شرق اور غرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس کے ممالک متصلہ میں خود مختار حکومت حاصل ہو گئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا' حکومت حاصل کرنے کی غرض سے آپس میں جھگڑے ہوئے' چنانچہ بعد کے خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا ان کے مالک ہو گئے' خلافت کے علاوہ حکومت کی باگ ڈور بھی انہی کے قبضہ اقتدار میں رہی یہاں تک کہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت و خلافت کا ہلاکو کے ہاتھوں خاتمہ ہو گیا۔

## خوارزم شاہ کا انتقال

خوارزم شاہ جب (ارسلان) بن انسز ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا' بیمار تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۵۶۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب بدن کیا' اس کا بڑا بھائی علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ یہ خبر سن کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی ترکان خطا نے اس کی امداد پر کمر باندھی' خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ گرتا پڑتا موید کے پاس نیشاپور پہنچا' علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد چاہی' موید اپنا لشکر مرتب کر کے خوارزم روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق بے جگری سے لڑے' موید کو شکست ہوئی' جنگ کے دوران موید گرفتار ہو گیا۔ پابہ زنجیر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

## حکومت بنی موید کا خاتمہ

موید کا لشکر شکست کے بعد نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان شاہ ابوبکر بن موید کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرے میں بیان کریں گے' موید کے قتل کا واقعہ اور طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اسے بھی ہم اسی مقام پر بیان کریں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ (تکش) نے ۵۷۹ھ میں نیشاپور پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ محاصرہ کیا' دوسری مرتبہ طغان شاہ بن موید کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا۔ نیشاپور اور ان شہروں پر جو خراسان کے بنی موید کے قبضہ میں تھے' قبضہ کر لیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

## ایلدکز کا انتقال

اتابک شمس الدین ایلدکز (اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل) والئی ہمدان' اصفہان' رے اور آذربائیجان کا (۵۶۸ھ) میں انتقال ہو گیا۔ وزیر السلطنت کمال شہیر (یا سمیری سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا' وزیر السلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا۔ ترقی کر کے عہدہ کتابت سے نوازا گیا۔ جب سلطان مسعود مسند حکومت پر بیٹھا تو ارانیہ کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ باوجودیکہ مرکز حکومت سے دور تھا مگر سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربائیجان' ہمدان' اصفہان' اور رے پر قابض ہو گیا' اپنے پروردہ ارسلان شاہ بن طغرل کو مسند حکومت پر بٹھایا' اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اس کا اتابک بنا رہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی' اس کا دائرہ حکومت تفلیس سے مکران تک وسیع ہو گیا تھا' ارسلان شاہ برائے نام بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کا یہ خود مالک تھا۔

## نہاوند کی تباہی

ایلدکز کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد بہلوان حکمران ہوا۔ یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ بہلوان نے حکمران ہو کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا' والی خوزستان شملہ کے بھتیجے ابن سنکی کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھائی کر دی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نہاوند نے مقابلہ کیا۔ بے جگری سے لڑے' ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر تستر لوٹ آیا اور دو ایک دن کا مغالطہ دے کر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آتا تھا' نہاوند کی جانب چلا' اہل نہاوند نے یہ سمجھ کر کہ بہلوان کی امدادی فوج آ رہی ہے' شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ابن سنکی بلا مزاحمت شہر میں داخل ہوا' قاضی اور رؤساء شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والئی

نہاوند کی ناک کاٹ لی۔ شہر نہاوند کو تباہ کر کے بقصد عراق ماسبدان کی جانب پیش قدمی کی اور خوزستان واپس آ گیا۔

## شملہ کا انتقال

والئی خوزستان شملہ نے ۵۷۰ھ میں بعض ترکمانوں پر حملہ کی تیاری کی۔ ترکمانوں نے بہلوان بن ایلدکز سے امداد کی درخواست کی' بہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر روانہ کی۔ شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ شملہ شکست کھا کر بھاگا۔ جنگ کے دوران ترکمانوں نے شملہ اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا۔ شملہ کو زخم کاری پہنچا تھا۔ دو دن کے بعد فوت ہو گیا۔ شملہ ترکمان اتسزیہ سے تھا' اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران بنا۔

## تبریز پر چڑھائی

اسی سنہ میں بہلوان نے شہر تبریز پر چڑھائی کی۔ شہر تبریز پر آقسنقر احمدیلی کی حکومت تھی' آقسنقر احمدیلی فوت ہو گیا تھا' اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی' چنانچہ مراغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی عزل ارسلان کو شہر تبریز فتح کرنے پر متعین کیا' بہلوان نے مراغہ فتح کر کے اہل مراغہ سے اچھے سلوک کیے' قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے۔ قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریقوں میں مصالحت کرا دی' باہم عہد و پیمان ہو گیا۔ بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی عزل ارسلان کو مامور کر کے مراغہ سے ہمدان لوٹا۔

## سلطان طغرل

۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہلوان بن ایلدکز کی کفالت و نگرانی میں تھا اور اس کا مادری بھائی تھا' مقام ہمدان میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل مسند حکومت پر متمکن ہوا۔

## محمد بن بہلوان کا انتقال

اس کے بعد محمد بن بہلوان بن ایلدکز کا ۵۸۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ اس کا نام عثمان تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں رعایا انتہائی خوشحال تھی' تمام ممالک مقبوضہ میں امن و امان کا دورہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد ہی اصفہان میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شیعوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ' قتل اور آتش زنی کے واقعات ہوئے۔ شہر کے اکثر مقامات نذر آتش کر دیئے گئے۔

## قزل ارسلان کی کامیابی

سلطان طغرل پر بہلوان کا کافی اثر تھا' سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا مگر حکومت کی باگ ڈور بہلوان کے ہاتھ میں تھی۔ یہی سیاہ و سفید کا مالک و مختار تھا۔ بہلوان کے بعد عزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا ارادہ کیا مگر قزل میں بہلوان کا سا دم خم نہ تھا اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس وجہ سے سلطان طغرل اس کے قبضہ و اثر سے نکل گیا اس کے تحکم کو برداشت نہ کر سکا' ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین سلطنت اور فوج کا کچھ حصہ آ ملا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بڑھ گئی' خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی' متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکے۔ ادھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی' میں خلیفہ کا دل و جان سے مطیع ہوں' حسب دستور خدمت کے لیے موجود ہوں' حضور والا سلطان طغرل سے ہوشیار رہیں' یہ نہایت چلتا پرزہ ہے' آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں' میں سلطان طغرل سے فارغ ہو کر حاضر ہوں گا۔ ادھر سلطان طغرل نے بھی اپنا ایلچی روانہ کیا۔ خلیفہ نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کی سند بخشی' دارالامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کو دربار سے نکلوا دیا اور بلا جواب واپس کیا اور شاہی دارالحکومت کو مسمار کرا دیا۔

## لشکر بغداد کی شکست

خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے ۵۸۴ھ میں ایک فوج قزل ارسلان کی امداد پر وزیر السلطنت جلال الدین عبید اللہ بن یونس کی ماتحتی میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لیے روانہ کی' ماہ صفر میں یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی ہمدان کے قریب پہنچی۔ اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے حملہ کر دیا۔ وزیر السلطنت کو شکست ہوئی' سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا۔ لشکر بغداد پریشانی کی حالت میں بغداد واپس لوٹا۔

## قزل ارسلان کا انجام

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکز کے درمیان لڑائیاں ہو رہی تھیں' آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی' سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا' تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا' ابن وکلاء والئ فارس و خوزستان نے بھی اطاعت قبول کی' قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا' علماء شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ فتنہ و فساد ٹھنڈا ہو گیا' ہمدان واپس آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا' بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر نوبت بجوائی۔

اس کے بعد ایک دن شام کے وقت نیند کے عالم میں کسی نے قزل ارسلان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بہت کوشش کی گئی مگر قاتل کا پتہ نہ چلا' اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں گرفتار کر لیا گیا۔

قزل ارسلان کریم' حلیم' عادل' نیک سیرت اور خوش خلق تھا' برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کی موت کے بعد قتلغ بن بہلوان (قزل) ارسلان کا بھتیجا حکمران ہوا۔ سب شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے اس کے زیر قبضہ میں آ گئے۔

## قتلغ کی شکست

جب قزل ارسلان کو قتل کر دیا گیا تو سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا نکل آیا۔ شاہی فوجیں جمع ہو گئیں' ہمدان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ قتلغ بن بہلوان نے مدافعت پر کمر باندھی' ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ قتلغ شکست کھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل ہمدان پر قابض ہو گیا۔

## رے پر قبضہ

رے پہنچ کر قتلغ نے قلعہ بندی کر لی' خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اپنی امداد پر بلا بھیجا' چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ رے کے نزدیک پہنچا۔ قتلغ کو خوارزم شاہ کی جانب سے شبہ پیدا ہوا' اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی' لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ رے کے کسی قلعہ میں بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی۔ اس دوران سلطان برادر خوارزم شاہ کی نقل و حرکت کی اطلاع ملی جسے ان کے واقعات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔ خوارزم شاہ رے پر اپنی طرف سے ایک حاکم متعین کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس لوٹا۔

## خلیفہ کا فرمان

سلطان طغرل نے خوازم شاہ کی واپسی کے بعد رے کی طرف اپنے قدم بڑھائے' خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی' شب خون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا' خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیام بھیجا' معذرت کی' اتفاق سے جس وقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لیے ہوئے پہنچ گیا۔ خلیفہ نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت لکھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو تاکہ امن و امان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلیفہ کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ نے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔

## سلطان طغرل کا قتل

اس بات کی اطلاع سلطان طغرل کو ہو گئی لشکر جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں رے کے نزدیک دونوں فریقوں میں لڑائی ہوئی' سلطان طغرل نے بذات خود خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا' خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں جانب سے گھیر لیا۔ زخمی ہو گیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ کسی سپاہی نے سر اتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے' ہمدان اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلغ بن بہلوان کو متعین کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں' مساجق کو ان کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

## امیر ابوالہیجاء سمین کی برطرفی

اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کے وزیر ابن عطاف [1] نے ہمدان' اصفہان اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا چند دن بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم نے بیان کیا ہے۔ خلیفہ ناصر عباسی کی جانب سے امراء ایوبیہ میں سے ابوالہیجاء سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی طرف قدم بڑھائے' ازبک بن بہلوان نے ہمدان سے نکل کر بہ اظہار اطاعت نیاز حاصل کیا' ابوالہیجاء نے گرفتار کر لیا' خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا' ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت روانہ کیے۔

امیر ابوالہیجاء سمین' بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امراء مصر کا بااثر اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقے اس کے زیر حکومت تھے جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابوالہیجاء کو برطرف کر دیا' بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین سلطنت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی فتح کے لیے پیش قدمی کی۔

## دویر پر حملہ

ازبک بن بہلوان اپنے والد کے انتقال کے بعد بلاد آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ مسند حکومت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیوں میں پڑ گیا۔ کرج نے شہر دویر پر حملہ کیا اور محاصرہ کیا۔ اہل دویر نے ازبک بن بہلوان کے پاس وفد بھیجا' امداد کی درخواست کی' ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ کرج نے بزور شمشیر دویر سر کر لیا اور دل کھول کر اسے تباہ کیا۔

## کوکجہ کا خاتمہ

کوکجہ' [2] بہلوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے رے' ہمدان اور بلاد جبل پر قبضہ کر لیا۔ اپنے دوست اید غمش (یہ بھی بہلوان کا غلام تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا' اید غمش کو جب قوت حاصل ہو گئی تو حکومت کے لالچ میں کوکجہ پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے تمام شہروں پر جو کوکجہ کے زیر حکومت تھے' قبضہ کر لیا۔ ازبک بن بہلوان دبا دبایا پڑا رہا۔ وہ بالکل بے اختیار ہو چکا تھا۔

## مراغہ کا محاصرہ

ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ازبک مسند حکومت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت اور لہو و لعب میں مشغول ہو گیا۔ انتظام و سیاست سے یک قلم ہاتھ کھینچ لیا' والئی اربل مظفر الدین کو کبری اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس کی وجہ سے والئی اربل نے ازبک کے مقبوضات کا رخ کیا۔ علاء الدین بن قراسنقر احمدیلی والئی مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی۔ ازبک کے سارے حالات گوش گذار کیے۔ والئی مراغہ نے والئی اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ تبریز کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ ازبک نے اید غمش کو ان حالات سے آگاہ کیا اس وقت ہمدان اصفہان' رے اور تمام بلاد جبلیہ اید غمش ہی کے پاس تھے' دھمکی آمیز خط لکھا' والئی اربل کے اوسان خطا ہو گئے' بلا قتل و قتال اپنے مرکز

---

[1] ماہ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاف نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اس کا نام موید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۔

[2] خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امراء اور خدام بہلوان نے متفق ہو کر کوکجہ کو جو کہ بہلوان کے غلاموں میں ایک باثر اور صاحب الرائے شخص تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حکومت واپس گیا۔ علاء الدین بن قراسنقر والئی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ مگر اید غمش کا غصہ اس سے ٹھنڈا نہ ہوا ازبک کو ہمراہ لیے مراغہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا والئی مراغہ نے اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ دے کر مصالحت کر لی' اید غمش اور ازبک نے محاصرہ اٹھا کر واپسی اختیار کی۔

## بھائیوں میں نااتفاقی

والئی ماژندران حسام الدین اور اردشیر کے انتقال کے بعد اس کا بڑا بیٹا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے مقبوضہ علاقہ سے نکال دیا۔ پریشانی کی حالت میں جرجان پہنچا' شاہ بر تکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی جانب سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر کمر باندھی' اپنے بھائی بر تکش کو امداد پر مامور کیا۔ چنانچہ بر تکش جرجان سے ماژندران روانہ ہوا۔ راستے میں یہ اطلاع ملی کی والئی ماژندران جو اپنے والد کے بعد حکمران تھا فوت ہو گیا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا ہے مگر بر تکش نے ارادہ تبدیل نہ کیا' مسافت طے کر کے ماژندران پہنچا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والئی ماژندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی' ماژندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والئی ماژندران کا چھوٹا بیٹا قلعہ کوری میں بند ہو گیا سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے خط و کتابت شروع کی نرمی و مہربانی کا خواست گار ہوا۔ منجھلا بھائی تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

## ازبک کی کارروائی

۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمدیلی والئی مراغہ کا انتقال ہو گیا' کوئی بڑا بیٹا نہ تھا اس کے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ایک کم سن بچہ کو مسند حکومت پر فائز کیا۔ بعض امراء و سلطنت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا علم بلند کیا۔ اس نے ان کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں' باغیوں کو شکست ہوئی' علاء الدین قراسنقر کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا۔ ایک سال کے بعد ۶۰۵ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا' اس کے انتقال سے خاندان قراسنقر احمدیلی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ازبک بن بہلوان ان واقعات سے آگاہ ہو کر تبریز سے مراغہ آیا اور خاندان قراسنقر کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا' صرف وہی قلعہ باقی رہ گیا جس میں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال و اسباب اسی خادم کے قبضہ میں تھا۔

## اید غمش کی شکست

جب اید غمش کا قدم مضبوطی کے ساتھ حکومت پر جم گیا ہمدان' اصفہان اور رے اور بلاد جبلیہ پر قبضہ کر لیا' کثیر التعدد فوج بھی جمع ہو گئی' جاہ و جلال بھی بڑھ گیا تو خود مختار حکومت کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان (جس نے اس کو رباطن کو حکومت مرحمت کی تھی) کے بیٹے ازبک پر چڑھ دوڑا' ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنقلی نامی اید غمش کے روک تھام کے لیے اٹھا' ممالک بہلوانیہ کا ایک بڑا گروہ ساتھ ہو گیا۔ دنوں میں ہی کثیر فوج فراہم ہو گئی اس واقعہ میں اید غمش کو شکست ہوئی' سنقلی تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

شکست کھا کر اید غمش بغداد پہنچا' خلیفہ نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ عزت و احترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے

---

اپنا امیر بنایا۔ رے اور اس کے تمام بلاد قریبہ پر قابض کروایا۔ کوجہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر اصفہان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوجہ خوارزمیوں ان کی تلاش و جستجو میں طبس (بلاد مقبوضہ اسماعیلیہ) تک بڑھ گیا۔ لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ رے' ساوہ' قم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی' اصفہان' ہمدان' زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے لکھا' خلافت مآب نے درخواست کو قبول فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور بر طبق درخواست روانہ کیا اس سے کوجہ کی شان و شوکت کو چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی' مستقل حکمران ہو گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶' ۷۷

اید غمش نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔

## اید غمش کا انجام

خلیفہ نے اید غمش کو خلعت سے نوازا' پرچم حکومت عطا کیا' جس قدر شہر اس کے قبضہ میں تھے' ان کی سند حکومت عنایت فرمائی' فوجی امداد دینے کا وعدہ کر کے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ اید غمش بغداد سے ہمدان کی طرف واپس ہوا اور بغدادی افواج کے انتظار میں سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور سے سنکلی کو اید غمش کے حالات لکھ بھیجے اور ایک دن موقع پا کر اید غمش کو قتل کر دیا۔ سر اتار کر سنکلی کے پاس بھیج دیا۔ اید غمش کے تمام ساتھی منتشر ہو گئے۔ سنکلی اید غمش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قابض ہو گیا۔

اس واقعہ سے خلیفہ سخت ناراض ہوا۔ سنکلی کو دھمکی آمیز اور ناراضگی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کوئی توجہ نہ دی' خلیفہ نے اس کے آقا ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان کو اس کی شکایت لکھی' فوج کشی کے لیے کہا' امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسماعیلی والئی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد مساوی طور پر تینوں فریقوں میں ممالک مقبوضہ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ خلیفہ نے فوج کی روانگی کا حکم دیا' اپنے خادم سنقر معروف بہ وجہ السبع کو سپہ سالار متعین کیا' مظفر الدین کو کبری بن زین الدین علی کوچک والئی اربل و شہرزور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر کیا گیا۔

## سنکلی کی سرکوبی

یہ فوجیں تیزی کے ساتھ ہمدان کی جانب بڑھیں' سنکلی میں مقابلے کی قوت نہ تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا' پہاڑوں میں چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا' دامن کوہ پر پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی' لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا۔ صبح کو پھر دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں سنکلی کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چند دن ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج خوراک کی وجہ سے بھاگ جاتی مگر اس کی قسمت میں شکست لکھی تھی' جیسے ہی رات کی تاریکی پھیلی تو سنکلی پہاڑی کی چوٹی سے اتر کر بھاگ گیا۔ تمام ساتھی منتشر و متفرق ہو گئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتح مند گروہ نے سنکلی کے تمام علاقہ پر قبضہ کر کے حسب قرار داد آپس میں تقسیم کر لیا۔

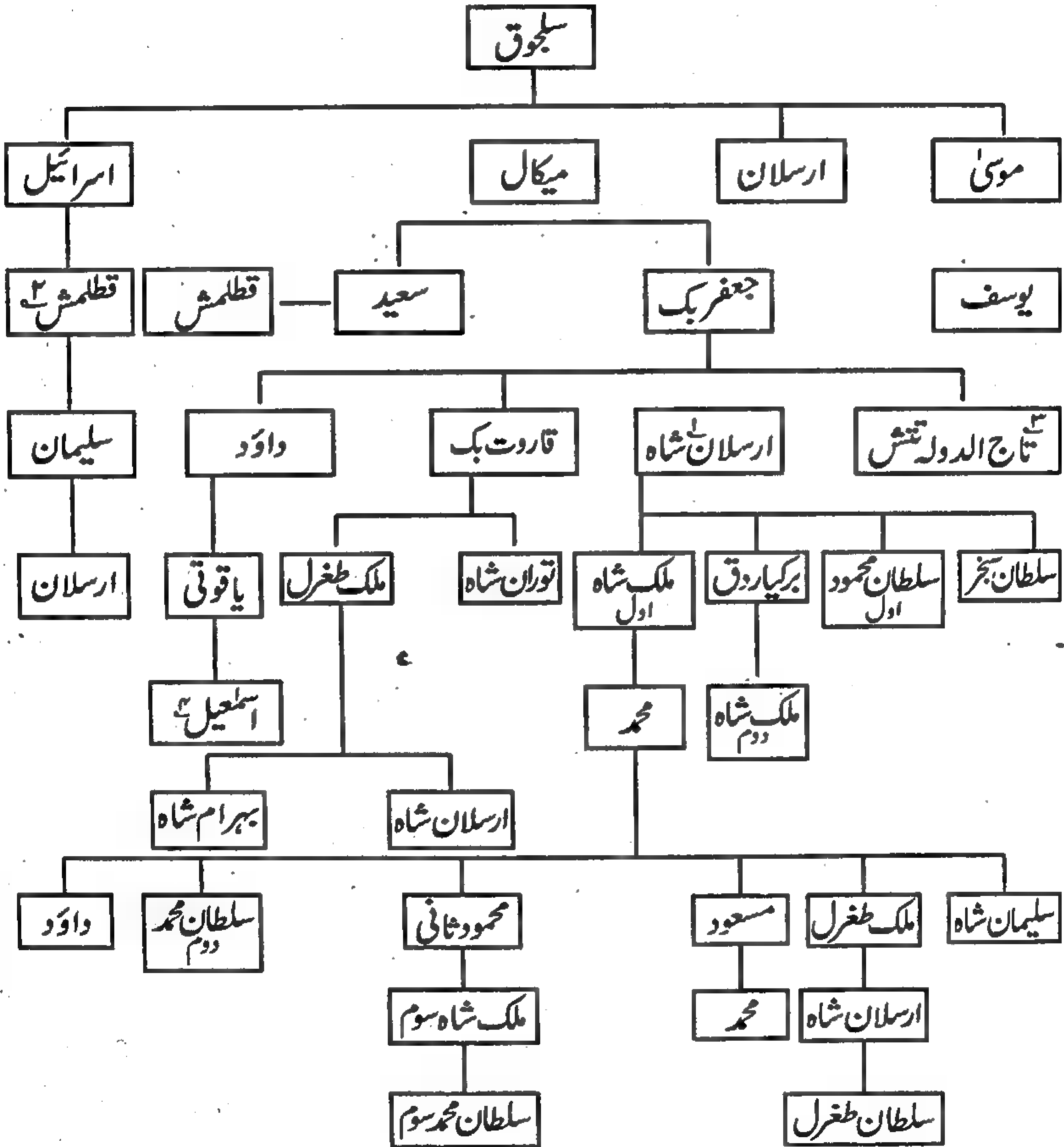
ازبک کے حصے میں جو شہر آئے ان پر اپنے بھائی کے غلام اغلمش کو مامور کیا۔ اغلمش نے قبضہ کر کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ سنکلی گرتا پڑتا ساوہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سر اتار کر ازبک کے پاس بھیج دیا اور بلاد جبل میں حکومت قائم ہو گئی یہاں تک کہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے' خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا' ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان واران نے خوارزم شاہ کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین' خراسان' فارس اور تمام ممالک مشرق سے منقطع کر دیا۔ صرف ازبک کا آذربائیجان پر قبضہ برقرار رہا۔

## جلال الدین محمد تکش کا انجام

پھر ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا۔ محمد تکش کے تمام مقبوضات ماوراء النہر' خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک ان کا اثر پہنچا ۶۲۱ھ میں ازبک بہلوان' چنگیز خان کا مطیع ہو گیا اور چنگیز خان کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا' لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا۔ عراق عجم اور فارس پر قبضہ کر لیا' آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی' ازبک آذربائیجان اور اران چھوڑ کر گنجہ چلا گیا۔ جلال الدین نے قبضہ کر کے گنجہ پر چڑھائی کی' ازبک نے گنجہ بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں بند ہو گیا۔ جلال الدین گنجہ پر بھی قابض ہو گیا۔ اسی پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ازبک کا انتقال ہو گیا۔ ایلدکز کے خاندان کی حکومت ختم ہو گئی۔ تاتاری تمام ملک پر قابض ہو گئے۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تکش کو بھی قتل کر دیا۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہو گئے۔ اب ہم یکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی طرف توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی سلطنت و حکومت سے پیدا ہوئی تھیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہما وھو الوارثین۔

## سلاطین سلجوقیہ کا شجرہ




۱ ارسلان یا الپ ارسلان مورث اعلیٰ سلاطین سلجوقیہ والی رے یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔

۲ قطلمش والی قونیہ و بلاد روم

۳ تاج الدولہ تتش والی بلاد روم

۴ والی آذربائیجان

# باب ۷

# ملک خوارزم محمد بن انوشتکین واتسز بن محمد

## انوشتکین کے حالات

انوشتکین خوارزمی حکمرانوں کا جد اکبر اور مورث اعلیٰ تھا‘ یہ ترکی الاصل اور غرشتان کے رہنے والے ایک شخص کا غلام تھا‘ اسی مناسبت سے انوشتکین غرشی کہلاتا ہے۔ امراء سلجوقیہ میں سے ملکابک نامی ایک سردار نے اسے خرید لیا۔ چونکہ انوشتکین میں غیر معمولی بہادری اور عقل و فہم تھی اس وجہ سے امیر ملکابک اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتکین کا بیٹا محمد اپنے والد کی طرح بہادر اور دانائی میں یکتا نکلا‘ انوشتکین نے اسے انتہائی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ چنانچہ آداب اور اخلاق کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا‘ امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا‘ بعض صوبجات کی حکومت پر مامور ہوا‘ بہت سلیقہ شعار اور منتظم تھا چند ہی دنوں میں اس کی شہرت پھیل گئی۔

## برکیاروق کی پیش قدمی

سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے جب حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیاروق کا چچا) مخالفت پر اٹھا‘ اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۴۹۰ھ میں برکیاروق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی قیادت میں ارسلان ارغون کے سر کرنے کے لیے روانہ کیں‘ روانگی فوج کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا۔ راستے میں ارسلان ارغو کے مارے جانے کی اطلاع ملی‘ ارسلان ارغو کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں برکیاروق نے اس خبر سے آگاہ ہو کر ارادہ تبدیل نہ کیا بلکہ اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ ارسلان ارغو کے نائبوں سے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سنجر کو متعین کیا۔

## محمد بن سلیمان کی سرکشی

محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیاروق کا رشتہ دار تھا‘ بغاوت و مخالفت کا علم بلند کیا۔ سنجر نے مقابلے پر کمر باندھی اور کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں تیل کی سلائیاں پھروا دیں‘ برکیاروق خوارزم پر اکنجی شاہ کو والی مامور کر کے خراسان سے عراق واپس آیا (زبان فارسی میں ”شاہ“ سلطان کو کہتے ہیں‘ خوارزم کو شاہ کی طرف مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدوم کر دیا۔ اکنجی شاہ ہو گیا۔

## قودز کی سرکوبی

برکیاروق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر میں سے امیر قودز اور امیر یار قطاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے ساتھ خراسان میں گئے تھے‘ بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گئے اور اکنجی شاہ والئی خوارزم پر جب کہ وہ سلطان برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہا تھا‘ مقام مرو میں حملہ کر دیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو اس کی خبر ہوئی‘ یہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انزا اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی‘ برکیاروق‘ امیر انز اور موید الملک کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی ابن ایتاخ کو فوج کا سپہ سالار بنا کر قودز و بارقطاش سے جنگ کے لیے خراسان واپس آیا۔ امیر داؤد ہرات کی جانب روانہ ہوا‘ امیر داؤد حبشی کی فوج نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارقطاش روانہ ہو گئے‘ امیر داؤد حبشی نے جیسے ہی دریائے جیحون عبور کیا بارقطاش نے بڑھ کر راستہ روکا۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ بارقطاش کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران امیر داؤد نے گرفتار کر لیا‘ اس واقعہ کی اطلاع قودز

تک پہنچی' فوج نے ہنگامہ کر دیا' قودز بخارا بھاگ گیا' والئی بخارا نے گرفتار کر لیا مگر چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی رہا بارقطاش' امیر داؤد کے پاس جیل میں قید رہا۔

بارقطاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا' فتنہ و فساد کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد ابن انو شتکین کو منتخب کیا' محمد انو شتکین نے انتہائی خوش اسلوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا' اخراجات میں کمی دکھائی۔ آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا' علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی' انصاف پسند تھا' رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرتا تھا ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر ہر سو پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انو شتکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ عزت افزائی کی۔

## خوارزم پر چڑھائی

محمد بن انو شتکین جن دنوں خوارزم میں موجود نہ تھا' کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد ابن اکنجی کے اکسانے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ اکنجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسے امیر قودز اور امیر بارقطاش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انو شتکین کو اس کی خبر ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاعی چٹھی بھیجی' امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلا گیا' ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کی راہ لی' محمد بن انو شتکین کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہو گیا

پھر محمد بن انو شتکین والئی خوارزم کا زمانہ انتقال آ گیا۔ اس کا بیٹا اتسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے والد کے قدم بقدم چلا' اتسز زمانہ حکومت محمد بن انو شتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی' شجاعت اور سیاست کی شہرت عام ہو گئی' شہر مقشلاغ کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری میں مزید اضافہ کر دیا۔ ہر ایک کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہونے لگا' شان و شوکت دوبالا ہو گئی سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا' چغل خوری شروع کر دی' وقت بے وقت کان بھرنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سما گیا ہے' اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اس بات سے سلطان سنجر آگ بگولا ہو گیا' بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا' لڑائی ہوئی' میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا اتسز کو شکست ہوئی' اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار و مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت مرحمت کی' اتابک کو وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ میں مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا سلوک ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد اتسز نے اہل خوارزم کے کہنے پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

## سلطان سنجر کی شکست

۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے جنگ ہوئی۔ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اس سے اتسز آگ بگولا ہو گیا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور اتسز کے مقبوضہ علاقوں میں دخل اندازی نہ کرے۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف بڑھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بغرا خان بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیر زادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے محمود کو بری طرح سے شکست دی' محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا۔ اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے' ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی' امداد

واعانت کی درخواست کی۔ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے لڑنے کے لیے چلا' دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا پر حملہ کر دیا زبردست لڑائی ہوئی' سلطان سنجر کو شکست ہوئی' بے شمار مسلمان مارے گئے' لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں' اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی طرف واپس ہوا اور بادشاہ خطا ماوراء النہر پر قابض ہو گیا اور ماوراء النہر ممالک مقبوضہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد اتسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا' سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مقابلہ کرنے والا نہ رہا' اتسز سرخس پر قابض ہو گیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے اتسز سے ملنے آئے' اتسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان کے پند و نصائح کو بڑی توجہ سے سنا اور قبول کیا اس کے بعد اتسز نے مرو شاہجہاں کی جانب پیش قدمی کی۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گزارش کی "آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں' اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں' ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہو گی" اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی' ہلڑ مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں پر چڑھ دوڑے' کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اتسز کے ساتھی جو کسی ضرورت کے تحت شہر میں گئے تھے' کھینچ کر باہر نکال دیا۔ اتسز اس سے آگ بگولا ہو گیا۔ حملہ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی' کئی دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ ننگے سر و پا اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی غلطی معاف کرانے کی غرض سے حاضر ہوا اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے روک دیا اور ان کی غلطی معاف کر دی مگر سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ ختم کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا اہل نیشا پور کا دل بھر آیا۔ انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا مگر آخری نتیجہ نے روک دیا' خاموشی اختیار کر لی۔

## صوبہ بیہق کی تباہی

اتسز نے مرو پر قبضہ کے بعد صوبہ بیہق کو فتح کرنے کے لیے فوج روانہ کی' پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا' تمام صوبہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ گاؤں' دیہات اور شہر تباہ کر دیئے گئے چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ انہی کی حرکت تھی۔ اس وجہ سے سلطان سنجر ان کاموں سے جو اتسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا مداخلت نہ کرتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی شہروں کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعوے دار تھے' اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر آ کر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا' جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط و قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا' لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تباہ کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی سرکوبی کے لیے تیاری کی' فوجیں فراہم کیں' معرکہ آراء ہوا مگر مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا گیا' اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت کو سخت نقصان پہنچا جو کسی طرح سے پھر ٹھیک نہ ہو سکا' گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا' مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے' جس کا جہاں سینگ سمایا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اتسز بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دبا بیٹھا' خود مختاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثتاً آئندہ حکمراں ہوئی' پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا مزید زیادہ خراب ہوئی اور حکومت پر زوال کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم مفصل ان کی سلطنت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق۔ منہ وکرمہ۔

تک پہنچی' فوج نے ہنگامہ کر دیا' قودز بخارا بھاگ گیا' والئی بخارا نے گرفتار کر لیا مگر چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی رہا بارقطاش' وہ امیرداؤد کے پاس جیل میں قید رہا۔

بارقطاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا' فتنہ و فساد کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ امیرداؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیرداؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد ابن انوشتکین کو منتخب کیا' محمد انوشتکین نے انتہائی خوش اسلوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا' اخراجات میں کمی دکھائی۔ آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا' علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی' انصاف پسند تھا' رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرتا تھا ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر ہر سو پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشتکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ عزت افزائی کی۔

## خوارزم پر چڑھائی

محمد بن انوشتکین جن دنوں خوارزم میں موجود نہ تھا' کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد ابن اکنجی کے اکسانے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ اکنجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسے امیر قودز اور امیر بارقطاش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انوشتکین کو اس کی خبر ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاعی چٹھی بھیجی' امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلا گیا' ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کی راہ لی' محمد بن انوشتکین کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہو گیا

پھر محمد بن انوشتکین والئی خوارزم کا زمانہ انتقال آ گیا۔ اس کا بیٹا اتسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے والد کے قدم بقدم چلا' اتسز زمانہ حکومت محمد بن انوشتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی' شجاعت اور سیاست کی شہرت عام ہو گئی' شہر مقشلاغ کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری میں مزید اضافہ کر دیا۔ ہر ایک کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہونے لگا' شان و شوکت دوبالا ہو گئی سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا' چغل خوری شروع کر دی' وقت بے وقت کان بھرنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سما گیا ہے' اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اس بات سے سلطان سنجر آگ بگولا ہو گیا' بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا' لڑائی ہوئی' میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا اتسز کو شکست ہوئی' اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار و مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت مرحمت کی' اتابک کو وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ میں مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا سلوک ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد اتسز نے اہل خوارزم کے کہنے پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

## سلطان سنجر کی شکست

۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے جنگ ہوئی۔ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اس سے اتسز آگ بگولا ہو گیا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور اتسز کے مقبوضہ علاقوں میں دخل اندازی نہ کرے۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف بڑھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بغرا خان بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیرزادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے محمود کو بری طرح سے شکست دی' محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا۔ اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے' ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی' امداد

و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے لڑنے کے لیے چلا' دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا پر حملہ کر دیا زبردست لڑائی ہوئی' سلطان سنجر کو شکست ہوئی' بے شمار مسلمان مارے گئے' لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں' اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی طرف واپس ہوا اور بادشاہ خطا ماوراء النہر پر قابض ہو گیا اور ماوراء النہر ممالک مقبوضہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد اتسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا' سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مقابلہ کرنے والا نہ رہا' اتسز سرخس پر قابض ہو گیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے اتسز سے ملنے آئے' اتسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان کے پند و نصائح کو بڑی توجہ سے سنا اور قبول کیا اس کے بعد اتسز نے مرو شاہجہاں کی جانب پیش قدمی کی۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گزارش کی "آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں' اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں' ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہو گی" اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی' ہلڑ مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں پر چڑھ دوڑے' کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اتسز کے ساتھی جو کسی ضرورت کے تحت شہر میں گئے تھے' کھینچ کر باہر نکال دیا۔ اتسز اس سے آگ بگولا ہو گیا۔ حملہ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی' کئی دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ ننگے سر و پا اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی غلطی معاف کرانے کی غرض سے حاضر ہوا' اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے روک دیا اور ان کی غلطی معاف کر دی مگر سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ ختم کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا اہل نیشاپور کا دل بھر آیا۔ انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا مگر آخری نتیجہ نے روک دیا' خاموشی اختیار کر لی۔

## صوبہ بیہق کی تباہی

اتسز نے مرو پر قبضہ کے بعد صوبہ بیہق کو فتح کرنے کے لیے فوج روانہ کی' پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا' تمام صوبہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ گاؤں' دیہات اور شہر تباہ کر دیئے گئے چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور در پردہ یہ انہی کی حرکت تھی۔ اس وجہ سے سلطان سنجر ان کاموں سے جو اتسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا' مداخلت نہ کرتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی شہروں کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعوی دار تھے' اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر آ کر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا' جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط و قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا' لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تباہ کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی سرکوبی کے لیے تیاری کی' فوجیں فراہم کیں' معرکہ آراء ہوا مگر مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا گیا' اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت کو سخت نقصان پہنچا جو کسی طرح سے پھر ٹھیک نہ ہو سکا' گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا' مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے' ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے' جس کا جہاں سینگ سمایا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اتسز بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دبا بیٹھا' خود مختاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثتاً آئندہ حکمراں ہوئی' پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا مزید زیادہ خراب ہوئی اور حکومت پر زوال کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم مفصل ان کی سلطنت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق۔ منہ و کرمہ۔

## اتسز بن محمد کا انتقال

والئی خوارزم اتسز بن محمد بن انوشتکین نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ نہایت عادل' نیک سیرت تھا' رعایا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسز خوارزم کا حکمراں ہوا' مسند حکومت پر فائز ہو کر اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں' پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا' اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا' سلطان سنجر نے خوارزم کی سند حکومت عنایت کی۔ اس کے بعد ترکان خطا نے تسخیر خوارزم کی غرض سے خروج کیا' ارسلان مقابلہ کے لیے نکلا' تھوڑی سی مسافت طے کی ہو گی کہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا' خوارزم واپس آیا' سرداران لشکر میں سے نظر امیر کو قائد مقرر کر کے فوج کو روانگی کا حکم دیا' ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے لڑائی ہوئی' ترکوں نے اس کو شکست دی' گرفتار کر لیا اور ماوراء النہر واپسی اختیار کی۔

# باب ۸

# علاء الدین تکش بن ارسلان

## محمود بن ارسلان

پھر والئی خوارزم ارسلان بن اتسز اسی مرض میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جا سکا تھا فوت ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمود مسند حکومت خوارزم پر بیٹھا' اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی' ارسلان کا بڑا بیٹا علاء الدین تکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا' چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری' بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا' امداد کی درخواست کی' خوارزم کی سرسبزی اور مال و دولت کا لالچ دیا' بادشاہ خطا لالچ میں آ گیا۔ آپس میں عہد و پیمان کیا اور ایک بڑی فوج لے کر علاء الدین تکش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی جانب پیش قدمی کی۔

## سلطان شاہ کی شکست

سلطان شاہ اور اس کی ماں' موید ای یہ والئی نیشا پور کے پاس چلی آئی تھی' (موید ای یہ سلطان سنجر کے بعد نیشا پور پر قابض ہو گیا) نذرانے اور تحائف دیئے' خوارزم کے مال و خزانہ کی طمع دلائی' موید ای یہ فوجیں مہیا کر کے خوارزم کو علاء الدین تکش اور ترکان خطا کے پنجے سے بچانے کے لیے سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا' بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تکش اس کی آمد سے آگاہ ہو کر میدان میں آ گیا' گھمسان کی لڑائی ہوئی' آخر کار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا' بھاگ نکلی' موید گرفتار ہو کر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا۔ علاء الدین تکش نے قتل کا حکم صادر کیا جس کی تعمیل فوراً کی گئی' سلطان شاہ نے گرتے پڑتے دہستان میں جا کر دم لیا' علاء الدین تکش نے تعاقب کیا دہستان کو پہنچ کر گھیر لیا' سلطان شاہ چھپ کر دہستان سے بھاگ گیا اس کی ماں گرفتار ہو گئی' علاء الدین تکش نے قتل کر دیا اور دہستان پر قبضہ کر کے خوارزم واپسی کی راہ لی۔

دہستان سے نکل کر سلطان شاہ نیشا پور پہنچا۔ یہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابوبکر ابن موید نیشا پور میں حکومت کر رہا تھا' چند دن قیام کے بعد سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

## ترکان خطا کی علاء الدین تکش پر چڑھائی

ترکان خطا نے علاء الدین تکش سے عہد نبھانے کا تقاضا شروع کیا' حسب قرارداد مال و دولت لینے کے لیے ایلچی بھیجے۔ علاء الدین تکش نے ترکان خطا کے ایلچیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ چند دن حیلے بہانے سے کام لیا' ایک دن چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مقرر کر دیا۔ ایک بھی زندہ نہ چھوڑا اور اس عہد و اقرار کو جو اس نے ترکان خطا سے کیا تھا' پس پشت ڈال دیا۔ سلطان شاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی' خوشی سے اچھل پڑا' غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا' علاء الدین تکش (اپنے بھائی) کی شکایت کی امداد کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مانوس ہیں' میری شکل کو دیکھ کر علاء الدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے' علاء الدین تکش سے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ بھی بدعہدی کی ہے' بادشاہ خطا پہلے ہی سے غصے میں بیٹھا تھا' فوراً تیار ہو گیا' ایک بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھائی کی۔ محاصرہ کیا' علاء الدین تکش قلعہ بند ہو گیا۔ مدافعت کی تدبیریں کرنے لگے' فوج نے علاء الدین تکش کے حکم سے نہر میں پانی جاری کر دیا' جیحون کے بند کھول دیئے گئے' زبردست سیلاب آ گیا' لینے کے دینے پڑ گئے' بادشاہ خطا کا لشکر

ڈوبتے ڈوبتے بچا' محاصرہ اٹھا کر ناکام واپس ہوا' بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بہت ملامت کی' سلطان شاہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

## سلطان شاہ کی کامیابی

سلطان شاہ نے اس کے بعد بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا "آپ میری قیادت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لیے روانہ کیجئے' میں قبضہ کی ذمہ داری لیتا ہوں' دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دنوں تاتاریوں اور سلطان سنجر میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے۔سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا' سلطان شاہ نے سرخس کی جانب پیش قدمی کی اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے حملہ آور ہوا' بڑی بے رحمی سے انہیں قتل و تباہ کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا رخ کیا والئی مرو نے دفاع کی کوشش کی' لڑائی ہوئی' آخر کار سلطان شاہ نے اس پر بھی بزور شمشیر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور وہیں قیام اختیار کیا' بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی مگر سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز) سے برابر لڑتا رہا' اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔

## طغان شاہ کا انتقال

آئے روز کی جنگ سے تنگ آ کر دینار غزی نے سرخس' طغان شاہ ابن موید والئی نیشاپور کے سپرد کر دیا' طغان شاہ نے اپنی جانب سے قراقوش نامی امیر کو سرخس کی حکومت عنایت کی' طغان شاہ نیشاپور چلا گیا' سلطان شاہ اس سے آگاہ ہو کر سرخس پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا' طغان شاہ کو اس کی اطلاع ملی' فوج آراستہ کر کے محاصرہ اٹھانے کے لیے سرخس آ پہنچا' جیسے ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا' طغان شاہ جنگ سے منہ موڑ کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے' قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس پر بھی قابض ہو گیا۔ نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ کی آئے روز کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی یہاں تک کہ ۵۸۲ھ میں طغان شاہ کا انتقال ہو گیا۔

## سنجر شاہ کی حکومت

طغان شاہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سنجر شاہ مسند حکومت پر بیٹھا' منکلی تکین (سنجر کے دادا کا غلام) کو حکومت سنجر پر غلبہ حاصل ہو گیا' سیاہ و سفید کا مالک و مختار بن گیا۔ یہ امر' امراء اور اراکین سلطنت کو ناگوار گزرا' اکثر امراء ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے' دینار غزی' ترکان غز کا ایک گروہ اپنے ساتھ لے کر کرمان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ منکلی تکین نے حکومت و سلطنت پر قابض ہو کر بہت ظلم کیے' نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا' اراکین سلطنت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔

## سنجر شاہ کو سزا

اس بات کی اطلاع خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو ملی۔ ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی' دو ماہ تک محاصرہ کیے رہا مگر کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ اہل نیشاپور نے زبردست مدافعت کی' مجبوراً محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور کو فتح کرنے کے لیے نکلا۔ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امان حاصل کر کے قبضہ دے دیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تکین کو قتل کر دیا اور سنجر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح ٹھہرایا' بعد یہ اطلاع ملی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط و کتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے سازش کر رہا ہے اس بناء پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

## مرو پر چڑھائی

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے یہ واقعہ کتاب مشارب التجارت میں اسی طرح بیان کیا ہے مگر اس کے علاوہ دیگر مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں علاء الدین تکش اور سلطان شاہ میں حکومت و ریاست حاصل کرنے کے بارے میں جھگڑا ہوا' علاء الدین تکش نے سلطان کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا

اور ترکان غز سے چھین لیا۔ چند دن بعد ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ بیشتر اراکین سلطنت کو قتل کیا' سلطان شاہ پریشان حال بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا۔ امداد کی درخواست کی' جنگی اخراجات کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا ایک بڑی فوج لے کر مرو پر حملہ آور ہوا' مرو' سرخس' نساء اور ابیورد سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا دیا اور اپنے مرکز حکومت واپس گیا۔

## شہاب الدین غوری کی آمد

سلطان غیاث الدین غوری حکمران ہرات ابو شنج اور باد غیس وغیرہ صوبہ خراسان اور سلطان شاہ والئی مرو' سرخس اور ابیورد سے خط و کتابت شروع ہوئی' ایک نے دوسرے کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے لکھا اور عدم تعمیل کی صورت میں دھمکی دی' ابھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیش قدمی شروع کر دی' غیاث الدین کے مقبوضہ شہروں پر شب خون مارنے لگا' تاوان اور جرمانہ جبرا" وصول کرنے لگا' سلطان غیاث الدین ان واقعات سے آگاہ ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔ سلطان شاہ کی گوشمالی اور مدافعت کے لئے بجستان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے بھانجے بہاء الدین سام والئی بامیان کو بطور کمک والئی بجستان کے ساتھ روانہ ہونے کے لیے لکھا' والئی بجستان اور بہاء الدین سام کوچ و قیام کرتے ہوئے ہرات پہنچے۔ سلطان شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی مجبورا" ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا' جنگ کی نوبت نہ آئی' اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہو گیا' سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو پھر حسب معمول سابق خط لکھا۔ غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے آگاہ کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندوستان میں تھا۔ اطلاع ملتے ہی مشتعل ہو گیا' فوج کو واپسی کا حکم دیا اور انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے خراسان پہنچا۔ خراسان میں سلطان غیاث الدین اور والئی بجستان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں' سلطان شہاب الدین غوری کے آ جانے سے بہت بڑی فوج ہو گئی۔ طالقان میں سب نے پڑاؤ کیا۔ سلطان شاہ نے ترکان غز' فسادیوں' لٹیروں اور بدمعاشوں کو اکٹھا کر کے فوج بلائی اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ پر آیا' دو مہینے تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہے۔ فریقین سینہ سپر ہو کر میدان میں آتے تھے لیکن لڑائی کی نوبت نہ آتی تھی۔

## علوی کی مخالفت

سلطان غیاث الدین اور سلطان شاہ میں مصالحت کی خط و کتابت ہو رہی تھی' آخر کار غیاث الدین بو شنج اور باد غیس اور بیورا کے قلعے سلطان شاہ کو دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہوا' بہاء الدین سام والئی بامیان اور والئی بجستان نے اس سے مخالفت کی' جنگ پر تیار ہوئے' غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھوانے کے لیے حاضر ہوا' امراء غوریہ اور سرداران لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے مگر غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی نہیں بولتا تھا۔ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ مجد الدین ا۔ علوی جو غیاث الدین کا خاص آدمی بنا ہوا تھا اور اس کا اثر اس قدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا تھا کر گزرتا' غیاث الدین دم نہ مارتا' اٹھ کر غضبناک لہجہ میں بولا "اس طرح سے صلح ہرگز نہ کی جائے گی میں ایک انچ زمین سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پھٹ گیا' کپڑے پھاڑ ڈالے' سر پر مٹی ڈالی' بال نوچ ڈالے' ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا "جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے۔ مگر علوی ہروی تجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہے۔" اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا کہہ کر غیاث الدین کی جانب مخاطب ہوا "حضور والا! جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور پر اپنا خون بہا کر ترکان غز' سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے کیا وہ ممالک ہم اس شخص کو دے دیں جسے اس کے بھائی نے نکال دیا ہے' تن تنہا ادھر ادھر مارا پھرتا ہے اور جب ہم اسے اپنے مقبوضہ شہر دے دیں گے تو اس کا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہو گا' علوی سے یہ نہ ہو گا۔ غیاث الدین بالکل چپ رہا' نہ ہاں کی اور نہ' شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا' ایلچی واپس چلا گیا۔

---

ا۔ اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک انچ چھوڑ کر صرف علوی ہروی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔

## جنگ کا آغاز

ان تمام واقعات سے سلطان شاہ کو آگاہ کیا' غوری لشکر نے پیش قدمی کی' مروالرود میں پہنچ کر جنگ کا آغاز کر دیا' سلطان شاہ کا لشکر خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا' جنگ کا میدان گرم ہو گیا' سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کی ایک بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی' سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہنچا' اس کے بعد بقیتہ السیف فوج بھی مرو آگئی۔ غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع علاء الدین تکش تک پہنچی' بہت خوش ہوا' سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا۔ فوراً" ایک فوج جیحون کی جانب روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جا سکے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شاہ کی گرفتاری اور جنگ کی غرض سے روانہ ہوا' کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی اطلاع ہو گئی' حواس باختہ ہو گیا' سیدھا غیاث الدین غوری کی جانب روانہ ہوا' غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا' عزت و احترام سے اپنے محل سرا میں اتارا' اور اس کے امراء و اراکین سلطنت کو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرایا۔

## علاء الدین تکش کے خطوط

سردیوں کا موسم ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک خط بھیجا "جس میں سلطان شاہ کی ان زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کے مقابلے میں کی تھیں' تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دیجئے" دوسرا خط غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا' لکھا تھا کہ "اگر سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں کوئی خیال کیے بغیر غیاث الدین پر عرصہ زمین بھی تنگ کر دوں گا۔" اتفاق سے جس وقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہنچا' اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین تکش نے اسے لکھا تھا' حاضر ہوا۔ غیاث الدین نے دونوں مراسلات کو بغور پڑھ کر علاء الدین کو جواباً" تحریر کیا" "یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے تمہارے پاس بھیج دوں' وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس پناہ لی ہے' بہتر ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دے دو' خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا عقد پڑھا دو۔"

## حملہ کی دھمکی

اس خط کو پڑھ کر خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) کافی دیر تک سکوت میں رہا' پھر اپنے امراء و اراکین سلطنت سے مشورہ کر کے تنبیہہ کا خط لکھا' لشکر کشی کی دھمکی دی" غیاث الدین نے جواب کی جگہ اپنے بھانجے ابو غازی (الپ غازی) اور بہاء الدین والئی بجستان کی زیر قیادت غوری فوج کو خوارزم کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا اور موید والئی نیشاپور کو لکھا کہ ان کی حمایت و امداد اپنا فرض اولین سمجھو' ہر وقت تیار رہو' (موید کی بیٹی غیاث الدین کی بیوی تھی) موید نے فوجیں مسلح کر کے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ کیا' خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) لشکر غوری سے مقابلے کے لیے خوارزم سے روانہ ہوا' راستے میں یہ اطلاع ملی کہ موید نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کی راہ پر قیام پذیر ہے' دل میں خطرہ پیدا ہوا اور خوارزم واپس ہوا' مال و اسباب اور خزانہ لے کر دریائے جیحون عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا اور خوارزم کو خالی کر دیا۔

## سلطان شاہ کا انتقال

خوارزم کے عوام اس سے بہت فکر مند ہوئے' رؤساء شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابو غازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کیا' گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی۔ اتنے میں آخر ماہ رمضان ۵۸۹ھ کا وقت آگیا' سلطان شاہ کی موت کا وقت آ گیا۔ دل کی دل ہی میں رہ گئی اور انتقال کر گیا' ابو الغازی سلطان شاہ کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں عنایت کر دیں۔

## صلح کا پیغام

اپنے بھائی سلطان شاہ کے انتقال کی خبر سن کر علاء الدین تکش خوارزم واپس آیا' سرخس اور مرو پر اپنا کوتوال متعین کیا' عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیج دیا۔ جس نے علاء الدین تکش کے کوتوال کو سرخس اور مرو میں داخل نہ ہونے دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہو گی' سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہیں رکھ سکتے۔" خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا' سسرالی رشتہ قائم کرنے کی درخواست کی' ایلچی کے ساتھ بطور وفد فقہاء خراسان اور روساء علویہ کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے' ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے اسلامی شہروں کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مرکز حکومت بنائیں تاکہ خطا کے کافر ترکوں سے اسلامی شہر محفوظ و مامون رہیں' چنانچہ غیاث الدین نے علاء الدین تکش سے مصالحت کر لی اور اس کے بھائی کے تمام مقبوضہ شہروں کو اس کے حوالہ کر دیا۔

اس بات کی اطلاع ترکان غز کو ملی تو منہ میں پانی بھر آیا' لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹنے لگے' دیہات' قصبات اور شہروں کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیئے' علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں مہیا کیں' سرخس' مرو' نساء اور ابیورد کا شیرازہ نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو مامور کیا' ترکان غز کے دانت کھٹے کر دیئے۔

## موید کا قتل

ترکوں سے نپٹنے کے بعد طوس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا' طوس پر موید کا قبضہ تھا' علاء الدین تکش کے حملہ کی خبر سن کر طوس کو بچانے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے آگاہ ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا مصلحتاً خوارزم کی جانب واپس ہوا۔ راستہ میں جس قدر کنویں اور چشمے ملے سب کا پانی خراب کرتا گیا۔ موید تعاقب میں چلا پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا' جس وقت کف دست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بے تاب ہوئی' علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا' موید کی فوج مقابلہ نہ کر سکی' شکست کھا گئی اور موید گرفتار ہو گیا۔ علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا' علاء الدین تکش نے فوراً قتل کر دیا' کامیابی کے ساتھ خوارزم واپسی اختیار کی۔

## نیشاپور پر حملہ

نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طغان شاہ حکمران ہوا' آئندہ سال علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر حملہ کیا' محاصرہ کیا' طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا' قسمت میں شکست لکھی تھی' گرفتار ہو گیا' علاء الدین تکش نے نیشاپور اور طغان شاہ کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قابض ہو گیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل و عیال اور عزیزوں کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا' علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اس وجہ سے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ کون سی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## امداد کی درخواست

اس سے قبل ہم سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل' ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کی کفالت میں تھا۔ سلطنت کا کاروبار' ملک کا نظم و نسق ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کے قبضہ میں تھا' بہلوان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران ہوا' اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈال دیا۔ ازبک کے انتقال پر اس کا بھتیجا قتلغ بن بہلوان حکمران ہوا۔ قتلغ انتہائی کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا۔ جیل سے نکل بھاگا' ۵۸۸ھ میں فوجیں تیار کر کے قتلغ پر حملہ کر دیا' قتلغ کو شکست ہوئی' رے جا کر دم لیا۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی' علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آیا۔ قتلغ کو اپنی اس حرکت پر شرمندگی ہوئی' ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا' خوارزم شاہ رے پر قابض ہو گیا' قلعہ طبرک کو بھی دبا لیا' جب اسے اطلاع ملی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ

خوارزم کی جانب بڑھ رہا ہے تو رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ متعین کر کے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ اطلاع ملی کہ اہل خوارزم نے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ کو ناکام واپس کر دیا۔ خوارزم شاہ اس سے بہت خوش ہوا۔ خوارزم پہنچ کر موسم سرما ختم ہونے تک قیام پذیر رہا۔

اس کے بعد ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے مرو روانہ ہوا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا' والئ قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی جانب سے تھا امان حاصل کر کے قلعہ سپرد کر دیا۔خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا اور سلطان شاہ اسی سنہ میں انتقال کر گیا' میدان خالی ہو گیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ خوارزم نے مرو' ابیورو' نساء' طوس اور تمام مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کر لیا' مال اور خزانہ پر بھی قبضہ کر لیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کر کے مرو کی حکومت مرحمت کی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ میں پیش آئے۔

## رے پر چڑھائی

سلطان طغرل سلجوقی نے ۵۹۰ھ میں رے پر لشکر کشی کی۔ ایناج جو خوارزم شاہ کی جانب سے حاکم رے تھا رے چھوڑ کر بھاگ نکلا' خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے کو بھیجا' اتفاق سے جس وقت قتلغ ایناخ کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا' اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی فرمان خلافت لے کر پہنچا جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت لکھی تھی۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا کہ خلیفہ تمہیں سلطان طغرل کے مقبوضہ ممالک کی سند حکومت بھی عنایت فرماتے ہیں' اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو۔" چنانچہ خوارزم شاہ' نیشاپور سے رے روانہ ہوا' قتلغ ایناخ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیاز مندانہ حاضر ہوا اور اس کی رکاب میں رے کی جانب چلا۔خوارزم شاہ نے پہنچتے ہی سلطان طغرل پر اس سے قبل کہ وہ اپنی فوج کو جمع اور آراستہ کر کے میدان جنگ میں آئے' حملہ کر دیا۔ تاج دار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس پڑا' خوارزمیوں نے چاروں جانب سے گھیر کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۴ ربیع الاول ۵۹۰ھ کا ہے۔ خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سر دار الخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قبضہ کر لیا۔

موید الدین بن قصاب وزیر السلطنت کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا' ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے موید الدین کی جانب کوچ کیا' موید الدین کو خطرہ پیدا ہوا' کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا،خوارزم شاہ نے ملاقات تک نہ کی۔ خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا' ہمدان اور اس کے تمام ملحقات کی حکومت قتلغ ایناخ کو مرحمت کی' اپنے غلاموں اور خادموں کو جاگیریں عطا کیں' میا جق کو ان سب کا سردار متعین کیا اور خوارزم لوٹ گیا۔

## قتلغ ایناخ کو شکست

خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میا جق اور قتلغ ایناخ میں جھگڑا ہو گیا۔ ۵۹۱ھ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ قتلغ ایناخ کو شکست ہوئی' وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا' خوزستان پہنچ کر قبضہ کر لیا' خوزستان کے علاوہ بیشتر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اس کے امراء کے قبضہ میں تھے' قبضہ کر لیا۔ بنی شملہ اور ان کے امراء کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا' بڑی تسلی سے ملک کا انتظام چلانے لگا۔

شکست کھانے کے بعد قتلغ ایناخ پریشانی کے عالم میں وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا' امداد کی درخواست کی' وزیر السلطنت نے اسے تسلی و تشفی دی اور فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا' میا جق اور خوارزم شاہ کا بیٹا مقابلہ کی نیت سے نکلے' مگر جیسے ہی وزیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا' میا جق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیرباد کہہ کر رے کی راہ لی اور وزیر السلطنت ہمدان پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۹۱ھ میں پیش آیا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قتلغ ایناخ نے رے کا رخ کیا' خوارزمی لشکر نے رے بھی چھوڑ دیا' دامغان کی جانب روانہ ہوا' وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا' بسطام اور جرجان تک تعاقب کر کے واپس آئی' وزیر السلطنت نے رے اور اس کے اردگرد کے تمام شہروں پر اپنی کامیابی کے ساتھ قدم جما دیئے۔

اس کے بعد قتلغ ایناخ نے وزیر السلطنت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت کو شاہی کے لیے تیار

ہوا' رے کا محاصرہ کیا چند روز بعد قتلغ اینانج مغلوب اور زیر ہوا' رے چھوڑ کر سادہ چلا گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا مقام دربند کرخ میں مقابلہ ہو گیا ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے' قتلغ اینانج بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ساری فوج ماری گئی وزیر السلطنت نے ہمدان کی جانب کوچ کیا' تین مہینے تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رکھا۔

## وزیر موید الدین کا انتقال

وزیر السلطنت کی حرکات سے تنگ آ کر خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے وزیر السلطنت کے ان کاموں پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا' وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا' خوارزم شاہ سخت ناراض ہوا' فوج آراستہ کر کے ہمدان کی جانب بڑھا' اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہنچنے سے قبل وزیر السلطنت کا انتقال ہو گیا تھا' ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی' خوارزم شاہ نے اسے شکست دی' اور انتہائی سختی سے پامال کیا' وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا' سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے میدان جنگ میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر قبضہ کر کے اصفہان فتح کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قابض ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپسی اختیار کی۔

## اصفہان پر قبضہ

ابھی خوارزم شاہ واپس ہو ہی رہا تھا کہ خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی قیادت میں اصفہان آ پہنچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلا سحت کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی سپاہ اور اس کے حکمراں کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ درخواست کی تھی کہ "خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں' ہم لوگ بڑی خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے۔ خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔" جب بغدادی لشکر اصفہان کے نزدیک پہنچا خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا' اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی' سیف الدین طغرل قابض ہو گیا۔

## رے پر قبضہ

اس کے بعد بہلوان کے غلاموں نے جمع ہو کر اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنا لیا اور رے کی جانب قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی' رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر چڑھائی کی اور اسے بھی پا لیا' اس سے کوکجہ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ بادشاہت کا لالچ پیدا ہوا' دارالخلافت بغداد میں نیازمندی کی چٹھی بھیجی' رے جوار رے' سادہ قم' قاشان اور اس کے ملحقات کی سند حکومت طلب کی' اصفہان' ہمدان' زنجان اور مرودیوان خلافت کو حوالہ کرنے کے لیے لکھا' خلیفہ نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر حکم نامہ روانہ کر دیا۔

## غیاث الدین غوری کی دھمکی

اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عنایت کی تھی' خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسے وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الآخر میں فوت ہو گیا' ایک بیٹا جس کا نام ہندو خان تھا چھوڑ گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری مرحمت کی تھی۔

خوارزم شاہ نے جب رے' ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا' ابن قصاب اور بغدادی فوج کو شکست دی' خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی' خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا' غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھ بھیجا کہ "مابدولت و اقبال کی مرضی یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لو تاکہ خوارزم شاہ عراق کا ارادہ ترک کر دے" غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی' خوارزم شاہ فکر میں پڑ گیا' پریشان ہو گیا نہ مقابلے کی قوت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا۔ غور و فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی' غیاث الدین غوری کے مقابلے میں امداد چاہی اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھا دی کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلوتہی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر اسی طرح قبضہ کر لے گا جیسے کہ بلخ پر قبضہ کر لیا

ہے۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور ماوراء النہر پر قبضہ رکھنا مشکل ہو جائے گا۔"

## شاہ خطا کی بلخ پر چڑھائی

چنانچہ بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر حملہ کر دیا' بہاء الدین سام والئی بامیان کو جو ان دنوں بلخ میں تھا' بلخ چھوڑ دینے کے لیے لکھا' دیہاتوں' قصبات اور شہروں پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا' ادھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا' امراء غوریہ محمد بن جرجک حاکم طالقان' حسین بن خرمیل اور خروش وغیرہ اس صورت حال کو دیکھ کر خراسان میں اکٹھے ہوئے' فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا زبردست لڑائی ہوئی' آخر کار میدان امراء غوریہ کے ہاتھ میں رہا' بادشاہ خطا کو شکست ہوئی' مارتے مارتے جیحون تک پہنچا دیا۔ بہت سے قتل کیے گئے اور بے شمار دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

## شاہ خطا کو شکست

اس شکست اور نقصان کی ذمہ داری بادشاہ خطا نے خوارزم شاہ پر ڈال دی' اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی' غیاث الدین غوری سے تعلقات پہلے ہی خراب تھے۔ بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بڑی سوچ بچار کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت پیش کی' سلطان غیاث الدین نے کئی بار کے اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی' خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرماں برداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا جنہیں بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا' جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ "تمہاری قوم اور تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی' بلکہ تمہیں ملک گیری کی طمع تھی' بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ تکلیفیں پیش آئیں' میں سلطان غیاث الدین کی حکومت کا فرمانبردار ہو گیا ہوں مجھ سے کوئی توقع نہ رکھو۔"

اس جواب سے بادشاہ خطا آگ بگولا ہوا' خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی' خوارزم پر محاصرہ کیا خوارزم شاہ نے مدافعانہ جنگ شروع کی' لشکر خطا بہت سا جانی اور مالی نقصان اٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصے نے بخارا جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا' بخارا پہنچ کر محاصرہ کیا' اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے' آخر خوارزم شاہ نے ایک عرصہ کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور شمشیر ۵۹۴ھ میں اسے فتح کر لیا اور کچھ مدت قیام کر کے خوارزم کی طرف واپسی کی۔

## میاجق کی گرفتاری

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے ربیع الاول ۵۹۵ھ میں رے اور بلاد جبل کی جانب کوچ کیا' گورنر میاجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت و مخالفت کا علم بلند کیا تھا' خوارزم شاہ کی آمد کی اطلاع سن کر میاجق رے چھوڑ کر بھاگ گیا' خوارزم شاہ نے میاجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا' میاجق نے تعمیل نہ کی' خوارزم شاہ نے تعاقب شروع کر دیا' میاجق ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میاجق کے بہت سے ساتھیوں نے خوارزم شاہ سے امان حاصل کر کے میاجق کا ساتھ چھوڑ دیا۔ میاجق نے ماژندران کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی' قلعہ بند ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا' چنانچہ میاجق پابہ زنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں قید کر دیا۔

ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں دی' خلیفہ ناصر عباسی بے انتہا خوش ہوا' اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت مرحمت کیا اور ان صوبجات کی سند حکومت عنایت فرمائی' خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا اور بے حد خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

## ملحدوں کی سرکوبی

خوارزم شاہ نے اس کے بعد ملحدوں [۱] کی سرکوبی کی جانب توجہ کی' قزوین کے نزدیک ان کا ایک قلعہ تھا اسے فتح کیا' ملحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی' خوارزم شاہ نے بھی اس کا محاصرہ کر لیا۔ صدر الدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ رے اس محاصرے میں شہید ہوئے' خوارزم شاہ انہیں بے حد دوست رکھتا تھا' دربار شاہی میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی' چند روز محاصرہ کر کے خوارزم کی طرف واپس ہوا۔ راستے میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو غفلت کی حالت میں قتل کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا'قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ کیا' ملحدوں نے جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا' لڑائی جاری رکھی' اتنے میں اس کے والد (خوارزم شاہ) کی بیماری کی اطلاع ملی' مصالحت کر لی اور زر تاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپسی اختیار کی۔

## علاء الدین تکش کا انتقال

خوارزم شاہ رمضان المبارک ۵۹۶ھ میں نیشا پور جا رہا تھا راستے میں بیمار ہو گیا۔ بیماری بڑھ گئی' اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا' قطب الدین محمد آنے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن الپ ارسلان بن اتسز بن محمد انوشتگین) کا انتقال ہو گیا۔

## علاء الدین ثانی

خوارزم شاہ کے قبضہ میں اس وقت خوارزم' رے' ہمدان' بلاد جبلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا'اس کے انتقال کے بعد قطب الدین محمد پہنچا' اراکین سلطنت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی' علاء الدین کا لقب دیا۔ (یہی لقب اس کے والد کا تھا) علاء الدین ثانی نے اپنے والد کا جنازہ خوارزم پہنچا کر اس مدرسہ میں دفن کیا جس کی تعمیر علاء الدین خوارزم شاہ نے کرائی تھی۔

## علاء الدین تکش کے خصائص

خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) انتہائی عادل' نیک کردار' فنون جنگ کا ماہر' سیاسیات سے واقف' اصول فقہ اور فقہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری' بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ میں عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی مگر خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کے انتقال کی خبر غزنی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین دن غزنی کا دربار سوگ میں بند رکھا گیا۔

---

۱۔ غالباً مورخ نے ملحد سے فرقہ باطنیہ مراد لیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقرر مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے آئندہ محاصرہ کیا تھا۔

# باب ۹

# علاالدین محمد بن تکش اور تاتار

## مسند نشینی

مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے اپنے بھائی علی شاہ کو جو کہ اپنے والد علاء الدین تکش کے انتقال کے وقت اصفہان میں تھا، طلبی کا خط لکھا۔ اس بناء پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا' اہل اصفہان نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی' علی شاہ نے نیشاپور کا رخ کیا' نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے انتقال کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا تھا چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد علاء الدین تکش کے بیٹوں میں تنازعہ کا سلسلہ چلا آ رہا تھا' اس کے باعث ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خوفزدہ رہتا تھا' علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے انتقال پر مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو کا رخ کیا۔

ہندو خان نے اس کے بعد فوج تیار کر کے خراسان پر حملہ کیا' خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنقر ترکی کی قیادت میں ہندو خان کے مقابلے کے لیے فوجیں روانہ کیں' ہندو خان کو مقابلہ کی جرات نہ ہوئی' کمزوری اور بزدلی سے بھاگ گیا۔ غیاث الدین غوری کے پاس پہنچا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا' امداد و اعانت کا وعدہ کیا' جنقر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خان کی والدہ اور اس کے بیٹوں کو بعزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

## مرو پر چڑھائی

والئی طالقان محمد بن جربک کے نام غیاث الدین غوری نے لکھا کہ جنقر ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو' چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا رخ کیا' جنقر ترکی کے پاس خط بھیجا' مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی' عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی' جنقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ٹکا سا جواب دیا مگر خفیہ طور پر امان کی درخواست کی' شہر حوالے کرنے کا وعدہ کیا' یہی وجہ تھی کہ غیاث الدین غوری کی ملک گیری کی ہوس بڑھ گئی' خوارزم شاہ کے ممالک مقبوضہ پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا' اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر چڑھائی کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

گورنر مرو جنقر ترکی نے جب غیاث الدین غوری سے امان حاصل کر کے مرو سپرد کر دیا، غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کے لیے بلا بھیجا' غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا' عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی' غور اور بجستان کی فوجیں لیے ہوئے آ گیا۔ ماہ جمادی الاول ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقہ کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی' طالقان کے نزدیک جنقر ترکی والئی مرو کا خط موصول ہوا' لکھا تھا کہ "جس قدر جلد ممکن ہو مرو پر آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے" شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر حملہ کیا' خوارزمی فوج جو اس وقت مرو میں تھی' مقابلہ پر آئی' اہل مرو بھی خوارزمی لشکر کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے' لڑائی ہوئی' شہاب

الدین غوری نے انہیں شکست دے کر اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا۔ ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہر پناہ کو مسمار کرنے کے لیے بڑھا۔ اہل شہر نے یہ صورت حال دیکھ کر اطاعت قبول کر لی' شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا' جنقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا' مرو سر کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا۔ جنقر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور مرو ہندو خان ملک شاہ کے سپرد کر دیا۔

## غیاث الدین غوری کی پیش قدمی

غیاث الدین غوری نے مرو کو فتح کرنے کے بعد سرخس کا رخ کیا۔ سرخس صلح و امان سے سر ہو گیا۔ اپنے چچا زاد بھائیوں میں سے زنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی' نساء اور ابیورد کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا' طوس کی جانب پیش قدمی کی' تین روز کے محاصرہ جنگ کے بعد اہل طوس نے امان کی درخواست کی' شہاب الدین نے انہیں امان دی اور طوس پر قابض ہو گیا۔

## نیشاپور کی فتح

اس کے بعد علی شاہ بن خوارزم شاہ تکش (علاء الدین محمد کا نائب) والئی نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا' علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کر دیا' غیاث الدین نے حملہ کا حکم دے دیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا میدان گرم ہو گیا ایک جانب غیاث الدین نے حملہ کیا۔ دوسری طرف سے اس کا بھائی شہاب الدین اپنی زیر کمان فوج لے کر بڑھا' باغات کاٹ ڈالے' کھیتیاں تباہ کر دیں' دیہات اور قصبات کو تہس نہس کر دیا' قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور شمشیر نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ الامان الامان کا شور برپا ہوا۔ امان دی گئی علی شاہ گرفتار ہو کر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ غیاث الدین غوری انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی جانب بھیج دیا۔

## ضیاء الدین محمد کی تقرری

اپنے چچا زاد بھائی اور داماد ضیاء الدین محمد بن علی غوری کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا۔ نیشاپور کو مرکز حکومت بنانے کا حکم دیا۔ علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔ جس کا جو مال یا اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا کافی معاوضہ دیا۔ انعامات دیئے' صلے دیئے' ان کاموں سے فراغت کے بعد ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کے سپرد کر دیا۔

## فرقہ اسماعیلیہ پر عذاب

شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی جانب پیش قدمی کی۔ رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے کہہ دیا کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں۔ شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا' جتنے لڑنے والے تھے قتل کر دیئے گئے' لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات مسمار کر دیئے گئے' گاؤں اجڑ گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی جانب پیش قدمی کی جو قہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند روز کے محاصرہ کے بعد بغیر لڑائی کے فتح کر لیا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم متعین کیا۔ بدعات دور ہو گئیں' شعائر اسلام قائم ہو گئے۔ اسی دوران والئی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا' لکھا تھا "آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دخل اندازی شروع کر دی ہے۔ متعدد مقامات کو فتح کر لیا ہے۔ ہم نے کوئی بدعہدی نہیں کی' پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھی ہے۔" سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات پر دست اندازی نہ کرو۔ محاصرہ اٹھا کر میرے پاس چلے آؤ۔ اس وقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پا کر پیچ و تاب کھانے لگا۔ بالآخر تعمیل سے انکار کر دیا۔ غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا' "آپ کو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہو گی' اگر آپ تعمیل نہ کریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کروں گا' امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں۔ شہاب الدین کو اس سے بڑا غصہ آیا' لیکن بھائی کا حکم تھا چپ ہو گیا۔ محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کی راہ لی۔

ا۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

## علاء الدین محمد بن تکش کی نیشاپور پر چڑھائی

علاء الدین محمد بن تکش المعروف خوارزم شاہ کو جب یہ اطلاع پہنچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں خراسان سے واپس چلی گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اس وقت غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا اور جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ واپس نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔ اس وقت آپ کے پاس بھاگنے کی کوئی راہ نہیں رہے گی' چونکہ سلطان غیاث الدین نقرس کے مرض میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا' جواب کے بھیجنے میں شہاب الدین کی واپسی کے انتظار میں تاخیر کی' خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو جو نیشاپور میں تھا شہر خالی کرنے کے لیے لکھا اور جنگ کی دھمکی دی' علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے آگاہ کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا "تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں ہی رہو میں تمہیں کافی طور پر مدد دوں گا۔" خوارزم شاہ نے آخر ۱۵ ذی الحجہ ۵۹۷ھ میں فوجیں تیار کر کے نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ابیورد کے نزدیک پہنچ گیا۔

ہندو خاں (غیاث الدین کا آزاد غلام) ابیورد چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا' خوارزم شاہ مرو' نساء اور ابیورد پر قابض ہو گیا۔ نیشاپور پر چڑھائی کی۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈال کر لڑائی کا آغاز کر دیا عرصہ تک جنگ کا سلسلہ قائم رہا' آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید' اور محاصرہ جنگ سے تنگ آ کر امان کی درخواست کی اور غوریوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی' اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ کسی قسم کی ایذا و تکلیف ان کو نہ پہنچائی۔

شہر پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری سے کہا "بہتر ہو تاکہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صلح کرا دیتے" علاء الدین غوری نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا "میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہیے" مگر علاء الدین غوری' غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کے غیاث الدین کی طرف سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے رنجش پیدا ہو گئی تھی' ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور جائیداد تھی۔ حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ کا ایک باا ثر شخص تھا نیشاپور ہی میں رہ گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور اپنا گرویدہ کر لیا۔

## امیر زنگی کی چالاکی

خوارزم شاہ نیشاپور کی مہم سے فراغت پا کر سرخس کی طرف چل دیا۔ امیر زنگی' سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ چالیس روز تک محاصرہ کیے رہا' رات دن لڑائی ہوتی رہی۔ شدت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی' اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا "آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں" خوارزم شاہ اس کے دھوکے میں آ گیا۔ شہر پناہ کے دروازے سے محاصرہ اٹھا لیا' امیر زنگی نے رسد غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں جمع کر لیا۔ کمزور اور ناتوانوں کو جو محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے' شہر سے نکال دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا "اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہو گا" خوارزم شاہ کو بڑی شرمندگی ہوئی' محاصرہ اٹھا کر چلتا ہوا مگر روانگی کے وقت چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

## علاء الدین محمد کی واپسی

خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن جربک گورنر طالقان امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا[۱]۔ خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر سن کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر زنگی اور محمد بن جربک مرو رود پہنچے' مرو رود اور اس کے نواح کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی قیادت میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نو سو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی' بہت بری

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

طرح سے شکست ہوئی' بہت سے قید کر لیے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ہاتھ پاؤں پھول گئے' ساری توقعات ملیامیٹ ہو گئیں' آخر کار مجبوراً" خوارزم واپسی اختیار کی۔

## حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری

خوارزم پہنچنے کے بعد خوارزم شاہ نے غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا پیغام بھیجا' غیاث الدین نے امیر کبیر حسن محمد مرغنی کی معرفت جواب روانہ کیا۔ بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا مگر درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا خوارزم شاہ اس دھوکہ وہی کو سمجھ گیا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرے کے ارادے سے ہرات روانہ ہوا۔ حسن بن محمد مرغنی نے خفیہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے' چنانچہ عمر بن محمد مرغنی' خوارزم شاہ کے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

## ہرات پر چڑھائی

خوارزم شاہ کی ہرات پر چڑھائی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ کا (یہ محمد بن تکش کا چچا تھا) سرخس میں انتقال ہو گیا' اس کے مصاحب امیروں میں سے دو بھائی جس میں ایک کا نام امیر حاجی تھا' غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے' غیاث الدین عزت و احترام سے پیش آیا' ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا' ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر لینے کا سندیسہ بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہوئے' خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے ہرات پر چڑھائی کر دی۔

عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی چابیاں انہی دونوں بھائیوں کے سپرد کر دی تھیں اور یہ خیال کر کے کہ یہ خوارزم شاہ کے مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہیں کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی سازش کا حال بہ حالت قید حسن مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والئی ہرات کو لکھ بھیجا' عمر مرغنی کو یقین نہ ہوا' حسن مرغنی نے اسے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لیے لکھا تھا۔ بھیج دیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں' پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ فوراً" امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ کے مقابلے پر خود تیاری باندھی (اس دوران الپ غازی' بھانجا غیاث الدین) غوری لشکر لے کر آ گیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا' رسد و غلہ کی آمد بند کر دی گئی۔

## خوارزمی فوج کی ناکامی

دشمن کی توجہ کو ہٹانے کے خیال سے خوارزم شاہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا' حسن بن خربک نے مقابلہ کیا' لڑائی ہوئی' خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ہوئی' ساری فوج ماری گئی ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجا بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا' خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر کے نزدیک بوغانی نے مورچہ قائم کیا' رسد و غلہ کی آمد کے جو راستے کھلے تھے انہیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ کے لیے اب کوئی راستہ نہ رہ گیا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر آ پہنچا' چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہند میں اس کے بھائی شہاب الدین کی کمان میں تھا اور فوج کا کچھ حصہ غزنی کی حفاظت پر تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیش قدمی نہ کی' چالیس دن محاصرہ کیے ہوئے ہو چکے تھے۔

## خوارزم شاہ کی واپسی

اس بات کی خبر خوارزم شاہ کو مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے کوئی بھی زندہ نہیں بچا' شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آ رہا ہے' گھبرا گیا' بہت پریشان ہوا۔ اس خوف سے کہ مبادا میں ایسے محاصرہ میں نہ آ جاؤں کہ جس سے خلاصی ناممکن ہو ہرات کا محاصرہ اٹھا لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو چلا آیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ میں پیش آیا۔

اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہنچا' خوارزم شاہ نے خراسان میں جو کچھ دست درازی کی تھی' اس سے آگاہ ہوا' فوجیں تیار کر کے غزنی سے بلخ آیا' بلخ سے خوارزم شاہ سے جنگ کے لیے بامیان پہنچا' اس کے ہراول سے خوارزم شاہ کی مرو میں لڑائی ہو

گئی۔ دونوں حریف بے جگری سے لڑے' جانبین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا' خوارزم کی راہ لی' امیر سنجر والئی نیشاپور کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے' موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## غوری فوج کو شکست

خوارزم شاہ کی شکست کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس خیال سے کہ موسم سرما گزر جانے کے پر خوارزم پر حملہ کیا جائے' ٹھہرا رہا۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ غیاث الدین (اس کا بھائی) فوت ہو گیا ہے' طوس سے ہرات واپس آیا۔ خوارزم پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا' مرو کی حکومت پر محمد بن خربک کو متعین کیا' خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت نے ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ کر دیا' محمد بک خربک نے ان پر شب خون مارا' گنتی کے چند افراد زندہ بچے' خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گیا' منصور ترکی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا' مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں کا آمنا سامنا ہوا گھمسان کی جنگ ہوئی' خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی' پسپا ہو کر مرو میں داخل ہو گئی' شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ کیا۔ پندرہ دن کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امان کی درخواست کی' خوارزمیوں نے امان دینے اور قتل نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے' خوارزمیوں نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس بات سے شہاب الدین کو بڑا دکھ ہوا لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا۔ مگر صلح نہ ہو سکی' ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے بوغانی کو' فیروز کوہ بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو متعین کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور کی طرف روانگی اختیار کی۔

## ہرات پر چڑھائی

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد ۶۰۰ھ کے نصف میں ہرات پر پھر چڑھائی کی۔ بوغانی بھانجا شہاب الدین مقابلے کے لیے تیار ہوا' آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا' دونوں جانب کی ایک بڑی جماعت ماری گئی۔ نامی گرامی سردار جنگ کی نذر ہو گئے مگر لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ حسن بن حرمیل' خوزستان میں تھا جہاں پر اس کی جاگیر تھی' خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دہی کی غرض سے پیام دیا کہ ''آپ ایک فوج خراسان بھیج دیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کے حوالہ کر دوں'' خوارزم شاہ لالچ میں آ گیا' ایک ہزار سوار جس میں نامی گرامی سردار تھے خوزستان روانہ کیے' حسن بن حرمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ گنتی کے چند افراد زندہ بچے۔ خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع ملی اپنے کیے پر بڑا پشیمان ہوا' مگر پشیمانی سے کچھ حاصل نہ ہوا۔

## خوارزم شاہ کی کامیابی

ہرات کے والئی بوغانی کے پاس پیام بھیجا ''اگر تم میری بادشاہت تسلیم کر لو تو میں تمہیں اور تمام اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں'' بوغانی نے کوئی جواب نہ دیا' اس کے بعد اتفاق سے بوغانی بیمار ہو گیا' اس خوف سے کہ مبادا بیماری کی شدت کے باعث دشمن سے مقابلہ نہ کر سکے اور دشمن شہر پر قبضہ کر لے' خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ نذرانے و تحائف روانہ کیے اور خود نیاز مندی و اطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ موت کا وقت آ گیا اور انتقال کر گیا' خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا۔ منجنیقوں کو جلا کر سرخس کی طرف روانگی اختیار کی۔

## خوارزم پر چڑھائی

اس بات کی خبر جب شہاب الدین کو ملی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے' اس کا گورنر امیر بوغانی جو اس کا بھانجا تھا فوت ہو گیا ہے' ہندوستان سے واپس ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم کی جانب پیش قدمی کی' خوارزم شاہ' سرخس سے مرو چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر

تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی اطلاع سن کر انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے قبل خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں جانب سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں شہاب الدین پہنچا' ہر جانب سے راستہ بند تھا۔ شہر کے اردگرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا۔ خوارزم تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔ راستہ کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہوا' چالیس روز ٹھہرا ہوا راستہ ٹھیک کرواتا رہا۔ بڑی مشکل کے بعد خوارزم پہنچا' ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے' زبردست لڑائی ہوئی دونوں جانب سے ایک بڑی جماعت ماری گئی' نامی گرامی سردار لڑائی کی نذر ہو گئے۔ حسن مرغنی غوری بھی اس لڑائی میں قتل ہو گیا' سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی جسے شہاب الدین نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

## شہاب الدین کی ناکامی

اس وقت چونکہ ترکان خطا ماوراء النہر کے حکمران تھے خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی' چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر حملہ کر دیا۔ شہاب الدین کو اس کی اطلاع ملی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کے مقابلے کے لیے پیش قدمی کی۔ اندخوئی کے صحرا میں لڑائی ہوئی (یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی' بے شمار کفار کام آ گئے اور بہت سے قید کر لیے گئے' دوسرے روز کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ شہاب الدین چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوئی میں داخل ہو گیا' ترکان خطا نے چاروں جانب سے گھیر لیا' شہاب الدین نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کر لی اور طالقان چلا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ صرف سات آدمی تھے' خزانہ اور مال و اسباب لوٹ مار کی نذر ہو گیا تھا۔

## موت کی افواہ

اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی' حسن بن حرمیل والئی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیازمندی سے ملا جیسا کہ اسے ملنا چاہیے تھا تمام تکلیفیں دور کر کے ساری ضروریات مہیا کر دیں' شہاب الدین چند دن آرام کر کے غزنی روانہ ہوا' روانگی کے وقت حسن بن حرمیل کو اس خیال سے کہ کہیں خوارزم شاہ سے نہ مل جائے اور اس کا مطیع نہ ہو جائے' اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عہدہ مرحمت کیا۔

شہاب الدین کے انتقال کی خبر سے امراء اور سرداران غوریہ میں اختلاف پیدا ہو گیا' فسادیوں کی بن آئی' چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر ملوک غوریہ کے حالات کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ شہاب الدین نے انتہائی مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو ختم کیا اور خوارزم شاہ کی سرکوبی کی جانب دوبارہ توجہ دی۔ [1]

## شکست کا سبب

اس جنگ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا جسے ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی گوشمالی کے لیے چلا راستے میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا نام و نشان نہ تھا اگر کہیں پر پانی موجود بھی تھا تو بہت

[1] ان ہنگاموں میں سے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ بھی تھا کہ تاج الدین دز' (شہاب الدین کا زر خرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا' قلعہ دار نے مدافعت کی' پسپا ہو کر اپنی جائے قیام میں واپس آیا' لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی' شہاب الدین کو غزنی پہنچ کر تاج الدین دز کی دست درازی کی خبر لگی' آگ بگولا ہو گیا' گرفتار کر کے قتل کا قصد کیا' تمام خادموں نے سفارش کی' بچ گیا' لیکن اور مفسدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایبک بال ترنای' معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا۔ ملتان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آ گیا ہے اب میں بادشاہ ہوں۔" چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا' رعایا کے ساتھ بے حد مظالم کیے' عمر بن نیزان نامی ایک ملحد شخص اس کا مشیر تھا۔ وہی ان تمام بد افعالیوں اور مظالم کا محرک تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا خاتمہ کیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۶۰۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ

تھوڑا تھا۔ اس وجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا' ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے" درہ کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے جیسے جیسے شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا قتل کرتے گئے اور جو بچ جاتا تھا وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آ سکتا تھا۔ لہٰذا ایک کو دوسرے کا پتہ نہ چلا' آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درہ سے ہو کر گزرا' ترکان یک دم اس پر ٹوٹ پڑے۔ چار دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی' شہاب الدین انتہائی جرات اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔

## صلح کے لیے چالاکی

پانچویں دن والئی سمرقند نے جو مسلمان تھا مگر ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہی کے لشکر میں تھا۔ خفیہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ جب تک ترکان خطا آپ سے خوفزدہ نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئیں گے انہیں ڈرانے کے لیے یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج رات میں کسی جانب بھیج دیجئے' صبح کو سواران لشکر گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکڑوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آ جائیں میں ان دشمنان اسلام کو یہ دھوکہ دوں گا کہ "شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آ گئی ہے اب تمہاری خیر نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ صلح کر لو" چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والئی سمرقند نے ترکان خطا کو ڈرایا' دھمکایا۔ ترکان خطا صلح پر راضی ہو گئے۔ باہم صلح ہو گئی' شہاب الدین کی جان میں جان آئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ میں پیش آیا۔ اس کے بعد شہاب الدین کا انتقال ہو گیا۔

## خفیہ سازباز

رمضان ۶۰۲ھ میں ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری شہید ہو گیا اور عنان حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (برادر شہاب الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی' بلاد غوریہ کو علاء الدین محمد بن ابو علی کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن حرمیل ان واقعات سے آگاہ ہوا۔ ہرات کے سرداروں اور رؤساء کا ایک اجلاس طلب کیا جن میں قاضی شہر بھی تھا۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور خفیہ طور پر خوارزم شاہ سے سازباز کر لی' غوریوں کو روکنے کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی درخواست کی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشا پور سے ہرات فوجیں روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن حرمیل کے اشارہ و حکم پر عمل کرنا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے دوران حسن بن حرمیل کو اپنی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے خوارزم شاہ سے سازباز کر لی تھی اس لیے حیلے بہانے سے ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازباز کی خبر غیاث الدین محمود کو ہو گئی، سنتے ہی سیخ پا ہو گیا۔ حسن بن حرمیل کو سبق سکھانے کے لیے چڑھائی کر دی۔

## علی بن عبدالخالق کا مشورہ

اس بات کی خبر حسن بن حرمیل کو ہو گئی۔ سرداران لشکر اور رؤساء شہر سے رائے طلب کی۔ علی بن عبدالخالق مدرس نظامیہ ناظر اوقات نے مشورہ دیا "مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت قبول کر لیجئے' دھوکہ اور فریب چھوڑ دیجئے۔" حسن بن حرمیل نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ غیاث الدین محمود میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لہٰذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری جانب سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دلا دیجئے۔" علی بن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح سے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جائے' فوراً سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل بات سے آگاہ کر دیا۔

## گورنر مرو کی حاضری

غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا' گورنر نے حاضری میں توقف کیا' اہل مرو ناراض ہو گئے" اعلانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں' تمہیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے' گورنر مرو مجبوراً" دربار شاہی میں حاضر ہوا' غیاث الدین محمود نے خلعت مرحمت کیا' جاگیر سے نوازا۔

## امیران بن قیصر کی برطرفی

اس کے بعد گورنر طالقان "امیران بن قیصر" کو حاضر ہونے کے لیے لکھ بھیجا اس نے بھی حاضری سے انکار کیا' غیاث الدین نے طالقان

کی حکومت اپنے باپ کے غلام "سونج" معروف بہ امیر شکار کو مرحمت کی' حسن بن حرمیل کو حجت پوری کرنے کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کیا۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی' اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا' حسن بن حرمیل خوارزم شاہ کے لشکر کے انتظار میں بہانے سے وقت گذارتا رہا یہاں تک کہ نیشاپور سے خوارزم شاہ کا لشکر پہنچ گیا۔

## خوارزم شاہ کی واپسی

پھر خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ و جلال کے ساتھ آگیا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کر کے جنگ کا آغاز کیا۔ حسن بن حرمیل کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی' سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت اچھی نہیں ہے' حسن بن حرمیل بڑا چالاک اور ہوشیار تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ "حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے اور اس کا مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے" لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمیل نے بہت سے نذرانے اور تحائف انہی لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیے۔

## غیاث الدین محمود کی کارروائی

یہ اطلاع سن کر خوارزم شاہ کا لشکر ہرات پہنچ گیا ہے غیاث الدین محمود نے حسن بن حرمیل کی جاگیریں' مال و اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے خیر خواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ حسن بن حرمیل نے بھی اس بات کو محسوس کر کے اہل ہرات کا رجحان غیاث الدین محمود کی طرف ہے' ہنگامے کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین' حسن بن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر' مال' اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا، متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرض داشت بھیجی' شہر حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ حسن بن حرمیل نے اس سے اور اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے آگاہ ہو کر رؤساء شہر کو جمع کیا' اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کیا' معافی کا خواستگار ہوا اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرض داشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں' تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک عریضہ بھیج دو" رؤساء شہر نے اس بات کو پسند کیا جیسا کہ حسن بن حرمیل نے کہا اور چاہا' عرض داشت لکھ کر حسن بن حرمیل کے قاصد کی معرفت بھیج دی۔

## حسن بن حرمیل کی چالاکی

اس قاصد کو حسن بن حرمیل نے خفیہ طور پر ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروز کوہ کی طرف روانہ ہو مگر جب خوب رات کی تاریکی چھا جائے تو دوسرے راستے سے نیشاپور چلے جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آنا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا چوتھے روز قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ حسن بن حرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی خیر خواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا، گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے خیر خواہوں کو جلا وطنی کی سزا دی' پریشانی کی حالت میں گرتے پڑتے غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروز کوہ چلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم نے قبضہ کر لیا۔

## امیر امیران والئی طالقان کی غداری

اس بات کی اطلاع جب غیاث الدین محمود کو ملی تو فوراً" ایک فوج علی ابن ابو علی کی قیادت میں حسن بن حرمیل کی سرکوبی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی' امیر امیران والئی طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا چونکہ غیاث الدین محمود نے اسے برطرف کر دیا تھا اس وجہ سے ناراض تھا حسن بن حرمیل سے سازباز کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا۔ چنانچہ حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا' اس کا بھاگنا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر کو گرفتار کر لیا گیا۔

## حسن بن حرمیل کی بادغیس پر چڑھائی

حسن بن حرمیل نے اس کامیابی کے بعد باذغیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر ہاتھ بڑھانا شروع کیا۔ لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود بذات خود ہرات کو فتح کرنے پر تیار ہوا مگر غزنی کی مہم اور علاء الدین والئی بامیان کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد خوارزم شاہ نے تمام سرداران غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے' رہا کر دیا اور انہیں اختیار دے دیا کہ چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم اور ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں' محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا ایک باثر شخص تھا خلعت سے نوازا' جاگیر دی۔ اس کے علاوہ دیگر غوریوں کو کافی زاد راہ اور مال و اسباب مرحمت کیا۔

## بلخ پر چڑھائی

پھر بلخ کو فتح کرنے کے لیے اپنے بھائی علی شاہ کو متعین کیا' عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا' مدافعت پر تیار ہوا' علی شاہ مجبوراً" پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی' امداد طلب کی چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذیقعد ۶۰۲ھ میں بلخ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کیا اور لڑائی کا نیزہ گاڑھ دیا' والئی بلخ بہاء الدین والئی بامیان کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور انتظار میں اپنے حریف سے لڑتا رہا۔ چونکہ والئی بامیان مہم غزنی میں مصروف تھا' والئی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس روز تک خوارزم شاہ محاصرہ کیے رہا مگر ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والئی بلخ کے پاس پیام صلح دے کر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا اقرار کیا شرط یہ لگائی کہ "ہمارا شاہی اقتدار تسلیم کر لو" والئی بلخ بڑا دلیر آدمی تھا۔ صاف انکار کر دیا۔

اس پر خوارزم شاہ نے ہرات واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بہاء الدین والئی بامیان کی اولاد کو جو غزنی فتح کرنے گئی تھی، تاج الدین دز نے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والئی بلخ کے پاس بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم بھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لیے مناسب یہ ہے کہ تم میرا شاہی اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ' والئی بلخ نے مجبوراً" خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کی' خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا۔ خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مندانہ حاضر ہوا' خوارزم شاہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت سے نوازا اور بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ میں پیش آیا۔

## جورجان پر فوج کشی

اس طرف سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے جورجان پر چڑھائی کر دی' علی ابن ابو علی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان بن حرمیل کی جاگیر میں تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ نے اس کی عنان حکومت ابن حرمیل کو مرحمت کر دی۔

علی ابن ابو علی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروز کوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والئی فیروز کوہ نے اس بزدلی اور کم ہمتی پر کہ علی ابن ابو علی نے مقابلہ کیے بغیر دشمن کو شہر حوالہ کر دیا، قتل کا حکم دیا مگر امراء و اراکین سلطنت کی سفارش سے علی ابن ابو علی کی جان بچ گئی۔

خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والئی بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کر کے پابہ زنجیر خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مامور کیا۔

## خوارزم شاہ کی پیش قدمی

بلخ پر قبضہ کرنے کے بعد خوارزم شاہ نے ترمذ کی جانب پیش قدمی کی۔ ان دنوں عماد الدین (عمر بن حسین والئی بلخ کا بیٹا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا "تمہارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا شمار میرے اکابرین سلطنت میں ہے۔ اس نے اپنی خوشی سے مجھے بلخ سپرد کیا ہے۔ میں نے اسے خوارزم کسی اور وجہ سے روانہ نہیں کیا بلکہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت و احترام کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت

ہے میں تمہیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس آؤ تو سہی" والئی ترمذ نے اس بات کو محسوس کر کے کہ ایک جانب سے خوارزم شاہ محاصرہ کئے ہوا ہے' دوسری طرف ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (ملوک امیان) تھے وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں' امان کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترمذ ترکان خطا کو دے دیا۔ یہ تمام اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

بظاہر یہ کام خوارزم شاہ نے بہت برا کیا مگر اس میں درپردہ یہ راز تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دے دینے سے ملک خراسان کو فتح کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو فتح کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے نکال باہر کرنا آسان ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس وقت لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ دھوکے سے حوالے کیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ترمذ پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے طالقان کا رخ کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سونج امیر افنکار کے قبضہ اقتدار میں تھی' یہ غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا' سونج نے انکار کر دیا۔ فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا' سونج گھوڑے سے اتر پڑا' جنگی ہتھیار پھینک دیئے' زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ ہاتھ جوڑ کر غلطی کی معافی مانگی' خوارزم شاہ یہ سوچ کر کہ شاید سونج نشہ میں ہے' ذرہ بھر متوجہ نہ ہوا' طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کی حکمرانی عنایت کر دی۔

خوارزم شاہ نے اس کے بعد قلعہ جات کالوین اور صوار پر چڑھائی کر دی۔ حسام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی خوارزم شاہ مجبوراً" پیچھے ہٹا اور اس مہم سے ہاتھ کھینچ کر ہرات کا رخ کیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا ایلچی بیش قیمت نذرانے اور تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو بڑی حیرانی ہوئی۔

## اسفراین کی فتح

خوارزمی لشکر کے ساتھ ابن حرمیل اسفراین پہنچا۔ ماہ صفر ۶۰۳ھ میں امان و صلح کے ساتھ اسے سر کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والئی بجستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا (حرب بن محمد' خلف کی اولاد سے تھا' ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں بجستان کی عنان حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے حیلے بہانے سے ٹالنا شروع کیا۔ صاف انکار نہ کیا۔

## قاضی صاعد بن فضل

جن دنوں خوارزم شاہ ہرات میں قیام پذیر تھا قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے انہیں ابن حرمیل نے گزشتہ برس ہرات سے نکال دیا تھا وہ غیاث الدین کی خدمت میں چلے گئے تھے۔ ایک برس بعد واپس ہوئے۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے کہہ دیا کہ یہ غوریوں سے ملے ہوئے ہیں اور رجعت پسندوں کے سردار ہیں' خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزون میں قید کر دیا۔ صفی ابوبکر بن محمد سرخسی کو عہدہ قضا پر مامور کیا' صفی ابوبکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور ان کے بیٹوں کی جانب سے بطور نائب مقرر تھے۔

## ماژندران پر چڑھائی

والئی ماژندران حسام الدین اردشیر کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا' اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا' سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکش کی جانب سے حکومت کر رہا تھا' امداد کی درخواست کی' اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی' ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو تمام واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ نے ماژندران پر چڑھائی کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے ماژندران کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا بیٹا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا فوت ہو گیا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی

شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا ماژندران پہنچا۔ والئی ماژندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا قتل و غارت شروع ہو گئی۔ قصبات' دیہات اور شہر ویران ہو گئے۔ موجودہ والئی ماژندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ملک علی شاہ نے تمام شہروں مثلاً" ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ جرجان واپس آیا اور والئی ماژندران کا منجھلا بیٹا قلعہ کورہ کے علاوہ تمام صوبہ ماژندران پر خوارزم شاہ کی حکومت کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا۔

## ترکان خطا (تاتار)

ہم ان واقعات کو کہ جس وقت سلطان سنجر بن ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراالنہر پر قبضہ کر لیا تھا' اسے پہلے بیان کر آئے ہیں۔

ترکان خطا جنہیں اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کریں گے ایک صحرانشین' خانہ بدوش گروہ تھا جو شہروں میں رہائش اختیار نہیں کرتا تھا' بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔ خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے آتش پرستی ان کا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند' بلاد ساغون اور کاشغر میں سکونت پذیر تھے۔

سلطان سمرقند و بخارا ملوک خانیہ میں سے تھا جن کے آباؤ اجداد مذہب اسلام قبول کر چکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا "خان خاناں" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جس کے معنی "سلطان السلاطین" کے ہیں۔

## خوارزم شاہ کو پیام

بیشتر اسلامی علاقوں اور ماوراء النہر پر تاتاریوں نے خراج مقرر کر رکھا تھا' آئے روز ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا' مسلمان کی ذلت اور اسلامی شہروں پر تاتاری کافروں کا غلبہ اور قبضہ پسند نہ آیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم سے آگاہ کیا اور اس بات کا وعدہ کیا کہ جس قدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے اسی قدر آپ کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ ہی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا اور سکہ جاری ہو گا۔ بات کی تسلی کے لیے کہ آئندہ کسی قسم کا دھوکہ نہ دیا جائے گا، سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء ار رؤساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف لینے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں رہنے کے لیے بھیج دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے تسلی ہو گئی' فوج کو تیاری کا حکم دیا اور مقبوضہ ممالک کے انتظام کی طرف توجہ دی۔

## مسلمانوں کی شکست

جرجان کے علاوہ طبرستان پر بھی اپنے بھائی علی شاہ کو مقرر کیا' امیر کزلک خان کو جو اس کا ماموں اور سلطنت خوارزمی کا ایک بااثر رکن تھا' نیشاپور کی حکومت مرحمت کی اور ایک بہت بڑی فوج اس کی زیر کمان کر دی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر زوزن کی حفاظت پر متعین کیا (امیر امین الدین' مزدوری کا پیشہ کرتا تھا) تیز طرار ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدہ تک پہنچا۔ اتنا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران ہو گیا۔ امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت سپرد کی' ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور قائم رکھا۔ ایک ہزار سپاہیوں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا' غیاث الدین محمود سے صلح کر لی جس قدر شہر غور اور کرمیسین اس کے قبضہ میں تھے ان پر اس کے شاہی اقتدار کو مان لیا۔ اور اپنی فوج اکٹھی کر کے خوارزم بھیجی۔ یہاں سے بھی ایک بڑا لشکر تیار کر کے جیجون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر حملہ کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری رہا۔ کبھی تاتاری غالب آ جاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام بھاگ کر خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں بد نظمی پیدا ہو گئی۔ ہر ایک گورنر کو خود مختار حکومت کی لالچ پیدا ہوئی۔

## خود مختاری کے اعلان

والئی نیشاپور کزلک خان' ہرات کا محاصرہ کیے تھا' والئی زوزن بھی شریک محاصرہ تھا۔ اس بری خبر کو سن کر دونوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور

اپنے مقبوضہ علاقوں میں آئے۔

کزلک خان والئی نیشا پور نے نیشا پور کا شہرپناہ ٹھیک کرایا' کثرت سے فوجیں جمع کیں' غلہ' سامان خورد و نوش اور آلات جنگ جمع کر کے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔

## خوارزم شاہ کی آمد

خوارزم شاہ کو جس وقت تاتاریوں نے گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے نجات کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم' تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس چکمے میں آ گیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا۔ چند دن بعد ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا "خرچ کی تنگی ہے' تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں' اپنی خیریت سے اپنے اہل و عیال کو آگاہ کروں اور روپیہ منگوا کر تمہیں بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات پاؤں۔" تاتاری اس چکر میں آ گیا' اجازت دے دی' ابن مسعود نے ایک خط لکھ کر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا۔ اور خوارزم روانہ کر دیا۔ خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم پہنچا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی منائی' پورے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کی شہرت ہو گئی۔

اراکین سلطنت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اس کے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں کیا تھا اس سے آگاہ کیا' ان دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم آنے کی اطلاع ہو گئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی۔ کزلک خاں عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جا کر پناہ لی۔ غیاث الدین محمود عزت و احترام سے پیش آیا۔

خوارزم شاہ نے نیشاپور کی درستگی کی طرف توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ شہر کی حالت پر نظر کر کے اپنی جانب سے ایک گورنر مامور کیا۔ اس کے بعد ہرات گیا۔ اس طرف اس کا لشکر ہرات کا محاصرہ کیے تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی' انعامات دیئے۔ یہ واقعات ۶۰۴ھ میں پیش آئے۔

## خوارزمی لشکر کی گرفتاری

خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمیل کے پاس موجود تھا) طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا' ابن حرمیل کو ان کی یہ حرکات پسند نہ آئیں۔ جس وقت خوارزم شاہ کی دریائے جیحون عبور کر کے تاتاریوں سے لڑائی ہوئی' ابن حرمیل نے خوارزم شاہ کے تمام لشکر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کی غلط حرکات کی شکایت لکھ بھیجی اور معذرت کی' خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ مصلحت وقت کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھیجا "جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیج دو مجھے تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ اس کے بجائے میں امیر جلدک بن طغرل والئی جام کو تمہاری امداد پر جانے کے لیے لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ عنقریب وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔" خفیہ طور پر امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کر لو' چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا' ہرات کی امارت پر امیر جلدک پہلے ہی نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کا نائب سلطان سنجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہرات کے نزدیک پہنچا۔ ابن حرمیل نے رؤساء اور امراء کو استقبال کا حکم دیا اور خود ان کے پیچھے استقبال کے لیے روانہ ہوا' وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس کام کی مخالفت کی۔ ابن حرمیل نے کچھ نہ سنا جیسے ہی ابن حرمیل اور جلدک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمیل آداب بجالانے کے لیے گھوڑے سے اتر پڑا امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گھیر لیا۔ ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔

## ابن حرمیل کا انجام

ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہرپناہ کے دروازے بند کرا دیئے اور غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ کیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نہ کرنے کی صورت میں ابن حرمیل

کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کے لیے کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا' امیر جلدک نے غصہ میں آ کر ابن حرمیل کو اس کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس بات کی اطلاع خوارزم شاہ کو کر دی گئی' خوارزم شاہ نے کزلک خاں نائب السلطنت نیشاپور اور امین الدین ابو بکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کی جمعیت سے کزلک خان اور امین الدین ابو بکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا' اسی دوران جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی' گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ مدت تاتاریوں کی قید میں رہا' پھر اس سے کسی طرح خلاصی پا کر خوارزم پہنچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ ان کی ثابت قدمی کی داد دی۔

## ہرات کی فتح

اس وقت تک وزیر خواجہ ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ خوارزم شاہ کے سرداران لشکر سے مسلسل یہ کہتا آتا تھا کہ جس وقت خوارزم شاہ آ جائیں گے میں بلا تامل شہر خالی کر دوں گا اس بناء پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیغام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکار کر دیا' خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ اس کی اطلاع وزیر خواجہ کو ہو گئی۔ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں شور مچ گیا۔ سارے شہر میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا' وزیر خواجہ فتنہ و فساد ختم کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے آگاہ کر دیا' خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پا بہ زنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ میں پیش آیا۔ ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک کو مامور کر کے خوارزم واپس آیا۔ ہرات کے سر ہونے سے پورے خراسان پر قبضہ ہو گیا۔

## غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا انجام

خوارزم میں پہنچنے کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ دار الحکومت سلاطین غوریہ کو فتح کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروز کوہ کی کرسی حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین براجمان تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزیں اور مقیم تھا' چنانچہ امیر ملک ایک بڑی فوج لے کر فیروز کوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اس کی آمد کی اطلاع سن کر گھبرا گیا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امان کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ غیاث الدین محمود اور علی شاہ برادر خوارزم شاہ امیر ملک سے ملاقات کے لیے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ میں پیش آیا۔

## فیروز کوہ کی فتح

فیروز کوہ کے سر ہو جانے سے خوارزم شاہ محمد بن تکش کا سارے ملک خراسان پر قبضہ ہو گیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت ختم ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

## تاتاری بادشاہ کی گرفتاری

خوارزم شاہ جب خراسان کے انتظام و انصرام سے فارغ ہوا تو اس نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں اکٹھی کیں۔ اپنے ہمدرد اور مددگار والیان سمرقند و بخارا کو ساتھ لے کر دریائے جیحون عبور کیا' تاتاریوں کا لشکر جرار بھی مقابلہ پر آیا' اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طائیکو نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم و بیش اس کی عمر تھی۔ انتہائی تجربہ کار' جنگ آزمودہ نرم گرم زمانہ دیکھے ہوئے تھا اور ہر لڑائی

میں کامیاب ہوتا تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں جس کی مثال تاریخ کے صفحات میں دکھائی نہیں دیتی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں مارا گیا' بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔

جب جنگ ختم ہوئی تو خوارزم شاہ نے طائیکو تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کر دیا اور خود ماوراء النہر کی جانب دریا کی مانند بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا اوزکند تک پہنچ گیا' اوزکند میں اپنی جانب سے ایک شخص کو حکمراں مامور کر کے خوارزم واپسی اختیار کی۔

خوارزم پہنچ کر والئی سمرقند سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا اور اسے بعزت و احترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی جانب سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا اسی طرح سے اپنی جانب سے ایک افسر کو متعین کیا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

## سمرقند کی فتح

والئی سمرقند نے اپنے مرکز حکومت میں واپس آ کر ایک سال تک انتہائی وفاشعاری سے زندگی بسر کی' خوارزم شاہ کا سیاسی افسر مع اپنی فوج کے سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک سال بعد والئی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند ہونے لگی۔ ان کی ہر بات بری لگنے لگی' اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ چاروں جانب سے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ انتہائی مختصر عرصہ میں خوارزمیوں کا وجود سمرقند سے ختم ہو گیا۔ والئی سمرقند نے اسی پر بس نہیں کیا کمبخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادہ سے محل سرا میں گھس گیا۔ اس غریب نے دروازہ بند کر لیا۔ خوشامد کی' رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ بڑی مشکل سے والئی سمرقند کو رحم آ گیا' چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہو کر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور اعانت و امداد کی درخواست کی۔

خوارزم شاہ کو جب ان واقعات کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ حکم دے دیا کہ جتنے بھی سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں' قتل کر دیئے جائیں مگر پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب کے آخر میں خود روانہ ہوا' دریائے جیحون کو عبور کر کے سمرقند پر جا اترا' چاروں جانب سے گھیر کر جنگ کا نیزہ گاڑھ دیا۔ والئی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً" دو لاکھ افراد مارے گئے۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ والئی سمرقند اپنے چند اعزہ و اقارب کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے قتل سے ملوک خانیہ کے آثار صفحہ ہستی سے ختم ہو گئے۔ واللہ ولی النصر بمنہ وفضلہ۔

سمرقند اور اس کے قلعہ کی فتح کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے گورنروں کو تمام صوبہ ماوراء النہر کے شہروں پر متعین کیا اور کامیابی کے ساتھ خوارزم کی راہ لی۔

## ترکوں کا انخلاء

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور ▪ تمام ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ ملوک خانیہ والیان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خاں محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے انھیں اپنے ان سرحدی علاقوں پر جو ملک چین سے متصل تھے' حفاظت پر متعین کر رکھا تھا۔ انھی مقامات پر ان کی جاگیریں تھیں ان کے علاوہ وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی یا امن عامہ میں خلل واقع ہو جاتا تھا تو ارسلان خاں انھیں سزائیں دیتا اور لڑ کر انھیں زیر کرتا تھا۔ تاہم چند دن بعد ترکوں نے ملوک خانیہ کی حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی' اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔

## سلطان سنجر کی شکست

۵۲۲ھ میں کوخان بادشاہ اعظم ترک نے چین سے خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ گیا۔ خان محمود بن محمود بن سلیمان بن

داؤد بغراخاں "بھانجہ سلطان سنجر" مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخاں نے اسے شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی' امداد کی درخواست کی' سلطان سنجر نے ملوک خراسان اور اسلامی افواج کو لے کر دریائے جیحون عبور کیا' ماہ صفر ۵۳۴ھ میں بادشاہ چین کوخاں اور اس کے ساتھی تاتاریوں سے لڑائی ہوئی جس میں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی۔ سلطان سنجر کی بیوی گرفتار ہوگئی' کوخاں نے اسے بعزت واحترام سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا' چینی ترک اس جنگ کے بعد بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے اس کے بعد کوخاں بادشاہ چین فوت ہو گیا۔ اس کی بیٹی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ یہ لڑکی فوت ہوگئی' اس کی والدہ "زوجہ کوخاں" اور اس کا بیٹا محمد مسند حکومت پر فائز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انھی ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

## تاتاریوں کی شکست

اس واقعہ سے قبل ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور جماعت ختم ہو گئی۔ اور وہ یہ ہے کہ انھیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان سے باہر حدود چین میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جنھیں خوارزم شاہ کے مقابلے پر شکست ہوئی تھی، قربت کے باعث جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی جب کشلی خاں اور اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی اطلاع ملی، اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور اپنے پرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوئے۔ فوجیں جمع کیں اور تیزی کے ساتھ بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کے لیے بڑھے۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ غلطی معاف کرنے کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر آپ ہماری امداد سے ذرا بھی پہلو تہی کریں گے تو ہم لوگوں کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہٰذا اس سے قبل کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں تہس نہس کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں۔" ادھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ "آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی صلح رہے گی آپ ہمارے اور تاتاریوں کے درمیان فیصلہ ہو لینے دیں۔

دونوں فریقین کو خوارزم شاہ نے ایسا جواب دیا کہ دونوں فریقوں کو خوارزم شاہ کی جانب سے اطمینان ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں لیے میدان جنگ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق آخیر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں جنگ چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے' ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا ترکوں کے ساتھ ہو کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ بے شمار لوگ مارے گئے صرف چند افراد زندہ بچے۔

## خوارزم شاہ کی حکمت عملی

خوارزم شاہ نے فتح کے بعد کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفیر بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں کے مقابلہ میں آپ کو کامیابی ہوئی ہے۔ کشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور شکر گزار ہوا' عرصہ تک دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک عرصہ کے بعد' خوارزم شاہ اور کشلی خاں کا تاتاریوں کے شہروں اور مال و اسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے بچنا چاہتا تھا لیکن موقع پا کر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے' بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ" خوارزم شاہ غصہ میں نہ آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی دوران کشلی خاں نے کاشغر' بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش' فرغانہ' کاشان اور اسفیجاب پر بھی کشلی خاں قبضہ نہ کر لے' اسے ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو اسلامی شہروں میں لا کر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کیے جاتے تھے' آباد تھے۔ سرسبز تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

## کشلی خان کی روانگی

ترکوں کے مابین اس کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا جو مغل کے نام سے موسوم

تھا اس گروہ کا سردار چنگیز خاں تھا۔ کشلی خاں ان کی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہر کو عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ گیا۔

## تاج الدین کی کرمان اور سندھ پر چڑھائی

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ خوارزم شاہ محمد تکش کے والد کے امراء میں سے ایک امیر ابو بکر نامی تھا جسے تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے "ابتداء" یہ غریب آدمی تھا" اونٹوں کی حفاظت اور چرانے پر متعین تھا۔ قسمت نے یاوری کی۔ خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ تیز طرار اور ہوشیار تھا۔ ترقی کر کے سردان ہو گیا۔ "سردان اس زمانے میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے" کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدے سے ممتاز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنا دیا۔ ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری امداد پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمائیں تو یہ خانہ زاد انتہائی مختصر عرصہ میں کرمان پر قبضہ کر لے"۔ خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ایک فوج ۶۱۲ھ میں کرمان بھیج دی۔

محمد بن حرب ابو الفضل ان دنوں کرمان کا والی تھا جو عہد حکومت سنجری میں بجستان کا گورنر رہا تھا۔ ابو بکر تاج الدین نے پہنچتے ہی انتہائی کم مدت میں کرمان فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو آہستہ آہستہ فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت کو سندھ تک بڑھا لیا۔ سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے، حملہ کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت قبول کی۔ خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابو بکر تاج الدین نے بہت سامال و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیج دیا۔

## کشلی خان کا خوف

ہرمز چونکہ بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند' چین' یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آ کر لنگر انداز ہوتی تھیں اس وجہ سے مذکورہ شہروں کے حکمراں' والئی ہرمز کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو فلاح کا باعث سمجھتے تھے۔ والئی ہرمز کے مطیع ہو جانے سے اس علاقہ کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر حکمراں کیش اور والئی ہرمز سے دشمنی کا سلسلہ جیسا کہ اس سے قبل تھا اسی طرح رہا۔ دونوں والیان ملک میں عرصہ دراز سے ان بن چلی آ رہی تھی' دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی دشمن کے ساحل پر نہیں جاتی تھی' اور خوارزم شاہ' سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشلی خاں بادشاہ ترک اس پر کہیں قابض نہ ہو جائے۔

## تاج الدین وز کا فرار

خراسان اور بامیان وغیرہ پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے تاج الدین اور والئی غزنی کو اپنی حکومت کی اطاعت کا مراسلہ روانہ کیا۔ تاج الدین نے اپنے اراکین سلطنت کو اکٹھا کر کے خوارزم شاہ کا پیام سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قتلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اس کے تمام ساتھی یک زبان ہو کر بولے "مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لیجئے" ہم میں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس کے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکہ کندہ کرائیے" چنانچہ تاج الدین وز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے نام کا سکہ جاری کرا دیا۔

اس کے بعد تاج الدین وز قتلغ تکین کو اپنے نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قتلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ "میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائیے اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے"۔ چنانچہ خوارزم شاہ انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے غزنی پہنچ گیا۔ غزنی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر غوری اور بالخصوص ترک ملے قتل کر دیئے گئے' تاج الدین وز کو اس کی خبر ملی لاہور کی طرف فرار ہو گیا۔

## قتلغ تکین کا خاتمہ

غزنی پر قابض تکین کو خوارزم شاہ نے حاضری کا حکم دیا برا بھلا کہا اور اپنے آقا و رفیق کے ساتھ بے وفائی کرنے پر گالیاں دیں اور

گرفتار کر لیا چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جرمانے میں وصول کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بہ روایت بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم متعین کر کے خوارزم کی راہ لی۔

خوارزم شاہ محمد بن تکش نے ۵۹۰ھ میں الرہا' ہمدان اور تمام بلاد جبل کو قطلغ اینانج اور بقیہ امراء سلجوقیہ سے لے لیا' موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی اس سے لڑ پڑا' خوارزم شاہ نے اسے دبا لیا اور مار ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔

## اصفہان پر چڑھائی

اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری مہم میں مصروف ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آ گئے تھے' غافل ہو گیا یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا بیٹا مسند حکومت پر فائز ہوا' سلاطین سلجوقیہ کے غلاموں میں سے بہلوان کے بعد دیگرے تمام علاقہ جبل پر قابض ہو تا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سب کے بعد جو حکمراں ہوا وہ اغماش (اغملش) تھا۔ یہ ایک عرصہ تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا' اس کے بعد ایک باطنی نے اسے قتل کر دیا۔ ازبک بن بہلوان کو ملک گیری کی طمع پیدا ہوئی' اصفہان' رے' اور جبل کے سارے علاقے پر نظریں لگا۔ سعد بن زنگی والئی فارس کو بھی جسے سعد بن دکلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں' اپنے مقبوضہ ممالک پر خود مختار حکومت کا شوق پیدا ہوا چنانچہ ازبک نے فوجیں جمع کر کے صوبہ اصفہان کی طرف پیش قدمی کی اور اہل اصفہان کی دوستی اور سازباز سے قبضہ کر لیا' رے' قزوین اور سمنان پر سعد زنگی قابض ہو گیا۔

## سعد زنگی کی گرفتاری

خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع سمرقند میں ملی۔ ملک گیری کی طمع بڑھی' فوجیں تیار کر کے ۶۱۴ھ میں حملہ کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی جانب روانہ کی۔ قومس پہنچ کر بارہ ہزار سواروں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمتہ الجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کے لیے آیا ہے' سوار ہو کر لڑنے کو نکلا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ مگر جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ خوارزم شاہ کی فوج ہے' میدان جنگ خالی کر دیا۔ خوارزمی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔

## ازبک کی معذرت

ازبک کو اس واقعہ کی اطلاع اصفہان میں ملی تو خوارزم شاہ کے خوف سے کانپ اٹھا۔ اصفہان کو خیرباد کہہ کر ہمدان کی راہ لی' شارع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دروں کو طے کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابو القاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبول کر لیا اور ازبک نے سالانہ خراج خوارزم شاہ کے خزانہ میں جمع کرا دیا۔

## خوارزم شاہ کی کامیابی

ادھر نصرت الدین ابو بکر نے (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے والد کی گرفتاری کا حال سن کر سیاست سے کام لیا۔ اپنے والد کی برطرفی کا اعلان کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کے حوالے کر دے اور بقیہ علاقہ میں سے مالیہ کا تیسرا حصہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفاء کی غرض سے سرداران سلطنت خوارزمیہ کو قلعہ اصطخر پر قبضہ لینے کے لیے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے والد کے خلاف حکومت فارس پر قبضہ کیے ہوئے ہے اور شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے۔ سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیراز لے گیا اور عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا' خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا

گویا اس طرح پر ساوہ، قزوین، جرجان، ابہر، ہمدان، اصفہان، قم، قاشان اور تمام بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء شہروں پر قابض ہو گئے۔ امیر طاینین کو ہمدان کی حکومت پر متعین کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادر شاہ کو تمام کا افسر اعلیٰ بنایا۔ جمال الدین محمد بن سانق شادی کو اس کی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔

## شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

خوارزم شاہ محمد بن تکش کے پاؤں جب مضبوطی کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلیفہ نے درخواست کو قبول نہ کیا معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا۔

خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عزت کی۔ انتہائی تپاک سے استقبال کیا۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کی ابتداء اس حدیث سے کی [1] خوارزم شاہ دو زانو بیٹھ کر نہایت ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے، کمال خوبی سے بیان کیے۔ خوارزم شاہ نے گزارش کی "حاشااللہ میں نے کبھی کسی بنی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت آپ کو ہے۔ مجھے معتبر ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ خلیفہ کے حکم سے بنی عباس کی ایک جماعت عرصہ دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے" شیخ نے جواب دیا "خلیفہ جب کسی شخص کو اصلاح اور تادیب کی غرض سے قید کی سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عنان خلافت انہیں دی گئی ہے۔" قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آئے۔

## خوارزم شاہ کی واپسی

بعض کا کہنا ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا رخ کیا کوچ و قیام کرتا عقبہ سراباد پہنچا۔ زبردست برف باری ہوئی۔ حیوانات مر گئے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کی جانب سے پیام لیے اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچے۔ وعظ و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی۔ ارادہ ترک کر دیا چنانچہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

## ممالک کی تقسیم

خوارزم شاہ نے رے اور بلاد جبل پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے بیٹوں پر اس طرح تقسیم کیا۔ خوارزم، خراسان اور ماژندران ولی عہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے، غزنی، بامیان، غور، بست اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو عنایت کیے، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے لڑکے غیاث الدین تیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حکمران بنایا۔

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا مگر یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا اس وجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی والدہ اور سلطان خوارزم شاہ کی والدہ ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں۔ بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کے قبیلہ یمک کی ایک شاخ ہے۔ ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ ہے کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولی عہد نامزد کیا۔

## وزیر محمد بن احمد کی روایت

وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی منشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اس کے اور اس کے والد علاء الدین محمد بن تکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہد کے دروازے پر پانچوں نمازوں کے بعد نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی، اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ سونے اور چاندی کے بنے تھے، جواہرات کی پچی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

کاری تھی۔ میں نے اس کی روایت کو دوسروں پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہے۔

## موید الملک قوام الدین

موید الملک قوام الدین کا کرمان' مکران اور کیش پر قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا تنہا مستقل حکمراں تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد موید الملک قوام الدین کا انتقال ہو گیا' خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مامور کیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

موید الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا۔ قسمت نے ساتھ دیا بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس کی ماں نصرت الدین محمد بن ایز والئی زوزن کے محل سرا میں دایہ کی خدمت پر مقرر تھی' موید الملک وہیں پیدا ہوا وہیں پرورش پائی' ہوش سنبھالا نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دن بعد نصرت الدین سے علیحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا' موقع پا کر ادھر سلطان خوارزم شاہ کو باور کرایا کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ایک رکن ہے۔" ادھر دربار خوارزمی سے واپس ہو کر نصرت الدین کو سلطان کی شان و شوکت سے ڈرایا دھمکایا' نصرت الدین کو سلطان کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا' فرقہ باطنیہ (اسماعیلیہ) سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ زوزن میں قلعہ نشین ہو گیا' موید الملک نے اس خبر کو دربار شاہی تک پہنچا دی' سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا نصرت الدین کو برطرف کر کے موید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ مرحمت فرمایا' آخر کار نصرت الدین' موید الملک کے دھوکے میں پھنس گیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ موید الملک نے گرفتار کر لیا۔ پا بہ زنجیر سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا' سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

اس کے بعد موید الملک کو کرمان کی طمع پیدا ہوئی' اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ موید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھارا' سلطان نے خراسان سے فوجیں بھیج دیں اور مالی امداد بھی دی۔ موید الملک نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا' خوارزم شاہ کو اس سے بڑی خوشی ہوئی' اس حسن خدمت اور کارگذاری کے صلے میں موید الملک کا خطاب دیا اور کرمان کو جاگیر میں عنایت کیا۔

## موید الملک کا انتقال

سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی' موید الملک نے چار ہزار بختی اونٹنیاں حاضر کر دیں' سلطان بڑا خوش ہوا' اتفاق سے اسی زمانہ میں موید الملک کی موت کا وقت آ گیا اور اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ صوبہ پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو مقرر کیا۔

موید الملک بڑا دولت مند تھا غیاث الدین نے اس کے متروکات میں سے ستر اونٹ سونے سے لدے ہوئے سلطان کی خدمت میں بھیجے تھے۔

## ترکمان خاتون

ترکمان خاتون مادر سلطان محمد بن تکش قبیلہ بیاروت سے خان جنکش بادشاہ ترک کی بیٹی تھی۔ بیاروت کا قبیلہ' یمک ترکان خطا کی ایک شاخ ہے' سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے اس سے نکاح کیا جس کے بطن سے سلطان محمد کی پیدائش ہوئی۔ جب سلطان محمد مسند حکومت پر بیٹھا تو یمک کے قبائل چاروں جانب سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے۔ ان کے علاوہ اور ترک بھی جو ان کے ہمسایہ تھے وہ بھی آ ملے۔ ترکمان خاتون کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ سلطنت و حکمت پر قبضہ کر لیا' سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی جانب سے عمال مقرر کرتی' ملک کا نظم و نسق اس کے قبضہ اقتدار میں تھا' عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھی۔ فریاد سنتی' قتل و خونریزی کو روکتی' برائیوں کا انسداد کرتی' اچھے کام انجام دیتی' داد و دہش اور صدقات کو اپنے تمام ملک مقبوضہ میں پھیلا رکھا تھا۔ محض حکم نامہ لکھنے پر سات کاتب متعین تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان کے خلاف ہوتا تو یہ طے تھا کہ پچھلے فرمان پر عمل در آمد کیا جاتا تھا۔

خداوند جہاں جس کے معنی ہیں "ملکۂ عالم" اس کا لقب تھا۔ فرمان کے سرنامہ پر " عصمتہ الدنیا والدین اولاغ ترکان ملک نساء العالمین" لکھا جاتا تھا چوب قلم سے بدست خاص "عصمت باللہ وحدہ" دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی۔ خط انتہائی پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔ ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عہدہ وزارت پر فائز تھا اپنی وزارت پر بلایا۔ جب سلطان نے اپنے وزیر کو برطرف کیا تو ترکمان خاتون کے حکم و اشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قلمدان وزارت دوبارہ حوالہ کیا۔ حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش اور راضی نہ تھا چونکہ ترکمان خاتون حکومت و سلطنت پر قابو پا گئی تھی' اس وجہ سے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت سلطنت پر جابرانہ قوت حاصل ہو گئی۔ انتہائی رعب و داب سے وزارت کی۔ کسی گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی "کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے" سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ترکمان خاتون کو اس کی اطلاع مل گئی' خواص کو اس کام سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

## سفیروں کی آمد

عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بمقام نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خاں کی سفارت' معاہدہ تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت بیش قیمت جواہرات مشک کے نافے' عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے' ملک چین اور اس کے متصلہ بلاد ترک کے فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی۔ اور یہ معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی خواہش کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بے باکانہ تھا۔ سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے" اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا وعدہ کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مقرر کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریر کی تصدیق کر دی اور یہ اطلاع دی کہ چنگیز خاں نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغاج پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ سلطان نے دریافت کیا "اس کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟" جواب دیا "کچھ زیادہ نہیں ہے" سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس بھیج دیا۔

## تاتاری تاجروں کا قتل

اس کے بعد چنگیز خاں کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انزار آئے۔ نیال خاں (سلطان کا ماموں زاد بھائی) وہاں کا گورنر تھا' بیس ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال و اسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ لالچ پیدا ہوا' شاہی دربار میں اطلاع کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں' سلطنت کی جانب سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا' نیال خاں کو موقع مل گیا' نگرانی کے بجائے ان لوگوں کو خفیہ طریقہ سے قتل کر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

## سفیر کا قتل

اس بات کی اطلاع چنگیز خاں کو ملی تو سلطان کو ناراضگی اور تنبیہہ کا خط لکھا' بدعہدی پر غصے کا اظہار کیا۔ سلطان نے چنگیز خاں کے ایلچی کو بجائے جواب دینے کے قتل کر دیا۔ اور اس خیال سے کہ کہیں چنگیز خاں اس خبر کو سن کر خوارزم پر حملہ نہ کر دے' سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں جمع کر کے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ رعایا سے تین سال کا خراج پیشگی وصول کیا۔ دو سال کا خراج جنگی اخراجات کے لیے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے سال کا خراج سمرقند کے محافظوں کو مرحمت کیا۔ چنگیز خاں ان دنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ کشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کے لیے گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا۔ خوارزم شاہ نے ان پر چھاپہ مارا، قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا' لے کر واپس آ گیا۔

## خوارزم شاہ کا تعاقب

خوارزم شاہ ابھی اپنی سرحد میں داخل نہ ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اس کی خبر ہو گئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہو گیا۔ خوارزم شاہ سے مقابلہ

ہوا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ مارا گیا۔ تین روز تک مسلسل لڑائی جاری رہا چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا۔ جیحوں پر پہنچ کر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے پیش قدمی کی۔ خوارزم شاہ نے جیحوں کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر انزار' بخارا' سمرقند' ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے غضب سے بچانے کے لیے پھیلا دیا۔ اینانج کو جو اس کا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب بھی تھا' بخارا کی حفاظت پر متعین کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے مگر کامیاب نہ ہوئے چنگیز خاں نے بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا۔

## امیر نیال کا خاتمہ

امیر نیال خاں جس نے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کر کے مال و اسباب چھین لیا تھا گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ چنگیز خان نے چاندی پگھلوا کر کانوں اور آنکھوں میں ڈلوا دی' جس سے وہ مرگیا' اس کے بعد بخارا کی جانب بڑھا۔ شہر کو امان و صلح سے فتح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ چند روز تک لڑے۔ بالآخر سب نے ہتھیار ڈال دیئے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس نے ان کے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے تمام کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی' اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اتارے گئے۔ ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا سلوک کیا گیا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔

اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی والدہ کے چند رشتہ داروں نے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے چنگیز خاں کو خط لکھا' خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا اور اس خط کو جس شخص کی معرفت روانہ کیا اس نے خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا' اپنی ماں اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے مشتبہ و بدگمان ہو گیا۔

## لوگوں میں خوف و ہراس

سلطان خوارزم شاہ کو جب انزار' بخارا اور سمرقند چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی اطلاع ملی' اور گورنر بخارا چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا' اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیحوں کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کی کمان میں تھا) اور علاء الدین والئی قندھار سلطان موکب سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے' عام خوف و ہراس پھیل گیا۔

## خوارزم شاہ کی بے بسی

بیس ہزار سواروں کو چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کے تعاقب پر مقرر کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں' وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہیں چنگیز خاں نے خراسان کے مغربی علاقہ کو تاراج کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تباہ و برباد کیا لوٹ مار کرتے بلاد بجور تک پہنچ گئے۔ جس جانب سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران' آبادی کو برباد اور چٹیل میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ پریشانی کے عالم میں نیشاپور پہنچا مگر مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی قیام نہ کرنے دیا۔ عراق کی جانب چلا گیا۔ اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں امانت کے طور پر رکھوا دیا۔

منشی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہنچا مجھے حاضری کی اجازت دی' اس کے سامنے دس صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جس کی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ اس میں سے دو صندوقوں میں بیش قیمت جواہرات بھرے تھے جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہو گی' مجھے سلطان نے قلعہ اروہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اروہز انتہائی مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہنچا دینے کی رسید لے کر شاہی دربار میں حاضر کر دی۔ اس کے بعد جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے ماژندران کی جانب گیا اور مغربی تاتار اس کے تعاقب میں تھے۔ مجبوراً ماژندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ مغربی تاتاریوں نے چھاپہ مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہنچا۔ اس کا وزیر عماد الملک اس واقعہ میں ساحل بحر پر ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا' جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی صلوۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

## سلطان محمد بن تکش کا انتقال

خوارزم شاہ کو یہاں بھی چنگیز خانی تاتاریوں نے آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ دوبارہ چھاپہ مارا' خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنے سا منہ لے کر گئے اور ناکام واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر اقامت اختیار کی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آ کر گھیر لیا اہالیان ماژندران تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اس زمانے نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ انہیں جاگیریں دے گا، صوبجات کی گورنری پر مقرر کرے گا مگر خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۷ھ میں موت نے آ لیا اور اسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی۔ جلال الدین منکبرس (خوارزم شاہ کا بیٹا) نے اہل ماژندران کی تمام امیدوں کو جو انہوں نے خوارزم شاہ سے وابستہ کی تھیں' پورا کیا۔

# باب ۱۰

# جلال الدین منکبرس بن علاؤ الدین محمد

بوقت انتقال خوارزم شاہ نے اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولی عہدی سے الگ کر دیا۔

## خوارزم شاہ کی والدہ

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی اطلاع ملی' ہاتھ پاؤں پھول گئے' چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تقریباً" بیس سرداران لشکر اور ان بادشاہوں کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے، قتل کر کے بھاگ نکلی' ماژندران کے قلعوں میں سے قلعہ ایلان میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔

مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے، دریائے طبرستان کے خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس ہوئے۔ ماژندران پر حملہ کیا چنانچہ ماژندران کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا جو کچھ وہاں مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ ماژندران کے قلعے انتہائی مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانے میں فتح نہیں ہوئے تھے جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقے کو فتح کیا تھا۔ اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا۔ اس وقت بھی یہ قلعے فتح نہیں ہوئے تھے مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۹۰ھ میں بہ زمانہ حکومت سلیمان بن عبدالملک (بنو امیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا) یہ قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعوں کو فتح کیا۔ قلعہ ایلان میں ترکمانی خاتون کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو حراست میں لے لیا گیا۔

## ابن اثیر کا بیان

فاضل ابن اثیر کا کہنا ہے کہ مغربی تاتاریوں کی ترکمان خاتون سے جب کہ وہ خوارزم سے ماژندران کی جانب بھاگ کر آ رہی تھی' راستے میں لڑائی ہو گئی' چاروں جانب سے اسے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا' ترکمان خاتون کے علاوہ اور شہزادیاں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں حراست میں لے لی گئیں۔ تاتاریوں نے انہیں اپنے گھروں میں ڈال دیا۔ دوش خاں ولد چنگیز خاں نے بھی ان میں سے ایک شہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون انتہائی ذلت اور بے بسی سے تاتاریوں کی قید میں رہی۔ چنگیز خاں کی جانب سے اسے بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ دیگر شہزادیوں کو ملا کرتا تھا۔

## نظام الملک کا قتل

نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خاں کے ہاتھ آ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس وجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ جب دوش خاں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا جن میں چند گانے والی عورتیں بھی تھیں' ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اسے اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا اور نظام الملک کے یہاں جا کر پناہ لی' اس خادم نے نظام الملک سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے متہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سر دربار طلب کر کے اس

جرم کا مجرم قرار دے کر قتل کر دیا۔

## تاتاریوں کی پیش قدمی

۶۱۷ھ میں مغربی تاتاری خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں رے پہنچے اور جب ▪ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی جانب لوٹے۔ راستے میں جو دیہات قصبات اور شہر ملے تباہ کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفانی یلغار کی آمد کی اطلاع سن کر مال و اسباب' بیش قیمت کپڑے اور مویشی جس قدر مہیا کر سکے مہیا کر کے لٹیرے تاتاریوں کے سامنے پیش کر دیئے' چنانچہ ان کے ہاتھ سے ان کی عزت آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی جانب بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی طریقہ پر عمل کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے' قزوین پر چڑھائی کی' اہل قزوین خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے' ہے' مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ کیا اور بزور شمشیر لڑ کر ان کو شکست دی۔ بڑی خونریزی ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد سردی کا موسم آ گیا۔ برف باری شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی آذربائیجان کی جانب روانہ ہوئے۔ اس وقت تک ازبک بہلوان والئی آذربائیجان تبریز میں مقیم تھا۔ عیش و عشرت میں مشغول خواہشات نفسانی میں منہمک' انتظام ملک سے غافل' رنگ رلیوں میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ تدبیر آئی کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچا لیا' طوفان کی مانند موقان کی جانب واپس ہوئے تاکہ سردیوں کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گزار یں۔

## کرج پر چڑھائی

اس کے بعد بلاد کرج پر دھاوا کیا' کرج نے مقابلہ کیا۔ بے جگری سے لڑے مگر تاتاری طوفان کو نہ روک سکے۔ میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے انتہائی بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک والئی آذربائیجان اور اشرف بن عادل بن ایوب والئی خلاط کی خدمت میں ایلچی بھیجے۔ تاتاریوں کے مقابلے پر امداد طلب کی۔ ادھر قرش (ازبک کا آزاد غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراد کی فوج کثیر اس کی ملان میں تھی۔ تاتاریوں کے ساتھ کرج پر حملہ کر دیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہنچ گیا کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں نے حملہ کیا کرج کو شکست ہوئی' کرج کی بے شمار فوج ماری گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۶۱۷ھ میں پیش آیا۔

## مراغہ پر قبضہ

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر مغربی تاتاری مراغہ کی طرف لوٹے۔ تبریز ہو کر گزرے' والئی تبریز جیسا کہ اس کی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے جو کچھ ہو سکا نقد و جنس جمع کر کے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہنچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی۔ چند روز تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور خوب لوٹ مار کی۔

## اربل پر چڑھائی

مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر حملہ کیا۔ مظفر الدین اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدر الدین والئی موصل سے امداد طلب کی۔ بدر الدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود سرحدی شہروں کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آ پہنچا۔ لکھا تھا کہ "تم اپنی فوج کے ساتھ دقوقا میں جا کر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے نہ دو۔" چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں جمع ہوئیں' خلیفہ ناصر اپنے مملوک بشتمر (قشتمر) کو آٹھ سو نامی گرامی سرداران کی جمعیت سے مظفر الدین کی کمک کو روانہ کیا اور تمام لشکر کی قیادت مظفر الدین کو عنایت فرمائی مگر دونوں حریف ایک دوسرے سے خوفزدہ و مرعوب ہو کر آپس میں لڑائی سے باز رہے۔

## ہمدان میں خونریزی

اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان کی طرح ہمدان کی جانب بڑھے' ہمدان میں ان لٹیروں کی جانب سے ایک کوتوال اسی زمانے سے رہتا تھا جب کہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ کوتوال کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال و اسباب اور زر نقد وصول کر

کے حاضر کروں' ہمدان کا رئیس ایک انتہائی شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ سارے حالات بتلائے کوتوال کے ظلم و ستم کی شکایت کی' رئیس علوی نے جواب دیا۔ "اس کے سوائے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے" ہمدان والے ناراض ہو گئے برابھلا کہا اور تاتاریوں کے کوتوال کو ہمدان سے نکال دیا' تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی' ہمدان کے نزدیک ایک قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ تاتاریوں نے شہر پر حملہ کیا اور بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ کئی روز تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

## اردبیل پر قبضہ

تاتاری ہمدان کو اجاڑنے کے بعد آذربائیجان کی طرف واپس ہوئے۔ اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل' ان کے مکانات کو ویران' کھیتوں اور باغات کو برباد و تباہ کر دیا۔ اس کے بعد تبریز کی باری آئی' ابھی تاتاری تبریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان و ارلان نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نفجوان کی جانب چلا اور اپنے اہل و عیال کو خوی بھیج دیا' شمس الدین طغرائی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گر تاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی تباہی اور حفاظت کا سن کر حملہ سے رک گئے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔

## بیلقان کی تباہی

ظالم تاتاری تبریز چھوڑ کر شہر سراو پر چڑھ گئے' اہل شہر کو اپنی غارت گری اور لوٹ مار کا نشانہ بنایا' تباہ و برباد کر کے بیلقان کی طرف بڑھے' چاروں جانب سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایلچی شرائط صلح طے کرنے کے لیے اہل شہر کے پاس بھیجا' اہل شہر کی شامت آئی' تاتاری سردار کو قتل کر دیا۔ پھر کیا تھا' ماہ رمضان ۶۱۸ھ میں بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر لیا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا' مار دھاڑ شروع ہو گئی' بلا امتیاز' مرد' عورت' جوان اور بچے تمام موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے آبروئی کرتے اور پھر انہیں قتل کر ڈالتے تھے غرض کہ کوئی برا کام ایسا نہ تھا کہ جسے ان لٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب و جوار کے دیہات اور قصبات تباہ ہو گئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان دکھائی نہ دیتا تھا۔

## گنجہ پر چڑھائی

بیلقان کی تباہی کے بعد اران کے پایہ تخت گنجہ پر دھاوا بول دیا۔ اہل گنجہ نے کافی حد تک قلعہ بندی کر لی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ صورت حال دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی' چنانچہ اہل گنجہ نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا' دے کر مصالحت کر لی۔

## کرج کی شکست

اہل گنجہ سے صلح کے بعد آذربائیجان اور ان کے صوبہ میں کوئی شہر ان کی دست برد سے باقی نہ رہا' کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑ کر فتح کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جس پر کرج قابض تھے۔ تاتاریوں نے کرج کے مقبوضات کی جانب پیش قدمی کی۔ کرج ان کی آمد سے بہت پہلے آگاہ ہو چکے تھے' فوجیں غلہ کے ذخیرے اور جنگی ہتھیار ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ خم ٹھونک کر اپنی سرحد سے نکل کر حملہ آور ہوئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے دھکیل دیا۔ تقریباً تیس ہزار کرج مارے گئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جا کر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انہیں جمع کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا۔ مگر کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر الٹے پاؤں بلقین واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرج کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ جس طرح سے چاہا تباہ و برباد کیا۔ مگر ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تباہ نہ کر سکے کہ راستہ انتہائی دشوار گزار اور

تنگ تھا۔ کثرت سے درے اور اونچے اونچے پہاڑ تھے۔

## دربند کی طرف پیش قدمی

کرج کے شہروں پر قابض ہونے کے بعد دربند شروان کی جانب پیش قدمی کی۔ شہر شماخی پر محاصرہ کیا' لڑائی شروع ہو گئی۔ تاتاری مقابلہ کرتے ہوئے شہرپناہ کی دیوار تک پہنچ گئے' سیڑھیاں نہ تھیں شہرپناہ پر کس طرح چڑھتے' مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنا دیا اور اس کے ذریعہ سے شہرپناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے آیا مار ڈالا گیا' جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی ان کے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین روز تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

شماخی کی تباہی کے بعد دربند کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر عبور نہ کر سکے۔ بادشاہ دربند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیج دو' شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے بیشتر کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا۔ دھمکی دی "کہ اگر تم ہمیں دربند کے عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح قتل کر دیں گے" چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے دربند عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انہیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے دربند عبور کر کے دربند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں تاتاری داخل ہو گئے۔

## تاتاریوں کی سیاسی چال

اس صوبہ میں قفجاق' لان' لکز اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے جس میں مسلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا۔ عام طور پر تمام باشندوں کو بلا امتیاز قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا۔ قفجاق اور لان نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ لٹیرے تاتاری انہیں مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفجاق کو پیام دیا کہ "آؤ ہم اور تم صلح کر لیں' ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمیں نبٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلاوجہ امداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے۔" قفجاق اس دھوکے میں آ گئے، ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کے شہروں پر قبضہ کر کے قفجاق پر بھی حملہ آور ہو گئے۔ جو قفجاق والے دور دراز مقامات پر رہتے تھے، ان میں سے بہت سے روس کے شہروں میں چلے گئے۔ اکثر نے پہاڑوں اور جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفجاق صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی فتح کر لیا۔ قفجاق کے بے حد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سرائے (سوداق) پر بھی قبضہ کر لیا جو دریائے نیطش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنہیں قفجاق کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی جان و آبرو کے خوف سے پہاڑوں میں جا کر ٹھکانہ بنا لیا اور بعض نے بلاد روم قلیچ ارسلان کی حکومت میں جا کر رہائش اختیار کر لی۔

## روس پر چڑھائی

۶۱۹ھ میں تاتاریوں نے قفجاق کے علاقہ سے روس کی طرف پیش قدمی کی۔ روس کا ملک' قفجاق کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی' یہاں کے رہنے والے عیسائی مذہب کے پابند تھے۔ روسیوں نے ان کی آمد کی خبر سن کر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس ارادہ سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیے' نکل پڑے' قفجاق کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں۔ تاتاریوں نے یہ سن کر کہ روس جنگ کے لیے آ رہا ہے' پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں' بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے ہیں دوسرے دن روسی اس پر قبضہ کرتے جاتے۔ بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ روسی اور قفجاق مقابلہ نہ کر سکے' پسپا ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارت گری شروع کر دی' بڑی خونریزی ہوئی۔ ہزاروں قید کر لیے گئے باقی ماندہ اپنے ملک سے دس کش ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے۔ تاتاری ان کے ملک پر بھی قابض ہو گئے۔

## بلغار پر حملہ

روس اور قفچاق کو فتح کر کے ان لٹیروں نے آخر ۶۲۰ھ میں بلغار پر حملہ کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر سن کر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلے کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے نکل آئے بلغاری فوج نے کمین گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر عقب سے حملہ کیا اور بلغار کی فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی، تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی، تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کر دیا، گھبرا گئے۔ کچھ نہ سوجھتا تھا تمام کے تمام مارے گئے۔ چند ہی کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خان سے طالقان میں جا کر ملے۔ قفچاق اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تباہ کرنے کے لیے گئے تھے۔

آپ نے اوپر خوارزم شاہ کے انتقال اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تباہ کرنے کے واقعات کو پڑھ لیا ہے۔

## چنگیزی لشکروں کی پیش قدمی

خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد چنگیز خاں نے جس وقت کہ وہ سمرقند میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں میں منقسم کیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی جانب روانہ کیا جس نے کلات پر چڑھائی کی جو جیحون کی طرف انتہائی مستحکم اور مضبوط قلعہ تھا اس قلعہ کو اس کے گرد و نواح کے مقامات کو ان لوگوں نے فتح کر لیا، انتہائی بے رحمی سے تباہ و برباد کیا۔ دوسرے حصہ کو فرغانہ کی تباہی کرنے پر متعین کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی جانب چوتھے حصہ کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔

چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان فتح کرنے پر متعین ہوا تھا اس نے بلخ پر حملہ کیا۔ ۶۱۷ھ میں صلح و امان سے فتح کیا نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارت گری سے کام لیا۔ اپنے کوتوال کو بلخ میں ٹھہرا کر زوزن' میمند' اندخوئی اور فاریاب کی جانب پیش قدمی کی۔ صلح و آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ ہو کر ان کے مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔

## طالقان کی فتح

اس کے بعد طالقان پہنچے' طالقان ایک وسیع صوبہ اور چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منصورہ کوہ نامی تھا جس کی مضبوطی اور استحکام کو دوسرے قلعے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ کیا۔ چھ ماہ کا مکمل محاصرہ کیے رہے کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی، چنگیز خاں یہ سن کر خود اس قلعہ کے محاصرے پر آیا۔ علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ کیے رہا مگر فتح نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خاں نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اس کو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اس پر مٹی ڈالے پھر اس پر لکڑیاں رکھے اور مٹی ڈالے۔ یہاں تک کہ قلعہ کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے انتہائی تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعتاً" حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارتے دھاڑتے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا بچ گیا۔ باقی رہے پیادے وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا جسے دیکھا قتل کر دیا مال و دولت لوٹ لی۔

## قفچاق قوین کی موت

چنگیز خان نے اس کے بعد اپنے داماد قفچاق قوین کو خراسان' مرو اور رساط کی طرف روانہ کیا۔ اگرچہ قفچاق انہیں لڑائیوں میں ہار گیا مگر تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کیے ہوئے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کے دریا بہا دیئے۔ قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مردوں کی ہڈیوں کے بڑے

بڑے ڈھیر لگ گئے۔

## خوارزم کی حفاظت

• جس زمانہ میں خوارزم شاہ تکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے سرداران بنو حمزہ خوارزم میں تھے' تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیارالدین زنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لیے واپس کیا چنانچہ اس نے خوارزم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق اور شہر پناہ کی درستگی کی طرف توجہ دی۔

## مرو کی فتح

خراسان کی فتح کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا اور مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ مجبوری کے عالم میں جان و آبرو کے خوف سے تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندہ لوگوں کا ایک ہجوم جمع تھا جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ تاتاریوں نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا' جنگ کا میدان گرم ہو گیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا' انتہائی بے جگری سے لڑتے رہے۔ چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ تاتاری بڑی بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ روز تک شہر کا محاصرہ کیے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امان دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور خود تاتاری دربار میں حاضری کے لئے پیش ہوا۔

## ظلم کی انتہا

پہلے تو چنگیز خان کے بیٹے نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دیا اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جیسے ہی سارا لشکر آ گیا گرفتار کر لیا۔ لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤساء شہر' تجار' کاریگران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں تیار کرائیں اور ان سب کو مع اہل و عیال حاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خاں سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اس کے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خاں نے بلا تامل ان لوگوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر دیئے گئے' امراء' رؤساء' تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیے گئے۔ بعض تو زدوکوب کے صدمہ سے مر گئے۔ اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے زندہ قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں۔ غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو جو مظالم کر سکتے تھے کیے۔ عوام الناس کو جن میں مرد بھی تھے' عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے' لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارت گری سے فارغ ہو کر شہر کو نذر آتش کر دیا جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مال ہی کی تلاش میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے روز باقی ماندہ اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دے دیا جن کی تعداد سات ہزار کے قریب تھی۔

## نیشاپور کی تباہی

مرو کی تباہی کے بعد نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی۔ پانچ دن تک محاصرہ کیے رہے' چھٹے دن بزور شمشیر شہر فتح کر لیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو انھوں نے اہل مرو کے ساتھ کیا تھا بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں مزید اضافہ ہوا۔ پندرہ دن نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔

## طوس پر چڑھائی

نیشاپور کو برباد کرنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی جانب بھیج دیا' طوس میں بھی وہی مظالم کیے جو وہ کرتے آ رہے تھے' سارے شہر کو نذر آتش کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو گرا ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرے کو مسمار کر دیا۔ قتل و غارتگری

کرتے ہوئے ہرات کی طرف بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس روز تک محاصرہ کیے رہے آخر کار یہ بھی فتح ہو گیا۔ بیشتر کو قتل کیا' جو باقی رہ گئے انھیں امان دی اور ان پر ایک کوتوال مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانگی اختیار کی۔

## کوتوال کا قتل

تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل ہرات نے ان کے کوتوال کو قتل کر دیا۔ جس وقت تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس ہوئے اور کوتوال کے قتل کا واقعہ سنا آگ بگولہ ہو گئے' ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا' مکانوں کو نذر آتش کر دیا۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں خون کی ندیاں بہہ گئیں غرضیکہ ہرات اور اس کے نواح کو برباد کر کے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے' چنگیز خاں طالقان میں چپ نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کو تباہ کرنے کے لیے فوجیں بھیج رہا تھا جو یکے بعد دیگرے شہروں کو برباد کر رہی تھی یہاں تک کہ سارا صوبہ خراسان برباد و تباہ ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کیے ۶۱۷ھ میں کیے۔ اہل خراسان اکثر مارے گئے' جو باقی بچے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔

## خوارزم شاہ کی اولاد

سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش کا جب دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں انتقال ہوا تو اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کی قیادت میں جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا' خوارزم کی جانب چل دی۔ خوارزم پر خوارزم شاہ محمد بن تکش کی والدہ ترکمان خان کی واپسی کے بعد ایک مکار شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر مکمل طرح سے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ برے سلوک کرتا اوباشوں کی بن آئی' لوگوں کے مال و دولت کو لوٹنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچے اور انھوں نے سلطان کے انتقال کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سن کر بھاگ گئے۔ جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا' چاروں جانب سے مسلمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ سات ہزار لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ "ترکمان خاتون" کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ اولاغ شاہ کی جانب مائل ہو گئے اس کا سبب یہ تھا کہ یہ ان کی بہن کا بیٹا تھا۔

## خوارزم پر چڑھائی

ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے برطرف کرنے کا مشورہ کیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کی راہ لی۔ نساء کے بے آب و گیاہ بیابان کی جانب چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ جلال الدین نے انھیں شکست دے دی۔ تاتاریوں کا شکست خوردہ لشکر نساء میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ نساء میں اس وقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہو کر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے' نساء کا نظم و نسق اختیار الدین کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بقیہ تاتاریوں کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ جلال الدین کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ امداد کی درخواست کی' جلال الدین نیشاپور کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاری لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے روز خوارزم پہنچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اس کے دوسرے بھائی خوارزم سے فرار ہو گئے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا۔ قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور ہو کر گزرا۔ اختیار الدین والئی نساء بھی ساتھ چل پڑا۔

خراسان کے نواح میں تاتاریوں نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا اولاغ شاہ قتل ہو گیا۔ تاتاریوں نے اس کے مال اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اولاغ شاہ کا مال و اسباب عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسے ان لوگوں نے انتہائی ارزاں قیمت پر فروخت کر ڈالا۔ اختیار الدین زنگی نساء واپس آیا اور خود مختار حکومت کرنے لگا مگر شاہ کے لقب سے اپنے کو ملقب نہ کیا' جلال الدین نے نساء کی گورنری کی سند حکومت ۔ بھیجدی چنانچہ اختیار الدین نے اس کے شاہی اقتدار کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

## جلال الدین منکبرس کی تیاری

اس کے بعد جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر حملہ کیا ہے اور چنگیز خاں طالقان میں ہے۔ اے نائب ہرات رکلب

ا۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

میں روانہ ہوا۔ سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ کر بجستان کے جانب چلا۔ اہل بجستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً واپس ہوا۔ جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی۔ اس وقت تاتاری قلعہ قندھار پر محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ایک شخص بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا۔ جلال الدین نے غزنی کی جانب واپسی اختیار کی۔

## جلال الدین کی کامیابی

والئی غور قروشت اس زمانے میں غزنی پر قابض ہو گیا تھا جب کہ والئی غزنی جلال الدین کے پاس والئی بجستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لیے گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے باخبر ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کر کے قروشت کو قتل کر دیا اور شہر غزنی پر بھی قبضہ کر لیا ا۔ رضاء الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسے بھی نیچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ جب جلال الدین کو تاتاریوں پر بمقام قندھار کامیابی ہوئی اور کامیابی کے ساتھ غزنی واپس آیا تو رضاء الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں پیش آیا۔

## خوارزم پر قبضہ

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جیحون سے خوارزم شاہ کے فرار کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تباہی کرنے کی غرض سے سارے ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک بڑی فوج خوارزم کو فتح کرنے کے لیے بھی روانہ کی۔ خوارزم کو خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فوج کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے خبطائی اور اریطائی کی قیادت میں خوارزم کی جانب بڑھا۔ پانچ ماہ مکمل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ منجنیقیں رات دن چلتی رہیں مگر کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے پے در پے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک حصہ کو فتح کر لیا۔ اس حصہ کا فتح ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلے فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ سارے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کو کھول دیا جو جیحون کے پانی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ یکدم سیلاب آ گیا۔ سارا شہر غرق ہو گیا پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جیحون پر تقسیم ہو گئے، کوئی بھی زندہ نہ بچا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے "دوش خاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا" اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ میں پیش آیا۔

الغرض یہ کہ تاتاری قزاق، خراسان اور خوارزم کی تباہی سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے گئے۔

## آبناخ کا فرار

خوارزم شاہ کی حکومت کے زمانے میں آبناخ ممتاز امراء اور ارا کین سلطنت میں سے تھا۔ خوارزم شاہ نے اسے دوبارہ بخارا کی گورنری پر متعین کیا تھا جب تاتاریوں نے بخارا کو فتح کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے تو آبناخ بخارا چھوڑ کر سنسان میدان کی جانب بھاگ گیا۔ پریشانی کی حالت میں نواح نساء میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین والئی نساء نے خط و کتابت شروع کی، نساء میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبناخ نے انکار میں جواب دیا۔ اختیار الدین خود آبناخ سے ملنے آیا اور ضروری اشیاء سے اس کی امداد کی۔

بشخوان، نساء کے قصبات میں سے ایک قصبہ تھا جس کا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا۔ اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے کوتوال کو خط لکھا، آبناخ کو شکست دینے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، آبناخ نے اسے انتہائی بری طرح شکست دی۔ بشخوان کا محاصرہ کیا اور بزور شمشیر اسے فتح کر لیا۔ محاصرہ کے دوران ابوالفتح مر گیا۔ آبناخ نے ابیورد کی طرف پیش قدمی کی۔

## اختیار الدین زنگی کا انتقال

تاج الدین بن عمر بن مسعود ابیورد اور مرو کے درمیانی شہروں پر قابض ہو رہا تھا۔ اکابر امراء کی ایک جماعت اس کا دایاں بازو بنی ہوئی

ا۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

تھی۔ حسب ضرورت وقت پر فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبنایخ نے لڑائی سے گریز کیا نساء واپس آیا۔ اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی انتقال کر چکا تھا اور اس کے چچا کا بیٹا عماد الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نساء پر حکومت کر رہا تھا۔ آبنایخ نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں ایکجی بہلوان کی حکومت تھی۔

## آبنایخ کی شکست

ایکجی بہلوان کو شکست دے کر آبنایخ نے شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایکجی بہلوان پریشانی کی حالت میں جلال الدین منکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبنایخ خاں آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔ تکین بن بہلوان کا مرو پر قبضہ تھا، آبنایخ نے جیحون کو عبور کیا۔ تاتاری کوتوال پر بخارا میں اچانک چھاپہ مارا۔ تاتاریوں نے ۶۰۷ھ میں بزور شمشیر آبنایخ کو پسپا کر دیا' شروان کو واپس ہوا تا تاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبنایخ کو گھیر لیا۔ جنگ ہوئی' اس جنگ میں بھی تاتاریوں کو فتح حاصل ہوئی' میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ انتقال ہو گیا جیسا کہ آئندہ صفحات میں تحریر کیا جائے گا۔

## اصفہان پر قبضہ

اس سے قبل ہم نے لکھا ہے کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے بیٹوں پر ملکوں کو تقسیم کیا تھا عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ رے کی طرف بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسے اطلاع ملی کہ جلال الدین محمد بن آبہ قزوینی جو اس وقت ہمدان میں ہے' عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود' اتابک سعد بن زنگی والئی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس پناہ حاصل کر لی۔

## تاتاریوں کو شکست

ہمدان کو فتح کرنے کے لیے رکن الدین غور شاہ نے فوجیں روانہ کیں مگر یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ رے کی طرف واپس ہوا' یہاں پر فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی جانب متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ تاتاری لشکر آ پہنچا۔ قلعہ راوند میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ بڑے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی بڑی بے جگری سے لڑا۔ تاتاریوں کو شکست فاش دی۔

## ہمدان کی حکمرانی

والئی ہمدان ابن آبہ نے تاتاریوں سے امان کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسے امان دی اور ہمدان میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئے اور اس کی جگہ علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر متعین کر دیا۔

## کرمان پر قبضہ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ملکوں کی تقسیم کے وقت اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت مرحمت کی تھی مگر وہ کسی وجہ سے اپنے والد کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نے نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والئی قلعہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دن بعد اصفہان واپس آیا جس وقت تاتاری ظالم آذربائیجان کی جانب طوفان کی مانند بڑھ رہے تھے۔ اصفہان ہو کر گذرے اور اس کا محاصرہ کیا۔ اہل اصفہان قلعہ بند ہو گئے۔ تاتاریوں کی کوئی پیش نہ گئی۔ آخر ۶۲۰ھ تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں مقیم رہا۔ جب اس کا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ' رکن الدین غور شاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور ابھارا۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب رکن الدین غور شاہ مارڈالا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق کی طرف چل دیا۔

## غیاث الدین کی حکمت عملی

رکن الدین غور شاہ کو جب اس کے والد خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عنایت کی تھی تو امیر بقاط لبستی کو رکن الدین غور شاہ کی وزارت کا عہدہ عنایت فرمایا تھا۔ امیر بقاط لبستی نے حکومت پر قابو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غور شاہ نے اپنے والد خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت حاصل کی' چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقاط لبستی کو گرفتار کر کے قلعہ سرجہاں میں قید کر دیا۔ جب رکن الدین غور شاہ کو قتل کر دیا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقاط لبستی کو رہا کر دیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ تعلقات پیدا کر کے اپنی بہن سے نکاح کر دیا مگر اپنی بہن کی رخصتی نہ کی۔

## ازبک خان پر حملہ

اصفہان کی حکومت پر رکن الدین غور شاہ کے قتل کے بعد ازبک خاں نامی ایک شخص نے قبضہ کر لیا تھا۔ ایک فوج اس کی رکاب میں جمع ہو گئی تھی۔ امیر بقاط لبستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی، غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولتہ الملک کی قیادت میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر روانہ کر دی۔ یہ کمک نہیں پہنچنے پائی تھی کہ امیر بقاط لبستی نے ازبک خاں پر حملہ کر کے شکست دے دی اور بھاگ دوڑ میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا۔ اصفہان پر قابض ہو گیا۔

## اصفہان پر چڑھائی

غیاث الدین کے پاس دولتہ الملک واپس آیا، غیاث الدین کو امیر بقاط لبستی کی یہ حرکت بری لگی، فوجیں مرتب کر کے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت قبول کر لی۔ امیر بقاط لبستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو رضامند کر لیا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کر دی۔ عراق' ماژندران اور خراسان کا واحد حکمران ہو گیا۔ مازندران اور اس کے صوبہ پر دولتہ الملک کو مامور کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقاط لبستی کو دے دی گئی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذر بائیجان پر چڑھائی کر دی۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے۔ ازبک بن بہلوان والئی آذر بائیجان نے صلح کے خطوط بھیجے' آخر کار مصالحت ہو گئی۔

## امیر بقاط لبستی کی بغاوت

بہت ہی تھوڑے عرصے میں امیر بقاط لبستی نے غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کر لیا' دماغ پھر گیا خود مختار حکومت کی طمع پیدا ہوئی' اتحاد کے تعلقات کو خیرباد کہہ کر آذربائیجان کا رخ کیا۔ آذربائیجان میں دو نمک حرام غلام ازبک بن بہلوان کی مخالفت پر پہلے سے تیار تھے' یہ دونوں امیر بقاط لبستی سے مل گئے اور بغاوت کا علم بلند کر دیا غیاث الدین تیر شاہ ان کی سرکوبی کے لیے نکلا اور لڑ کر شکست دے دی۔ مغلوب ہو کر واپس ہوئے، کہا جاتا ہے کہ ا؎ خلیفہ بغداد کے اشارے سے امیر بقاط لبستی غیاث الدین تیر شاہ کی مخالفت پر تیار ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## آبناںج کی مخالفت

نائب بخارا آبناںج جنگ تاتار سے نجات پا کر مقام جرجان میں غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان کا ماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبناںج کی شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غیاث الیدن تیر شاہ نے توجہ نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔

## آبناںج کا انتقال

دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے کے لیے گیا۔ اسی لڑائی میں مارا گیا اس کا بیٹا برکہ خان' ازبک خاں کے پاس آذر بائیجان چلا گیا اور اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقاط لبستی پر حملہ کیا' امیر بقاط لبستی کو شکست ہوئی۔ کرم جا کر پناہ لی اور اس کے باقی ساتھی غیاث الدین تیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوج لوٹ مار کرتی ماوراء جیحون کی جانب واپس ہوئی۔

؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

والئی فارس سعد الدین زنگی اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ ان کو والئی فارس سے شکست ہو چکی تھی،
غیاث الدین تیر شاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ چنانچہ غیاث الدین تیر شاہ اہل اصفہان کے ابھارنے پر سعد الدین بن زنگی کو شکست دینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اصطخر میں اسے گھیر لیا اور بزور شمشیر فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اصطخر کو فتح کر کے شیراز کی جانب پیش قدمی کی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ نے امان کی درخواست کی۔ صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آبتاغ خان کی اسی مقام پر وفات ہوئی اور وہیں شعب سلیمان میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک فوج گازرون کو فتح کرنے کے لیے بھیجی گئی۔ گازرون بھی بزور شمشیر فتح ہو گیا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ نواح بغداد کا رخ کیا۔ اربل اور بلاد جزیرے سے بے شمار فوجیں جمع ہو کر آ گئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کی خط و کتابت ہونے لگی۔ آپس میں مصالحت ہو گئی۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عراق واپسی اختیار کی۔

## تاتاری لٹیرے

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ خوارزم شاہ نے ملک کی تقسیم کے وقت جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غور، بست، کھیاباد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی جانب سے بطور نائب [1] کو متعین کیا تھا اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو حربوشہ والئی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی جانب فرار ہوا اور تاتاری خراسان کے شہروں پر قابض ہو گئے۔ امراء، رؤساء خراسان بھی جان و آبرو بچانے کی غرض سے بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جا کر پناہ حاصل کر لی۔

## تاتاریوں کی شکست

امین الملک نائب ہرات نے سلطان کے ماموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بغاوت کر دی۔ اس واقعہ کو ہم نے محاصرہ بجستان کے ضمن میں بیان کر دیا ہے۔ چند دن بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ سیف الدین بقراق خلجی، اعظم ملک بلخی، مظہر اور حسن سلطان سے آملے۔ ان میں سے ہر ایک کی رکاب میں تیس ہزار جنگجو موجود تھے۔ سلطان کی رکاب میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کیے تھے، حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی، بقیہ بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس چلے گئے۔

چنگیز خان نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طولی خان کی قیادت میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے بھیجی۔ مقام شروان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طولی خان بن چنگیز خاں میدان جنگ میں مارا گیا تاتاری فوج منتشر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقراق اور امین الملک نائب ہرات سے بھی اسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا۔ امین الملک نے عراق کی راہ لی۔ اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقراق کا بھائی قتل ہو گیا۔ بقراق ناراض ہو کر ہندوستان کی جانب واپس ہوا۔ اس کے ساتھی ساتھ ہو لیے۔ جلال الدین نے ملانے اور واپس لانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور ایک نے بھی واپسی نہ کی۔

## تاتاریوں کی فتح

جب چنگیز خاں کو اس شکست کی خبر ہوئی تو تمام تاتاریوں کے گروہ کو جمع کیا اور مسلح کر کے جلال الدین منکبرس سے جنگ کے لیے چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خاں کے ارادے سے مطلع ہو کر مقابلے کے لیے نکلا۔ چنگیز خان کے مقدمتہ الجیش (ہراول) سے لڑائی ہو گئی۔ زبردست جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح حاصل ہوئی۔ تاتاریوں میں سے صرف چند افراد زندہ بچے۔

میدان جنگ سے واپسی کے بعد جلال الدین نہر سندھ پر مقیم ہوا۔ تمام امراء اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے، اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابھی ایلچی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین دن رات جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہوئی۔ امین الملک اپنے والد کے پاس قتل ہوا۔ سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ عبور کرنے سے روک ٹوک شروع کی۔ بہت سے شکست خوردہ نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت سوں کو تاتاریوں نے قتل کر دیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر صرف سات سال کی تھی، تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نہر پر پہنچا اور تاتاری تعاقب میں تھے‘ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ اس کی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار زندہ بچے۔ تین روز کے بعد گرتے پڑتے سلطان کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان کے بعض خاص الخواص امیروں نے اس بری خبر کو سن کر ایک کشتی جس میں کھانا‘ کپڑے اور تمام ضروری چیزیں تھیں‘ سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی ضرورت پوری ہوئی۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں کو خبر ملی تو محاصرہ کیا اور بزور شمشیر فتح کر کے اسے اور تمام ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## غزنی کی تباہی

تاتاری لشکر نے اس کے بعد غزنی کا رخ کیا‘ غزنی بھی فتح ہو گیا‘ لوگوں کو قتل کیا جسے جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرض یہ کہ غزنی اور تمام نواح غزنی ایسا تباہ ہوا کہ گویا اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔

ان واقعات کی خبر والئی جبل جردی (بلاد ہندوستان) کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اس وجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والئی جبل جردی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور انہیں شکست فاش دے کر ان پر مسلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت بڑی نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

## جلال الدین منکبرس کی پیش قدمی

جلال الدین منکبرس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ فوج کے ساتھ دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان اس کی خدمت میں باریاب ہوا جن میں سے امین الملک کی بیٹی‘ شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اس کے والد کے زمانے میں وزیر تھا) اور قزل خاں ابن امین الملک ذکر کے قابل ہیں۔ قزل خاں شہر کلورا میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ کلورا کے گورنر نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قباچہ نے شمس الملک کو اس لیے مار دیا کہ اسے خطرہ پیدا ہوا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات و سکنات سے آگاہ کر دے گا۔ امین الملک نے جلال الدین کو اس کی خبر کر دی‘ چند دن بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے سرداران لشکر اس کی خدمت میں آ گئے جس کے باعث اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ شہر کلورا پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور فتح کر لیا۔ اس کے بعد ترنوخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں جمع کیں۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً حملہ کر دیا‘ قباچہ مقابلہ پر نہ آیا مورچہ اور کیمپ چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی جانب پیش قدمی کی‘ لاہور میں قباچہ کا بیٹا تھا۔ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس بات کو محسوس کر کے کہ مقابلے کی طاقت نہیں ہے صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر تستشان پر پہنچ کر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ فخر الدین سلاری قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا۔ اس نے اطاعت قبول کی۔ شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اوجا پر دھاوا کیا‘ محاصرہ کیا۔ اہل اوجا نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ جانس کا محاصرہ کر لیا۔

ہندوستان کے بادشاہوں میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا‘ اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور جلال الدین کی حکومت کی اطاعت قبول کی‘ اہل شہر نے بھی اطاعت کر لی‘ جلال الدین نے چند دن یہاں قیام کیا۔ التمش نے تیس ہزار سوار‘ ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ مقدمتہ الجیش (ہراول) پر جہاں بہلوان ازبک تھا دونوں فریق کے ہراول غلط راہ پر چلے گئے۔ دونوں کا آمنا سامنا نہ ہوا۔ التمش نے صلح کا پیام بھیجا جلال الدین نے صلح پر آمادگی ظاہر کر دی۔

اس کے بعد التمش‘ قباچہ اور تمام ملوک ہند متفق ہو کر جلال الدین سے لڑنے کے لیے نکلے‘ جلال الدین جنگ سے بچنے کی خاطر ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کر لیا تھا اپنی جانب سے جہاں بہلوان کو مامور کر کے ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا۔ نہر عبور کر کے غزنی

کی جانب چلا۔ غزنی اور غور پر امیر وفا ملک کو جس کا نام حسن مزلف تھا مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے۔ دو سال ہندوستان سے واپسی کو گزر چکے تھے۔

## سلطان غیاث الدین کی غفلت

ہندوستان کی جانب جس وقت جلال الدین روانہ ہو گیا، غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آ کر اکٹھی ہوئی۔ غیاث الدین نے انہیں مسلح کر کے عراق کا رخ کیا۔ چنانچہ خراسان اور ماژندران پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ قائم الدین نے نیشا پور میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یقز بن ایلچی بہلوان' شروان دبا بیٹھا۔ نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک اسفراین کا مستقل حکمران ہو گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے نساء پر اپنی حکومت قائم کر لی اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورد کا بادشاہ بن گیا۔ غیاث الدین عیش و عشرت میں مصروف' لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں طوفان کی مانند بڑھیں۔ غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا' تاتاریوں نے سارا ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان مارا۔ پورے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ رعایا برباد و تباہ ہو گئی' ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش و عشرت کے سوا اس کو کوئی کام نہ رہا تھا اس وجہ سے اس کی والدہ حکومت و سلطنت پر قابو پا گئی اور ترکمان خاتون اور سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ "خداوند جہاں" کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے غلبہ حاصل کیا۔

## جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ۶۲۱ھ میں جلال الدین ہندوستان سے واپس ہوا' بے حد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار رکاب میں تھے جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا) نائب حکمران تھا۔

براق' کو خان بادشاہ کا حاجب تھا' کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم چلا آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح حاصل ہوئی۔ براق کو حجابت کے عہدہ پر تعینات کیا۔ چند روز بعد غیاث الدین تیر شاہ ابن خوارزم شاہ کے پاس مکران چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی جانب روانہ ہوا اور تاتاری اس کے تعاقب و گرفتاری سے نا امید ہو کر واپس ہوئے تو غیاث الدین کو عراق کے قبضہ کی طمع پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مامور کر دیا۔

کرمان پہنچ کر جلال الدین نے براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابو القاسم جنیدی معروف بہ خواجہ جہاں نے عرض کی "یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا" جلال الدین اس کام سے رک گیا۔ شیراز کی جانب پیش قدمی کی۔ والئی شیراز بردا تابک نے حاضر ہو کر نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ حکومت کا مطیع ہو گیا چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت پیدا ہو گئی تھی اس نے جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا نکاح کر دیا۔

## جلال الدین کی کامیابی

جلال الدین اس کے بعد اصفہان گیا، قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد نے حاضری دی۔ اطاعت قبول کی۔ اس کی اطلاع غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رے میں تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے جلال الدین سے لڑنے کے لیے چلا۔ جلال الدین کو اس کی خبر ہوئی۔ نرمی آمیز خط لکھا۔ چنگیز خان کے بیٹے طولی خان کا سامان' لباس' گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ برندان میں مارا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ان امراء کو بھی ملانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے' ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی طرح غیاث کو ہو گئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔ باقی فرار ہو کر جلال الدین کے پاس چلے گئے۔

اس پر جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا' غیاث الدین کے تمام سرداران لشکر اور ہم نشین جلال الدین کی

جانب ہو گئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے خیموں' ذخیروں اور مکمل سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کی والدہ بھی قبضہ میں آگئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی والدہ سے بڑی ناراضگی ظاہر کی۔ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں' رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور حکومت کی اطاعت قبول کر لی' حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی ذرا نہ سنتے تھے اور اس کی حکومت کو ختم کرنے کے در پے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی اطاعت و حکم برداری پر خوشنودی کا اظہار کیا اور جیسا مناسب سمجھا ویسا ہی عمل کیا۔

## نصرت الدین کا پیغام صلح

نصرت الدین بن محمد اپنے چچا زاد بھائی اختیار الدین کے بعد نساء کا حکمران ہو گیا تھا جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے مگر امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ انیس سال تک غیاث الدین کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا' غیاث الدین کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبتاخ کی قیادت میں فوجیں بھیجیں' ارسلان کو کمک پر متعین کیا' قرب و جوار کے امراء کو امداد و اعانت کا حکم دیا۔ نصرت الدین کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی۔ اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام دے کر بھیجا اور وہ دولت بھی پیش کر دی جس پر صلح کا دارومدار تھا۔

## نصرت الدین کا انتقال

ابھی محمد بن احمد منشی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں برفباری بند ہونے اور راستہ کھل جانے کے انتظار میں ٹھہر گیا کچھ روز بعد ہمدان کی جانب پیش قدمی کی۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ اتابک بقاط بستی کی جنگ پر گیا تھا۔ اس کے حالات بیان کیے جا چکے ہیں کہ "غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا تھا اور غیاث الدین ولی عہدی سے برطرف ہونے کے بعد آذربائیجان فرار ہو گیا تھا۔ اتابک سعد سے تعلقات پیدا کیے۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی فوراً" ان لوگوں کی جانب روانگی اختیار کی [1] غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے چلا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا۔ امان دی۔ واپس ہو کر اس کے خیمے میں قیام کیا۔ عزت و احترام سے ملاقات کا شرف بخشا۔

بلاد نساء میں نصرت الدین نے اودھم مچا دی' ہنگامہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبتاخ کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ دو روز کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین کا انتقال ہو گیا ہے اور پورے نساء پر آبتاخ قابض ہو گیا ہے۔

## خوزستان کی طرف پیش قدمی

جلال الدین نے جب اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل کر لیا اور ملک کا نظم و نسق ٹھیک ہو گیا۔ گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی جانب کوچ کیا اور اس کے دارالحکومت [2] کا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین' وجہ السبع' خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے زمانہ محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بادرایا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تمکین (ملکتین) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا' دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قشتمر کی ماتحتی میں جو خلیفہ ناصر کا غلام تھا پہنچ گئیں۔ دونوں حریف لڑائی سے باز رہے۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

[2] اس وقت خراسان کا دارالحکومت تستر تھا۔ ماہ محرم ۶۲۲ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی۔ جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۶

## دقوقا کا محاصرہ

ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو جلال الدین نے دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا۔اس کے مقدمتہ الجیش پر جہاں بہلوان تھا راستے میں عرب کا ایک گروہ اور خلیفہ کا لشکر سامنے آ گیا۔ خوارزمی حملہ آور ہو گئے۔بہت سے بغداد واپس گئے اور جنہیں خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا' سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔ اس کی اطلاع اہل بغداد تک پہنچی حفاظت کی غرض سے تیاری کی۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبا پہنچ کر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل پر تھا'یعقوبا سے کوچ کر کے دقوقا کا محاصرہ کیا اور بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو مسمار کر کے شہر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

## مراغہ پر قبضہ

جلال الدین جب دقوقا کو فتح کرنے میں مصروف تھا اس کی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ مار کر رہی تھیں، تکریت پر بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو ناکامی ہوئی۔ اپنے لشکر میں واپس آئیں۔ ان لڑائیوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین والئی اربل سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود ملک میں بڑی بدامنی پھیل گئی۔ چاروں جانب قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دیہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان جلال الدین مراغہ پر قابض ہو گیا۔

## فخر الدین علی

وزیر السلطنت شرف الملک کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا۔ [1] شروع میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہاء الملک وزیر جنگ کی خدمت میں رہتا تھا۔ آہستہ آہستہ ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر متعین ہوا۔ اس طمع سے کہ نجیب الدین شہرستانی عہدہ وزارت سے برطرف کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے، سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی شکایت کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار غبن کیا ہے۔ سلطان نے اس کی شکایت پر کوئی توجہ نہ دی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہاء الملک وزیر جنگ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت پر فائز کیا گیا۔ چار سال اس عہدہ پر رہا۔ جب سلطان بخارا آیا تو لوگوں نے اس کی کافی شکایت کی۔ سلطان نے گرفتاری کا حکم دیا' روپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا۔ طالقان سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی خدمت میں سلطان کی موت کے بعد حاضری دی' جلال الدین نے حاجبوں کی جماعت میں داخل کر لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو قباچہ بادشاہ ہندوستان نے مار ڈالا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے' تو جلال الدین نے شہاب الدین کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے نوازا۔

## خراسان کی پھر تباہی

مغربی تاتاریوں کی آذربائیجان' بلاد قفچاق اور شروان سے واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر ویران میدان کی مانند رہ گیا تھا۔ ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا' کوئی حاکم نہیں رہا تھا انہی لوگوں نے بربادی و غارت گری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا، چنگیز خاں نے خراسان کی تباہی کے لیے تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ اجاڑ دیا۔ مکانات مسمار کر دیئے' بازاروں کو لوٹ لیا اسی طرح کا سلوک ساوا' قاشان اور قم میں بھی ان لٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے قبل اس طرح کی حرکات ان مقامات پر نہیں کی تھیں۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

## ہمدان کی تباہی

تاتاری لٹیرے ان شہروں کو اجاڑنے کے بعد ہمدان کی جانب بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی اطلاع پا کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے دل کھول کر شہر کو ویران اور برباد کیا' اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان تک گئے۔ اطراف آذربائیجان میں بھی قتل و غارت کا میدان گرم کیا۔ ہمدانیوں نے آذربائیجان بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں فرار ہوئے' بعضوں نے تبریز جا کر دم لیا۔ تاتاری لٹیرے تعاقب میں تھے۔ یہاں بھی بے چاروں کو چین حاصل نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بہلوان والئی تبریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور باقی ماندہ لوگوں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ اور ایسے کام کیے جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس ہو گئے۔ تبریز سے درگزر کیا۔

## قفچاقی گروہ

تاتاری لٹیرے جب بلاد قفچاق اور روس سے واپس ہوئے تو قفچاق کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا' پریشانی کے عالم میں دربند شروان پہنچا۔ دربند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ "ہم لوگ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لیے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بدعہدی نہ کریں گے' ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔" رشید کو کچھ شبہ پیدا ہو۔ درخواست منظور نہ کی' تب ان لوگوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہم کو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے۔ رشید نے اجازت مرحمت کر دی۔

اس کے بعد اس قفچاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ " قفچاقی آپ کے ہاتھ بدعہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہمیں ایک فوج مرحمت فرمایئے۔ ہم انہیں لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے۔" رشید نے انہیں نوبیس دیں۔ سامان جنگ دیا' چنانچہ اس سردار نے قفچاق کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ قفچاق کی ایک جماعت ماری گئی' مال و اسباب لوٹ لیا گیا' مگر قفچاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ "بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمیں امان نہ دی ہوتی تو ہم اس سے لڑتے۔"

اس کے بعد قفچاقی سردار خوشی خوشی مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا۔ دو چار دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ قفچاق اپنی جائے قیام سے کوچ کر کے تین دن کی مسافت پر جا کر مقیم ہوئے ہیں۔ قفچاقی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور انتہائی سرعت سے مسافت طے کر کے قفچاق کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ جن میں جوان' بوڑھے' لڑکے' عورت اور مرد ہر طرح کے لوگ تھے۔ قفچاقی سردار' قیدی اور مال غنیمت لیے رشید کی خدمت میں پہنچا' فتح یابی کی خوش خبری گوش گزار کی۔

ان حرکات سے قفچاقی گروہ مشتعل ہو گیا' ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے' سروں پر خاک اڑائے شہر کے نزدیک پہنچے اور یہ ظاہر کیا کہ یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا دلی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے اور جہاں ■ فرمائیں وہاں ہمیں دفن کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں' ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی خبر ہوئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ قفچاقی گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت سارے داخل ہو گئے یکدم حملہ کر دیا۔ رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی اور قفچاق قلعہ اور تمام ان چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا' قابض ہو گئے۔

اس کامیابی سے قفچاق کو بڑی خوشی ہوئی اپنے ساتھیوں کو اس سے آگاہ کیا اور بلا بھیجا۔ چنانچہ جس قدر قفچاقی مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے تھے ، جوق در جوق اپنے ساتھیوں کے پاس قلعہ شروان میں آ گئے۔ قوت' مال سامان جو کچھ موجود تھا' قبضہ میں لے لیا' پھر قلعہ کرج کا رخ کیا اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا۔ رشید کو اس کی خبر ملی ، فوراً قلعہ شروان کی جانب لوٹ پڑا۔ قبضہ کر لیا اور جس قدر قفچاق قلعہ میں تھے تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## قفجاق کا کرج پر حملہ

پھر قفجاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے۔ قلعہ تک رسائی نہ ہو سکی ناکام ہو کر لوٹے۔ شروان کے علاقے میں قتل عام اور لوٹ مار کرتے گنجہ کی جانب چلے۔ گنجہ بلاد اران کا دارالحکومت تھا۔ ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان کا ایک غلام (کوشخرہ نامی) اس کی حکومت پر متعین تھا۔ قفجاقی گروہ نے پیغام بھیجا کہ "ہم لوگ ازبک کے فرمانبردار و مطیع ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو۔" والئی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بدعہدیوں' بے وفائیوں' اور غارت ۱؎ کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا۔ قفجاقیوں نے معذرت کی "ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذربائیجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ملک سے راستہ نہ دیا اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ مگر پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا' قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اسے ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔" والئی گنجہ کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ قفجاق کے دو سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والئی گنجہ کا دل ان لوگوں کی جانب سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔

والئی تبریز ازبک بن بہلوان کو والئی گنجہ کی اس کارگزاری سے خوشی ہوئی۔ خلعت اور انعام دیا۔ اور قفجاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا فرمان جاری کیا۔ اس بات کی اطلاع کرج کو ملی تو وہ فوجیں جمع کرنے لگے۔ والئی گنجہ کو اس کی خبر ہو گئی۔ قفجاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کی غرض سے کوہ کیلکون سے گنجہ بلا لیا۔ اس کے بعد قفجاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا۔ قفجاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا' قفجاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ والئی گنجہ نے مخالفت کی مگر قفجاق نے ذرا بھی نہ سنی۔ بلاد کرج پر دھاوا کر دیا۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لیے ہوئے کرج نے دوسری راہ طے کر کے قفجاق کے فتح مند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے وہ گھبرا گئے۔ بری طرح شکست ہوئی۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے وہ اور سامان کے ساتھ سب کچھ چھین لیا۔ پریشانی کے عالم میں قفجاق کے باقی ماندہ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور سامان اٹھا کر بروعہ کی جانب چلے گئے۔ "والئی گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہ کر درخواست منظور نہ کی' "تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمہیں ملی اب میں ایک سوار بھی مدد کے لیے نہ دوں گا۔"

اس جواب سے قفجاق ناراض ہو گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والئی گنجہ کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ والئی گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفجاق نے ان کے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جن کی تعداد ان سے دگنا تھی۔ اس سے مسلمان مشتعل ہو گئے۔ چاروں جانب سے قفجاق پر ٹوٹ پڑے۔ قتل و غارتگری شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے۔ کرج اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ غرض کہ اس سے یہ جماعت ختم کر دی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دربند شروان میں انتہائی کم قیمت پر فروخت کیے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔

## بیلقان پر چڑھائی

تاتاری لٹیروں نے شہر بیلقان (صوبہ اران) کو تاراج کر دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ بیلقان کی تباہی کے بعد تاتاری' قفجاق کے ملک کی جانب قتل و غارت گری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارت گری اور قتل سے بچ گئے تھے' بیلقان واپس آئے اور اجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہرپناہ کی عمارت کی مرمت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی۔ جنگ کا میدان گرم ہوا۔ اہل بیلقان کو شکست ہوئی۔ کرج شہر پر قابض ہو گئے اور شہرپناہ کو مسمار کر کے شہر پر مضبوطی کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والئی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی' غازی نے کرج کو شکست دی اور انتہائی بری طرح تباہ کیا۔

۱؎ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

## کرج کی تباہی

۶۲۲ھ میں شروان شاہ کے بیٹے نے بغاوت کر دی اور اپنے والد کے قبضہ سے ملک کو نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت پر تیار ہوئے' فوجیں اکٹھی کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوئے' شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ انتہائی بری طرح سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بدبختی کی جانب منسوب کیا اور اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کا بیٹا اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ رعایا اور فوج کے ساتھ نیک سلوک کیے۔

اس کے بعد کرج کا ایک گروہ تفلیس سے آذربائیجان کے ارادہ سے روانہ ہوا' آذربائیجان کے نزدیک ایک درہ کوہ پر اس خیال سے کہ مسلمانوں کی فوج یہاں تک پہنچ نہ سکے گی' قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس اطلاع ہو گئی' چند نوجوانان اسلام مسلح ہو کر گئے اور اچانک چھاپہ مارا' کرج غافل بیٹھے تھے' بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انہیں قتل کیا۔ مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔

## مراغہ پر قبضہ

صرف چند کرج ہی اپنی جان بچا کر اپنے شہر پہنچے۔ اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی۔ قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ اطلاع ملی کہ سلطان جلال الدین منکبرس' مراغہ پہنچ گیا ہے' ہاتھ پاؤں پھول گئے' پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی اور ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا' جلال الدین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی' مگر اتفاق یہ ان دونوں کے متحد ہونے سے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا' جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

سلطان جلال الدین کے بغداد کے نواح میں جانے اور جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والئی اربل سے اس کی صلح و موافقت کے حالات ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں الغرض یہ کہ ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۲ھ میں آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا' چند دن قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی' بڑی خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا گیا۔

## جلال الدین کی مزید کامیابی

(غیاث الدین کا ماموں زاد بھائی) امیر مغاں طالبی آذربائیجان میں تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس نے فوجیں فراہم کیں۔ شہر کو تباہ کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اراں چلا گیا۔ وہیں موسم سرما گذرا۔ جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارت گری کا نشانہ بنایا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' خلیفہ ناصر نے دارالخلافت بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیغام بھیجا کہ "تم جلال الدین کو روکو' ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لو۔ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے' تمہیں جاگیر میں دے دیے جائیں گے۔" جلال الدین کو اس پیغام کی خبر ہو گئی۔ بڑی تیزی سے مسافت طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ نہ سوجھی' اپنی بیوی کو جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی' سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امان کی درخواست کی' جلال الدین نے امان دی اور اس کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغاں طالبی بالکل اکیلا رہ گیا۔

جلال الدین نے اس کے بعد مراغہ کی طرف واپسی کی۔ ازبک بن بہلوان والئی آذربائیجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا۔ گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روز مرہ کے بہم پہنچانے کا پیغام بھیجا۔ اہل تبریز نے بڑی خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کو خریدنے کے لیے جانے لگے۔ چند روز بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور اشیاء کو زبردستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا جس سے اہل تبریز کی شکایت دور ہو گئی۔

ازبک کی بیوی' سلطان طغرل بک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی تھی جس کا ذکر اس کے اسلاف کے سلسلہ

میں بیان کیا جا چکا ہے۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ ازبک عیش و عشرت میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے ازبک کے مقبوضہ علاقہ پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند روز بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو اچھا نہ لگا۔ تبریز پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پانچ روز تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ "تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے، قتل کر کے ان کے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا" اہل تبریز نے معذرت کی "یہ کام ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ کام ہے مگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امان دیجئے۔" چنانچہ جلال الدین نے تمام اہل تبریز کو امان دی، بیگم ازبک کو شہر طغرل سے شہر خوئی تک کے سارے شہر دیدیئے۔ اس کے مال و اسباب اور خزانہ سے درگزر کیا اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قابض ہو گیا۔

تبریز پر قبضہ کے بعد جلال الدین نے بیگم ازبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بلال کے ہمراہ خوئی بھیج دیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے پروردہ نظام الدین برادر زادہ شمس الدین طغرائی کو متعین کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ساتھ دیا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بہت احسان اور سلوک کیے۔ عدل اور انصاف سے رعایا کو خوش کر دیا۔ ویرانی، آبادی سے بدل گئی اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

## کرج کی شکست

پھر جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ کرج نے آذربائیجان اراں، آرمینیہ اور دربند شروان کو تباہ کیا ہے، اور مسلمانوں کو بے انتہا تکلیفیں دی ہیں۔ جلال الدین نے کرج پر جہاد کا اعلان کر دیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو تیار کر کے برون کی جانب پیش قدمی کی جہاں پر کرج کی ٹڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمتہ الجیش پر جہاں بہلوان کنجی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے، اسلامی لشکر نے انہیں اس قدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر حملہ آور ہوتی انتہائی تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج پر حملہ آور ہو گئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چار ہزار یا اس سے زیادہ مارے گئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لیے گئے بعض نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے اس کی فتح کے لیے فوجیں روانہ کیں جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور دل کھول کر تباہی پھیلائی۔

## جلال الدین کی تبریز واپسی

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر جلال الدین اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی طرف واپس ہوا۔

تبریز میں سلطان جلال الدین وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق کی درستگی کے لیے چھوڑ گیا تھا اور نظام الملک طغرائی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مامور کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرائی اور اس کا چچا شمس الدین بغاوت کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اہل شہر کو بغاوت پر اکسا دیا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ حکومت کی باگ ڈور ازبک کے ہاتھ میں دے دی جائے کیونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مصروف ہے ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔" سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا، جب اسے کرج کی سرکوبی سے فرصت ہوئی اس وقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور بھائی غیاث الدین کو حکمراں بنا کر کرج کے ملک کو تباہ کرنے کا حکم دے کر تبریز کی طرف واپسی اختیار کی۔

## شمس الدین کی گرفتاری اور فرار

تبریز پہنچ کر جلال الدین نے نظام الملک طغرائی اور اس کے ساتھیوں اور خیر خواہوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین کسی طرح مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہنچا اور ۶۲۵ھ میں حج کرنے گیا۔ جلال الدین کو کسی طرح خبر مل گئی کہ شمس الدین طواف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ "یا اللہ اگر مجھ سے وہ کام سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھے وہ سزا دے جس کی مثال نہ ہو۔" سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلا لیا اور اس کا تمام مال و اسباب اور جرمانے کی رقم واپس کر دی۔

## جلال الدین کا نکاح

ازبک کی زوجہ (سلطان طغرل کی بیٹی) نے نکاح کا پیغام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ ازبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جس کے باعث مجھے طلاق [1] ہو گئی ہے' عزالدین قزوینی قاضی تبریز کی عدالت میں مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے ازبک کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس کے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ پہنچا کہ اسی صدمہ سے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

## ارخاں کی برطرفی

خوئی سے تبریز کی طرف سلطان جلال الدین پھر واپس آیا' ایک عرصہ تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج ارخان کی قیادت میں گنجہ (صوبہ بقنجوان) کو فتح کرنے کی غرض سے بھیجی۔ اس وقت ازبک گنجہ ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی اطلاع سن کر گنجہ چھوڑ دیا۔ جلال الدین قمی کو بطور نائب گنجہ میں مامور کر کے چل دیا۔ سپہ سالار ارخان نے گنجہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس کے تمام اطراف و شکمور' بزوعہ اور شنہ پر قابض ہو گئے۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی' ازبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا' ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سلطان نے برطرف کر دیا۔ رنجیدہ ہو کر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا' فرقہ اسماعیلیہ کے کسی شخص نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## خلیفہ ناصر الدین اللہ کا انتقال

خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کا آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں سینتالیس سال خلافت کر کے انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا خلیفہ ظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد تخت خلافت پر فائز ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔

## کرج کا عروج

کرج' ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سلطنت سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کو عروج حاصل ہوا' مذہباً عیسائی تھے۔ والئی ارمن ان سے خوفزدہ رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور نذرانے بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور انعامات دیتا اور بادشاہ ارمن اسے بڑی خوشی سے پہنتا تھا۔ شروان والئی دربند شروان بھی ان سے خوفزدہ تھا۔ ان لوگوں نے ارجیش (بلاد آرمینیہ) اور شہر فارس پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور اس کے دارالحکومت پر محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار ایوائے گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط پر اسے رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں۔ چنانچہ ناکام کرج واپسی اختیار کی۔

کرج نے رکن الدولہ قلیج ارسلان والئی بلاد روم کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد مانگی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی طاقت بے انتہا تھی۔ فوج کا انتظام بھی درست تھا مگر کرج نے شکست دے دی۔ قصہ مختصر کرج کی غارت گری کا جولاں گاہ آذربائیجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربائیجان کو ہروقت ان کے حملہ کا ڈر لگا رہتا تھا۔

تفلیس کی سرحد بہت مضبوط تھی۔ ملوک فارس کے زمانے سے اس کا شمار مستحکم باشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں بہ زمانہ حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج تفلیس پر قابض ہو گئے تھے۔ اگرچہ سلطنت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی' قوت بھی بہت زیادہ تھی' فوج بھی کافی تھی مگر کرج کے قبضہ سے تفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدگز اور اس کا لڑکا بہلوان بلاد جبل' آذربائیجان' اران' آرمینیہ' خلاط اور اس کے مرکز حکومت پر بھی قابض ہو گیا مگر اس کے باوجود تفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اس کی فتح یابی کا سہرا سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان کو فتح کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے انہیں ۶۲۲ھ میں شکست دے کر تبریز کی طرف پیش قدمی کی۔ تبریز کی طرف واپسی کے وقت اپنا لشکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین کی قیادت میں بلاد کرج کو تاراج کرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

---

۱۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاق یہ کہ ازبک نے قسم توڑ ڈالی اور غلام کو مار ڈالا۔ لہٰذا طلاق ثابت ہو گئی اور نکاح صحیح درست ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۲' صفحہ ۲۸۴

## کرج پر چڑھائی

چنانچہ یہ جب تبریز کی مہم سے فارغ ہوا تو کرج پر جہاد کرنے کی جانب پھر توجہ دی۔ فوجیں تیار اور سامان جنگ درست کر کے بلاد کرج کی جانب پیش قدمی کی۔ کرج نے بھی فوجیں تیار کر لی تھیں۔ پورا پورا زور لگایا تھا۔ قفچاق اور لکز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرض کہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آ گیا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور ان کے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ تمام کے تمام موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

سلطان جلال الدین نے اس کامیابی کے بعد ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دارالسلطنت) کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی، تفلیس کے نزدیک پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک دن سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لیے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ سلطان کی رکاب میں انتہائی قلیل تعداد ہے، شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت کرج کمین گاہ سے آگے نکل آئے سلطان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج بے سروسامانی کے عالم میں شہر کی جانب بھاگے۔ سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش!! چلا اٹھے!!! کرج کے اوسان خطا ہو گئے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کرج سے وہی لوگ بچے جنہوں نے اسلام کے پرچم کے نیچے آ کر امان حاصل کی تھی باقی جس قدر کرج تفلیس میں تھے وہ سب مارے گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان کو نصیب ہوئی ابن اثیر کا یہی بیان ہے۔

نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے پیش قدمی کی۔ جس وقت نہرارس پر پہنچا' زبردست بر فباری ہوئی' بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی جانب ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی اطلاع سن کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے۔ سلطان لشکر نے انہیں شکست دی اور بڑی تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن بزور شمشیر فتح ہوا اس لیے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے پڑا قتل کر دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے انہیں گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا پیغام بھیجا اور زر کثیر دے کر مصالحت کر لی جسے انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے ان سے درگزر کیا۔

## کرمان میں بغاوت

کرج سے جنگ اور تفلیس کی مہم میں جلال الدین کو مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کے دل میں خود مختار حکومت کا سودا سمایا۔

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو روانگی عراق کے وقت کرمان پر مامور کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے وقت براق حاجب کی مشکوک حرکات کے باعث اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا' میدان خالی پا کر بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ اس کی اطلاع سلطان جلال الدین کو اس وقت ہوئی جب کہ خلاط کا ارادہ کر چکا تھا مگر ارادہ تبدیل کر کے کرمان کی جانب انتہائی تیزی سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کیلکون میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مامور کیا' بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ساتھ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے نزدیک پہنچا۔ والئی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجا۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والئی کرمان سمجھ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ چال ضرور ہے، کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آ گیا۔

سلطان جلال الدین یہ سمجھ کر وار خالی گیا' تدبیر کارگر نہ ہوئی' اصفہان میں قیام کر دیا اور اسے حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپسی اختیار کی۔

## اسلامی لشکر کی پیش قدمی

اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا۔ ادھر کرج نے اس پر عرصہ زمین تنگ کر دیا پریشان کرنے لگے۔ ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکون میں تھے۔ مزید یہ کہ کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا۔ ارخان فوجیں لے کر تفلیس کی جانب بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوش خبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام عنایت کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوائی سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ کی جس نے انتہائی سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر التعداد اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس کی طرف واپسی اختیار کی۔

## خلاط کا محاصرہ

اشرف بن عادل بن ایوب کی زیر حکومت خلاط بھی تھا۔ اس کی جانب سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر مامور تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ وہ ارزن روم کے علاقہ پر چڑھائی کر کے مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا' حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا' چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی' جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی جانب واپس ہوا۔ شہر آنی پر محاصرہ کیا۔ حسام الدین علی خلاط کی مدد پر تیار ہو گیا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی تیاری دیکھ کر چال کھیلی اور محاصرہ اٹھا کر بلاد انحاز کی طرف کوچ کر دیا۔ دس دن کے بعد انتہائی تیزی سے خلاط کی جانب بڑھا۔ ماہ ذی القعد ۶۲۳ھ میں شہر ملاز کرد کا محاصرہ کیا۔ شہر ملاز کرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کیا' متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرے سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس پڑیں' چونکہ خلاط والے' خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے آگاہ تھے' دیوانہ وار لڑے اور بڑی بے جگری سے مقابلہ کر کے پسپا کر دیا۔

## ترکمان ایوامیہ کی گوشمالی

اس محاصرے کے دوران جلال الدین کے پاس اس کے نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان طغرل نے اطلاع بھیجی کہ ترکمان ایوامیہ بلاد آرمینیہ' آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو تاراج اور برباد کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اہل خوئی سے تاوان وصول کیا ہے اور اس کے نواح کو برباد کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوامیہ کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ انتہائی تیزی سے منزلیں طے کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پر پہنچ گیا۔ ترکمان ایوامیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعوں میں جو سربفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے' چلے جاتے جہاں پر پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر اچانک چھاپہ مارا۔ انتہائی بری طرح مارے گئے قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ کر تبریز واپسی اختیار کی۔

## تفلیس پر کرج کی چڑھائی

جلال الدین نے ترکمان اور خلاط سے واپسی کے بعد اپنی فوج کو موسم سرما گزارنے کے لیے متفرق کر دیا اور چونکہ خوارزمی امراء نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقی شروع کر دی تھی اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کی رکاب میں تفلیس میں تھی' علیحدہ ہو گئی۔ اہل شہر نے کرج کو تفلیس پر قبضہ کے لیے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ گیا کہ جلال الدین اس وقت تفلیس کی حمایت سے معذور ہے۔ تفلیس پر حملہ آور ہوئے' لوٹ لیا' آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۴ھ میں پیش آیا۔

## نسائی کاتب کا بیان

نسائی کاتب کا بیان ہے کہ جس زمانے میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کیے تھا اسی زمانے میں فرانس (عیسائیان کرج) تفلیس پر

قابض ہو گئے تھے اور جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ جب جلال الدین کو اس کی خبر ہوئی۔ آگ بگولا ہو کر واپس ہوا۔ سفر کے دوران یہ اطلاع سن کر ترکمانوں نے اودھم مچا رکھا ہے اور ہر جانب قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے مویشیوں کو موفان ہانک لیا جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے) تیس ہزار تھا' اس کے بعد سلطان طغرل کی بیٹی سے (جس سے نکاح کیا تھا) ملنے کو خوئی گیا۔ خوئی سے گنجہ کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں یہ اطلاع ملی کہ کرج' تفلیس میں آگ لگا کر واپس چلے گئے۔

نسائی کاتب کا بیان ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کی آمد کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن بہلوان حاضر ہوا۔ ایک بیلٹ پیش کی جس میں ہتھیلی کے برابر سرخ یاقوت جڑا تھا جس پر کیکاؤس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے' سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدین کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ یہ بیلٹ چنگیز خانی غارت گری کے زمانے میں تاتاریوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اپنے خان اعظم چنگیز خان بقا کے حوالے کر دی۔

خاموش اس زمانے سے' سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقر و فاقہ میں بسر ہوئی' علاء الملک بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔

## ارخان کا قتل

ہندوستان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے ارخان کو نیشاپور اور اس کے صوبہ کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ ارخان نے ایک شخص کو اپنی جانب سے نیشاپور پر بطور نائب مامور کیا اور خود سلطان کی رکاب میں موجود رہا۔

ارخان کا نائب منچلا تھا۔ مقبوضات اسماعیلیہ پر جو اس کے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوئی وفد لے کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

اس سے ارخان زیادہ ناراض ہوا اور اسماعیلیہ پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین خوئی سے گنجہ کی جانب واپس ہوا۔ چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی اس وجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا۔ گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فرقہ اسماعیلیہ کو فدویہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا ہے اسے یہ قتل کر ڈالتے تھے اور جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے تھے اور اس کے عوض اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے' القصہ ارخان کے قتل کے بعد ایک دو اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا۔ آخر میں ارخان کے آدمیوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

## دامغان پر قبضہ

بدامنی کے زمانہ میں اسماعیلیہ نے دامغان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا ایلچی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بیلقان باریاب ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا۔ اور تیس ہزار دینار تاوان طلب کیا۔ فرقہ باطنیہ نے اس مطالبہ کو منظور کر لیا۔

آذربائیجان سے واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ باطنی گرفتار ہوئے جو غالباً" وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو آگاہ کیا' سلطان نے انہیں آگ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔

## تاتاریوں کی سرکوبی

ابن اثیر نے تحریر کیا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں لے کر بلاد اسماعیلیہ پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ موت سے کرد کوہ تک تباہی کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلان کی جانب پیش قدمی کی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی اور مقابلہ نہ کر سکے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں یہ اطلاع ملی کہ تاتاری لٹیرے رے کے نزدیک

دامغان تک پہنچ گئے ہیں۔ فوراً تاتاریوں کی گوشمالی کی جانب توجہ دی اور ان کے سر پر پہنچ کر انتہائی بری طرح سے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد ہی یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ یہ سن کر پڑاؤ ڈال دیا۔

## وزیر السلطنت کی دھوکہ دہی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو ازبک بن بہلوان کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوئی بطور جاگیر مرحمت فرما کر اس سے نکاح کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوئی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا تمام اعزاز و اقتدار موقوف ہو گیا۔

نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلماس اور آرمینیہ کا مزید اضافہ فرما کر اپنے ایک معتمد علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مامور کیا۔ یہ بات بیگم صاحبہ کو بری لگی' ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکے میں ڈال دیا۔ ادھر خفیہ طور پر سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتابک ازبک سے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے' اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوئی پہنچا اور بیگم صاحبہ کے محل سرا میں قیام پذیر ہوا۔ جو کچھ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ طلم میں مقیم تھیں' وزیر السلطنت نے جواب دیا "آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا کسی شرط قلعہ سے دستبردار ہو جائیں۔"

سلطان اور اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے چونکہ اہل خوئی تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے بہ اتفاق اہل خوئی' حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا' خوئی پر قبضہ کرنے کے لیے بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عراق میں تھا۔ خوئی پر پہنچ کر خوئی اور اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا[1] ان کے دیکھا دیکھی اہل نقچوان نے بھی حسام الدین سے خط و کتابت کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔

## مسلمانوں کی شکست

جب سلطان جلال الدین کو یہ خبر ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراء النہر اور عراق کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں' فوراً روک تھام کی غرض سے تیاری کر کے تبریز کوچ کر دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی طرف تاتاری لٹیروں کی اطلاع لانے کے لیے بھیجا' واپس ہو کر ان لوگوں نے بتایا کہ تاتاری طوفان کی طرح اصفہان پہنچ گئے ہیں۔ افواج اسلامی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامتہ المسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرو' اتنے میں اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کو تباہ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی' جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے روز دونوں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کے بھائی (غیاث الدین) اور جہاں بہلوان کجی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لے کر علیحدہ ہو گئے۔ اس کے باوجود تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی تھوڑی فوج کمین گاہ میں بٹھا دی تھی چنانچہ اس نے سلطانی لشکر کے گذر جانے کے بعد کمین گاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ مارا گیا۔ کچھ گرفتار ہو گئے۔ جن میں علاء الدین والئی یزد بھی شامل تھا۔ سلطان جلال الدین نے انتہائی دلیری سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کی راہ لی۔ سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام شکست کھا کر فارس و کرمان پہنچا۔ میمنہ لوٹ کر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح و سلامت پایا۔ شکست کے بعد سلطان نے قاشان کی طرف روانگی اختیار کی۔

## اصفہان کا محاصرہ

اصفہان میں ان دنوں امیر طاقابستی موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا ارادہ کیا۔ اتنے میں سلطان پہنچ گیا۔ ٹھہر گئے۔ سارا لشکر سلطان کے ساتھ ہو گیا۔ تاتاری لٹیروں نے شکست کے بعد اصفہان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

پہنچا اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہو کر میدان میں نکل آئے تاتاریوں سے نبرد آزما ہوئے اور انہیں شکست دی۔ سلطان رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب ہاتھ نہ آئے تو شکست خوردہ تاتاریوں کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان کی جانب بھیج دیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے والد کے بعد فارس کا حکمران ہوا۔ سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے شکست ہوئی۔ والئی فارس ان کے تعاقب میں دور تک چلا گیا۔ جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اس کے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کی غداری اور تعاقب کی وجہ سے شکست ہو چکی تھی شکست کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ کچھ مدت قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب واپسی اختیار کی۔

## غیاث الدین کی ناراضگی

سلطان جلال الدین اور اس کے بھائی غیاث الدین میں ناراضگی کا آغاز اس وقت سے ہوا کہ جب حسن بن حرمیل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر نے قتل کر دیا تھا اور اس کے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا۔ محاصرہ کر لیا تھا یہاں تک کہ بزور شمشیر قلعہ فتح کیا اور وزیر کو مار ڈالا۔ ا؎ محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی جانب چلا گیا۔

سلطان جلال الدین جب تاتاریوں سے جنگ کی غرض سے اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے باغی ہو کر نصرت الدین بن حرمیل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے انہیں نصرت الدین کی اجازت سے خفیہ طور پر اپنے گھر بلا لیا۔ ان لوگوں نے جلال الدین کی جانب سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے۔ جا و بے جا شکایتیں کیں جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی جلال الدین کی جانب سے بغض پیدا ہو گیا۔ جس وقت تاتاریوں سے مقابلہ ہوا اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

خوزستان پہنچ کر غیاث الدین نے دربار خلافت میں درخواست بھیجی۔ امداد کا طلب گار ہوا۔ تیس ہزار دینار دربار خلافت میں روانہ کیے۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین فرقہ اسماعیلیہ کا شیخ رہائش پذیر تھا۔

## قلعہ موت کا محاصرہ

جنگ تاتار سے فراغت پا کر جب سلطان رے کی طرف واپس ہوا۔ قلعہ موت کو فتح کرنے کے لیے محاصرہ کیا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امان دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ سلطان نے امان دے دی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کے لانے کے لیے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے جھڑپ ہو گئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہنچا اور اس کی والدہ سے براق کی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا۔

## غیاث الدین کا انجام

کچھ روز کے بعد کسی نے براق حاجب سے یہ کہہ دیا کہ "تمہاری ماں تمہیں زہر دینے کی فکر میں ہے۔" براق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی اور اسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جہاں بہلوان کچی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا چند روز بعد قید کی حالت میں قتل کر ڈالا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہنچا تھا اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا تھا۔ نسائی کا کہنا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بمقام تبریز روانہ کیا تھا۔ براق نے اس میں اپنی خدمات کو بیان کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص (غیاث الدین) کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

---

ا؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور اس کے بعد بے ربط فقرہ جس کا ترجمہ "محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف" ہے تحریر ہے تلاش کے باوجود مجھے اس کا ربط کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

## باغیوں کی سرکوبی

سلطان جلال الدین جب وزیر السلطنت شرف الملک کے ہمراہ ہمدان پہنچا تو یہ اطلاع ملی کہ امراء بہلوانیہ تبریز کے باہر جمع ہو رہے ہیں اور حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتابک ازبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لے کر آ گیا ہے اور امراء بہلوانیہ کا ہم خیال ہو گیا ہے۔ سلطان نے لشکر کو تبریز کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور مقدمتہ الجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ تبریز کے نزدیک باغیان امراء بہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے انہیں شکست دی اور جن سرداروں نے فساد اور بغاوت کی آگ بھڑکائی تھی انہیں گرفتار کر لیا۔ اور کامیابی کے ساتھ شہر تبریز میں داخل ہوا' قاضی کو برطرف اور بہت سے دیگر سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طغرائی کے بھانجے قوام الدین حرادی سے زر کثیر جرمانہ وصول کیا۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے مقبوضہ علاقہ میں نائب سلطان کی حیثیت سے قیام کیا۔

## وزیر السلطنت کی روانگی

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ حسام الدین گورنر خلاط نے آذربائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لے کر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ بلاد اران سے موقان کی جانب روانہ ہوا۔ ترکمان کو ایک وقت مقررہ پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا' گورنروں کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی جانب روانہ کیا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کیے۔ شروان شاہ نے دینے میں تامل کیا۔ وزیر السلطنت نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا۔ مگر کچھ ہاتھ نہ لگا' ناکام آذربائیجان واپسی اختیار کی۔

اتابک بہلوان کی بیٹی (بیگم سلطان) نقچوان میں تھی' اید غمش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسے نقچوان پر قبضہ کرنے کی طمع دلائی۔ وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دھوکہ دینے کی غرض سے نقچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا مگر اس ممانعت کے باوجود بیگم وزیر السلطنت کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئی۔

## حورس پر چڑھائی

وزیر السلطنت نے اس کے بعد حورس کی جانب پیش قدمی کی۔ یہ صوبہ ازبک کے زمانہ حکومت سے اشرف والئی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ زبردستی رعایا کا مال چھیننے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی۔ رعایا ناراض ہو گئی۔ اتنے میں والئی خلاط کا حاجب فوجیں لے کر آ گیا اور وزیر السلطنت انتہائی بے سروسامانی سے سامان چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۴ھ میں پیش آیا۔

حاجب کے ہمراہ فخر الدین سام والئی حلب اور حسام الدین خضر والئی تبریز بھی تھا اور وزیر [1] اس کے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر' اران بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوئی ہو کر گزرا۔ خوئی میں لوٹ مار کی۔ نقچوان کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تبریز پر بھی بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔

## خوئی کی فتح

اس کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں ٹھہرا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ سلطان شکست کھا کر اصفہان کی جانب واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت تبریز اور آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں سلطانی امراء ملے جنہیں سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوئی کا حکم دیا۔ اس وقت خوئی میں حاجب حسام الدین والئی خلاط کا نائب بدر الدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھے وزیر نے مصلحتاً خوئی کا ارادہ ترک کر کے ترکری پر جا کر محاصرہ کیا۔ دونوں حریفوں نے ترکری کے باہر ایک میدان میں فوجیں آراستہ کیں' گھمسان کی جنگ کے بعد حاجب کو شکست ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں جانب سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیغام بھیجا۔ وزیر نے انکاری جواب دیا۔ شاہی امراء جو اس کے ساتھ اس مہم میں شریک تھے' وہ

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آئے۔وزیر نے ترکری کا محاصرہ اٹھا لیا۔ خوئی کی جانب روانہ ہوا۔ ابن سرہنگ خوئی خالی کر کے قلعہ قوطور چلا آیا تھا۔ اس کے بعد سلطان سے امان لے لی۔

بغیر مقابلہ کیے وزیر خوئی میں داخل ہوا۔ اہل خوئی سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا خوئی سے فارغ ہو کر ترمذ اور بقچوان پر چڑھائی کی۔ ترمذ اور بقچوان والوں پر بھی وہی مظالم کیے جو اہل خوئی کے ساتھ کیے گئے تھے۔ خوئی فتح ہونے سے حاجب والیٔ خلاط کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

## وزیر السلطنت کی کامیابی

سلطان جلال الدین جب اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے مقبوضہ ممالک میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت نے اپنی ساری توجہ اور ساری قوت ممالک مقبوضہ سلطان کے نظم و نسق کی درستگی والیٔ خلاط کی مدافعت' آذربائیجان اور اران کے شہر کو واپس لینے اور باغی قلعوں کے فتح کرنے کی طرف مبذول کر دی۔

والیٔ خلاط حاجب حسام الدین اور وزیر السلطنت میں جو واقعات پیش آئے' اسے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے سازش کرتا رہا۔ وقتاً" فوقتاً" نقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند روز بعد بہت سوں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء بہلوانیہ میں سے ناصر الدین کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک عرصہ سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس قیام پذیر تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا تو اس کے نائب سے قلعہ جو اس کے قبضہ میں تھا' چھین لیا۔ اس کے بعد آقسنقر اتابکی (سلطان کا گورنر گنجہ) فوت ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب شمس الدین کو شاسف سے خزانہ کا مطالبہ کیا اور جب اس نے نہ دیا تو قلعہ ہردوجار مرو (صوبہ اران) پر قبضہ کر لیا۔

سلطان خاموش کی بیوی کا قلعہ زونین پر قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے حملہ کیا ایک عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیغام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دے دیا جب سلطان عراق سے واپس ہوا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے نکاح کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مامور کیا۔ سعد الدین بیگم کے ساتھ انتہائی بداخلاقی کے ساتھ پیش آیا اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تیار ہو گئے۔

جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے فرصت ملی تو اران کا رخ کیا۔ خراج وصول کیا۔ فوجیں اکٹھی کیں اور سامان جمع کر کے قلعہ مردانقین کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کیے۔ وزیر السلطنت خوش ہو گیا۔قلعہ مردانقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر حملہ کر دیا۔ قلعہ حاجین' جلال الدولہ بھانجہ ابوانی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی قلعہ کا قبضہ نہ دیا اور بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دے کر مصالحت کر لی۔ ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا واقعہ پیش آیا جسے وزیر السلطنت نے بڑی خوش اسلوبی سے فوجیں روانہ کر کے ختم کر دیا۔

## امیر مقدی کی سازباز

آذربائیجان میں چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے جس وقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی' خوارزم پر حملہ کیا تھا اور بڑی بے رحمی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا لہٰذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیا میٹ کر دیا۔ امیر مقدی اشرف بن عادل بن ایوب والیٔ شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے بمقام خلاط شکست دے دی تو اتابکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آذربائیجان کی راہ لی۔ خوئی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوئی میں تھا' تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں چند قلعے تھے جس پر باغیان سلطنت اور مخالفین حکومت کا قبضہ تھا۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اتابکیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا اور خاموش بن ازبک کی امارت کے لیے ابھارنے لگا کہ قلعہ قوطور سے بلا کر اسے اپنا امیر بنالو۔ وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع ملی تو بڑا دکھ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی اطلاع بھی مل گئی جس سے صدمہ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

## اطاعت پر رضامندی

امیر مقدی کو جب بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی سازباز کی۔ نصرت الدین نے بظاہر اچھا سلوک کیا مگر خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے آگاہ کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا جیسے بھی ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے' سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے "کر دیجئے" نصرت الدین نے بڑی خوش اسلوبی سے اس خدمت کو انجام دیا' امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لیے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام ساتھیوں کو انعامات اور خلعت دیئے اور خوارزمیوں کی قتل و غارت گری سے درگزر کرنے کا وعدہ لیا۔ قسم کھائی۔ اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی اطلاع ملی۔ وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرت الدین محمد بھی ہمراہ ہو گئے' سلطان نے ان دونوں کی بڑی عزت کی اور گرم جوشی سے ملا۔

## صفی الدین پر عنایت

وزیر صفی الدین محمد طغرائی خراسان کے علاقہ کلاجرد کا رہنے والا تھا' اس کا والد اس علاقہ کا زمیندار تھا۔ انتہائی سلیقہ مند اور بہت خوش خط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں حاضر ہوا' وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی' جب شاہی لشکر ہندوستان سے عراق کی طرف واپس ہوا تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت مرحمت کی گئی۔ جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور آقسنقر (مملوک اتابک ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر مامور فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اس کی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ چند دن بعد کرج نے تفلیس کا محاصرہ کیا اور واپس لینے کی کوشش کی' آقسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ صفی الدین طغرائی نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ کرج کو شکست دی جس سے ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ ہو گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے نوازا۔

## صفی الدین پر عتاب و رہائی

چنانچہ ایک برس تک خراسان کے عہدہ وزارت کو انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان کو شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ اتنے میں سلطان کا لشکر رے میں داخل ہوا۔ اہل خراسان نے حاضر ہو کر بہت شکایتیں کیں جس کی وجہ سے عتاب شاہی میں آ گیا' مال اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ گھوڑوں کے شاہی اصطبل میں لے جا کر باندھ دیا جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا جس پر یہ پہلے سے قابض تھا۔

خراسان کی وزارت پر اس کی جگہ سلطان نے تاج الدین بلخی کو مامور کیا اور اسے نئے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تاکہ نیا وزیر زبردستی جو کچھ بھی اس کے پاس مال و دولت موجود ہو وصول کرے اور اس کے خادم سے قلعہ لے لے۔ نئے وزیر کو اس سے پرانی عداوت تھی زبردست تشدد کیا لیکن اس کو ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی۔

صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا خزانچی حاضر کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے گئے تھے۔ خزانچی نے یہ خیال کر کے صفی الدین کو سزائے موت دے دی گئی ہے' چار ہزار دینار اور ستر نگینے یاقوت سرخ اور زمرد آب دار کے پیش کر دیئے۔

صفی الدین نے اس کے بعد اراکین سلطنت سے خط و کتابت شروع کی' نقد و جنس دینے کا وعدہ کیا' اراکین سلطنت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور منت کر کے اسے قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے اپنے ہاتھ سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے رہا ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے سارا مال و اسباب واپس کر دیا۔ جواہرات اپنے پاس رکھے۔

سلطان نے نساء کی وزارت پر محمد بن مودود نسوی کو مامور کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ گروش زمانہ نے غزنی پہنچا۔ جب سلطان ہندوستان سے واپس ہوا۔ شرف الملک کے دل میں رشک و حسد پیدا ہوا۔

## ضیاء الدین کی برطرفی

والئی نساء نصرت الدین محمد بن حمزہ کی جانب سے جب احمد بن محمد منشی کاتب سلطان کی خدمت میں قاصد ہو کر حاضر ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے تو سلطان نے اسے دفتر انشاء کا میر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین حسد سے جل کر سیاہ ہو گیا۔ سلطان سے نساء کی وزارت کی درخواست کی' سلطان نے نساء کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ عنایت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی دربار میں عبدالملک نیشاپوری کو اپنا نائب مامور کر کے نساء چلا گیا۔ شامت آئی سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے برطرف کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو مامور کیا۔ لگائی بجھائی کرنے والوں نے خوب کان بھرے۔ بے شمار شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نساء سے نکال دیا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

## خلخال پر قبضہ

اتابکیہ ازبک کے خادموں میں ایک خادم بلبان تھا جس وقت تاتاری فتنہ ظاہر ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہوا اس وقت بلبان کو موقع مل گیا۔ شہر خلخال چلا گیا اس پر اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان مہم عراق اور والئی خلاط کی لڑائیں میں مشغول تھا، بلبان کی جانب توجہ نہ کر سکا۔ جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلبان کا محاصرہ کر لیا۔ بلبان نے زچ ہو کر امان کی درخواست کی۔ سلطان نے امان دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش (سعد اتابک والئی فارس کے غلام) کو مامور کر دیا۔

## عز الدین کا انجام

سلطان نے اس کے بعد سامان و اسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کا رخ کیا مگر برف و سردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعے فتح کر لیے' عز الدین خلخالی اس وقت ارجیش کے نزدیک کفرطاب میں موجود تھا' یہ خبریں سن کر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسے ساز و سامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف بغاوت اور فساد پھیلانے کی غرض سے آذربائیجان بھیجا مگر حاجب کا یہ مقصد پورا نہ ہوا۔ عز الدین خلخالی ناکام ہو کر کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اسے خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا۔ ابھی کوئی معاملہ طے نہ پایا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اتار کر سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

کفرطاب سے سلطان نے واپسی کی' خرت برت کو ایسا برباد کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ چھوڑی۔ اسی دوران جب کہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا خلیفہ طاہر عباسی بغدادی کے انتقال اور اس کے بیٹے المستنصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی اطلاع ملی دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان جاری ہوا۔ خلعت آیا۔ واللہ ولی التوفیق لاریب غیرہ۔

## وزیر سے ناراضگی

سلطان کا لشکر جب موقان کی جانب واپس ہوا اور سلطان نے خوئی میں قیام اختیار کیا۔ اہل خوئی کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں' مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی بیان کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر لگائے گئے تھے مگر وزیر نے پھر بھی اس کا مال اسباب ضبط کر لیا ہے۔

خوئی سے روانہ ہو کر سلطان لشکر تبریز پہنچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جس قدر اہل خوئی نے کی تھیں' فریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں باریاب ہو کر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوتا تھا مگر وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بہ نظر کرم ایک ہزار دینار واپس کر دیے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مال گزاری) معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت کے خلاف شکایات کے ڈھیر لگ گئے' سلطان کی غیر موجودگی کے زمانے میں وزیر السلطنت نے بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے خاتمہ میں بہت بڑا حصہ لیا تھا ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ جب سلطان آذربائیجان کی طرف واپس ہوا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا قاصد دربار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا

"وزیر السلطنت نے بدعہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔" وزیر السلطنت کے خلاف تو پہلے ہی بہت شکایات تھیں۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ سلطان وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو متعین کر کے حکم دیا کہ جس قدر وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا مال ، اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو۔ (کہا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے) اور وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی' دربار میں حاضری کی ممانعت ہو گئی' وزیر السلطنت جو عرض داشت بھیجتا تھا' کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا چند روز بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد سلطان تبریز سے موقان کی طرف چلا۔ موقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص ہی لیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

## قفچاق کی سلطان سے دوستی

قفچاق کو شروع ہی سے سلطان اور اس کی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اس کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیاں قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالباً" چنگیز خان نے اسی وجہ سے قفچاق کو بے انتہا پامال کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا۔ جب سلطان اصفہان سے روانہ ہوا اور تاتاریوں کی مہم درپیش ہوئی تو قبائل قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیر جنکش قفچاقی کو قبائل قفچاق کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا۔ قبائل قفچاق نے انتہائی کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کورکان بھی تین سو اپنے قرابت داروں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موقان پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور یہ وعدہ فرمایا کہ دربند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا اور انہیں واپس جانے کا حکم مرحمت فرمایا۔

سلطان نے اس کے بعد والئی دربند کو جو کہ ایک نوعمر لڑکا اور نام کا والی تھا' بلا بھیجا۔ اس کا اتالیق اسد کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور یہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ والئی دربند کسی عذر کے بغیر حاضر دربار ہو گیا مگر اسد نے مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سلطان نے والئی دربند کو خلعت دیا اور دربند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو دربند فتح کرنے کا حکم دیا۔ سرداران لشکر نے دربند پہنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا۔ دربند کے علاقہ میں خوب تباہی پھیلائی۔ اسد کسی طرح سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

## کستاسفی پر قبضہ

وزیر السلطنت کو چونکہ اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہو گی اس وجہ سے فوجیں تیار کر کے نہرارش کو عبور کیا اور صوبہ کستاسفی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جب سلطان جلال الدین موقان واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر مرحمت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ' کرج کے پاس قید تھا۔ اس کے والد نے اسے بچپن میں اس شرط سے کرج کے حوالے کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شہزادی رسودان بنت تاماد سے اس کا نکاح کر دیا جائے مگر یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ دامادی کے بجائے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان نے بلاد کرج کو فتح کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے آزادی ملی۔ سلطان نے اس کی پرورش اور تربیت کی۔ تعلیم دلائی اور واپسی موقان پر صوبہ کستاسفی بطور جاگیر مرحمت کیا۔

کرج کے ہاں والئی اردن روم کا بیٹا بھی تھا جو عیسائی ہو گیا تھا' کرج نے شاہزادی رسوداں بنت تاماد سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسے بھی نکال لایا تھا مگر یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے زمانہ غیر حاضری میں رسوداں شہزادی کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ کر دی تھی۔

## شروان شاہ کی حاضری

ملک اران پر قابض ہونے کے بعد سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے بلاد شروان پر غارت گری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ

فریدون بن تبریز وفد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارت گری سے ہاتھ روک لیا۔ جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا۔ طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر پیش کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ جب سلطان واپس ہوا تو شروان شاہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ نذر گزاری۔ پانچ سو راس گھوڑے ہدیتہً پیش کیے اس کے ساتھ ہی پچاس راس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔ وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے مطابق نہ سمجھا' سلطان سے کہہ دیا کہ "یہ انتہائی دھوکہ باز اور فریبی ہے گرفتار کر لیا جائے" سلطان نے وزیر کی کوئی بات نہ سنی اسے انعام اور خلعت دیا اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار عنایت کیے گئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کرج سے مقابلہ

سلطان جس زمانے میں آذربائیجان سے واپس ہو کر موقان آیا تھا انہی دنوں اسلامی لشکر کو ایلک خاں کی قیادت میں بلاد کرج پر جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا تھا چنانچہ ایلک خان نے بلاد کرج پر جہاد کیا۔ فتح یاب ہوتا بجیرہ تیاج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا اچانک حملہ کر دیا۔ ایلک خان سنبھل نہ سکا۔ شکست کا سامنا ہوا۔ جنگ کے دوران اریطائی کھو گیا۔

اس واقعہ کی خبر سلطان کو ملی تو بہت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ کرج بھی مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطان کے مقدمتہ الجیش نے کرج کے مقدمتہ الجیش کو شکست دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لیے۔ سلطان نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کوری پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور کرج سے قیدیان بجیرہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بجیرہ کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اریطائی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ آج ہی رات کو قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا ہے۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر نقچوان پہنچا۔ اریطائی ملا۔ سلطان نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔

## سلطان کی پیش قدمی

بہران کرجی نے چونکہ نواح گنجہ پر چھاپہ مارا تھا اور اسے تاراج کیا تھا اس لیے سلطان اس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ قلعہ سکان پر محاصرہ کیا اور بزور شمشیر فتح کیا۔ قلعہ علیا اس کے بعد فتح کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اور وہ بھی فتح ہوا۔ زمانہ محاصرہ قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ تین مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آکر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر صلح ہو گئی۔ سلطانی لشکر نے خلاط کی جانب پیش قدمی کی۔

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر سلطان نقچوان کی جانب روانہ ہوا اور اسباب و خزانہ کو براہ قافروان' خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگا۔ سلطان چند دن نقچوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور خلاط کی مہم کی تیاری کی غرض سے ٹھہرا رہا۔

نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ زمانہ قیام نقچوان میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کیے اس کے بعد نقچوان سے کوچ کر کے بمقام خلاط اپنی فوج سے جا کر مل گیا۔

## حسام الدین علی کا خاتمہ

ملک الاشرف نے عز الدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری[1] کے لیے خلاط بھیجا تھا عز الدین نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس پر مزید اضافہ یہ کہ دھوکہ سے حسام الدین کو مار ڈالا اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ قاصد نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر عز الدین کی جانب سے گذارش کی کہ "ملک الاشرف نے آپ کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔"

---

[1] بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد' کفایت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲

سلطان نے اس پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عز الدین کا یہ بیان اگر درست ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا۔

## خلاط پر چڑھائی

اس جواب سے عز الدین ہکا بکا رہ گیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ رکن الدین جہاں شاہ ابن طغرل والئی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ہمراہ تھا۔ چاروں جانب سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کا آغاز کر دیا۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط عاجز آ گئے۔ فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، خچر، اونٹ، مویشی ذبح کر کے کھا لیے۔ بہت سے بھوک کی شدت سے مر گئے۔ اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انہیں امان دی جائے اور آذربائیجان میں جاگیریں دی جائیں، سازباز کر لی۔

سلطان نے حسب وعدہ سلماس میں چند دیگر مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں مرحمت کیں اور رات کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر پناہ کی دیوار پر بذریعہ کمند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی شروع ہو گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ باشندگان خلاط کو شکست ہوئی سلطانی فوج نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کر لیے گئے جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عز الدین ایبک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسے امان دی اور قلعہ ورقان میں نظر بند کر دیا۔

## عز الدین ازبک کا انجام

ابن اثیر لکھتا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا بدلہ اس سے لیا جائے چنانچہ سلطان عز الدین ازبک کو خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اسے قتل کر دیا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین مرتبہ تباہ کیا، والئی ارزن کو علاقہ خلاط کی تباہی پر مامور کیا۔ قمری قید سے فرار ہو گیا، اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء سلطنت کو اس لڑائی کی خدمت کے معاوضہ میں جاگیریں عنایت کیں اور واپسی اختیار کی۔

## الملک الاشرف کی روانگی

سلطان جلال الدین کے خلاط پر قابض ہونے کے بعد الملک الاشرف والئی دمشق کو ملک گیری کی طمع پیدا ہوئی، فوجیں تیار کیں اور بڑے ساز و سامان سے ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لیے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ علاء الدین اور کیقباد والئی بلاد روم سے بمقام سیراس ملاقات ہوئی۔

## سلطان جلال الدین کو شکست

جہان شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچا زاد بھائی) چونکہ ابن طغرل والئی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا اس لیے کیقباد کو پرانی عداوت کی وجہ سے جلال الدین کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور کیقباد کا مفاد ایک ہونے کے باعث سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ ملک الاشرف کا مقدمۃ الجیش اکراد ہنکاریہ امراء حلب کے ایک مشہور بہادر اور دلیر عز الدین عمر بن علی کی قیادت میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لیے دوسری طرف موجود تھا۔ جیسے ہی دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا، عز الدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی جھڑپ میں سلطانی لشکر کو شکست دے دی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت بلاد کرد کا محاصرہ کیے تھا۔ اس بری خبر کو سن کر محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں باریاب ہوا اور تمام نے آذربائیجان کی طرف روانگی اختیار کی۔

اس جنگ میں رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل گرفتار ہو گیا۔ پابہ زنجیر اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اسے اپنے ساتھ لے کر ارزن آیا، رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات کیقباد کے حوالہ کر دیئے۔ ملک الاشرف فتح یابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط ایک چٹیل میدان کی مانند ویران پڑا تھا۔ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا۔

آذربائیجان پہنچ کر سلطان نے شاہی لشکر کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موقان روانہ ہو گئی۔

## مصالحت کا پیغام

اس کے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین تکریتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیغام لایا۔ مصالحت کی گفتگو کا آغاز ہوا۔ علاء الدین کیقباد بھی اس مصالحت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ سلطان نے خلاط کے ساتھ سرمن کو حسب شرائط صلح دوسرے فریق کے حوالے کر دیا۔

## والئی جبل کی گرفتاری و رہائی

خلاط کے محاصرے کے دوران جو واقعات پیش آئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہبذ والئی جبل' امراء سلطان میں سے ایک امیر ارخانای کے ساتھ جو اس کے ساتھ سسرالی رشتہ دار ہوتا تھا' سلطانی بارگاہ میں وفد کی صورت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ جب سلطان بلاد روم سے شکست کھا کر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کر کے جاگیر مرحمت کی اور اسے اس کے ملک واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

## دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کی بہن جو دوشی خاں کے نکاح میں تھی' خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو تحریر کیا کرتی تھی۔ محاصرہ خلاط کے دوران خاقان کے ذریعہ سے اس پر ابھارا کہ جیحوں کی دوسری جانب کے علاقے دے کر مصالحت کر لی جائے۔ سلطان نے اس بات کو منظور کیا۔

## تیسرا واقعہ

تیسرا واقعہ یہ تھا کہ والئی ارزن روم رکن الدین شاہ بن طغرل جو ملک الاشرف کا مطیع تھا اور اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو والئی روم سے ناراضگی کی وجہ سے سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی جانب سے خلاط کا گورنر تھا) حمایتی تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو واپسی روم کے وقت جان سے مار دیا تھا اور سلطانی فوج کا رسد و غلہ روک دیا تھا' محاصرہ خلاط کے طول و شدت سے گھبرا کر امن کا طلب گار ہوا' بذات خود حاضر دربار ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین سلطنت نے انتہائی گرم جوشی سے استقبال کیا' سلطان بڑے تپاک سے ملا۔ خلعت دیا اور اسے اس کی حکومت پر بحال و برقرار رکھا۔ جنگی ہتھیاروں کی بہم رسانی کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل اس نے بڑی مستعدی سے کی۔ جب ملک الاشرف سے جنگ ہوئی تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

## چوتھا واقعہ

چوتھا واقعہ یہ تھا کہ سعد الدین حاجب دربار خلافت بغداد سے سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا۔ خلیفہ نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت مرحمت کی تھی اور مظفر الدین کو کبرون والئی اربل' والئی موصل کی اولاد شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ [1]۔ اور عماد الدین بہلوان بن ہزارست بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع کیا تھا اور ان لوگوں کو سلطنت عباسیہ کے خیر خواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم پر عمل کیا۔

## دربار خلافت سے خلعت و تحائف

عراق کے گورنر شرف الدین نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ جبال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ سلیمان شاہ کی اطاعت سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہو گی ورنہ ناممکن ہے چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو بھیجا جس نے انہیں چکنی چپڑی باتوں سے ایسا سبق پڑھایا کہ وہ اس کے قبضہ میں ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے بدر الدین طولو بن آبتاخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار

[1] ۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا

فدویت کی غرض سے بھیجا۔ بدر الدین نے بڑی خوش اسلوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپسی کی۔

سلطان کے لیے دو خلعت تھے۔ ایک خلعت میں جبہ' عمامہ اور ہندی تلوار مرصع تھی۔ دوسرے خلعت میں قنبع ا؎ کمر' فرجیہ' سیف (جس کا قبضہ سونے کا تھا) مرصع کاٹھی دو راس گھوڑے ساز کے ساتھ جن کی طلائی نعلیں چار چار سو دینار وزن کی تھیں' سونے کی ڈھال جس پر جواہرات کی انتہائی خوبصورت پچی کاری تھی اردگرد اکتالیس نگینہ یاقوت اور لعل بدخشاں کے تھے' درمیان میں ایک بڑا نیشا پوری فیروزہ جڑا ہوا تھا۔ تیس راس عربی النسل گھوڑے (جن کی زین پوش کا ابرا (اوپر کا کپڑا) اطلس رومی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغدادی کا تھا طلائی نعلیں ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں۔ بیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب تن کیے عمدہ و نفیس گھوڑوں پر سوار' دس عماریں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھولیں دس سونے کے برتن مرصع مع سرپوش ڈیڑھ سو بقچے (ہر ایک بقچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ' پانچ پانچ من عنبر (سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی' (جس کی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ زنانے خلعت' خادمات کے لیے تین سو خلعت امراء کے لیے (ہر ایک امیر کے لیے ایک ایک قباء ایک ایک کمر) وزیر السلطنت کے لیے سیاہ عمامہ' قبا' فرجیہ' سیف ہندی دو من عنبر' پچاس ریشمی تھان اور خچر اور دفتر والوں کے لیے ایک ایک خلعت آیا تھا۔ ہر خلعت میں جبہ' عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

خوشی کے اظہار کے لیے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلیفہ کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بڑی خوشی سے اسے قبول کیا۔

## پانچواں واقعہ

پانچواں واقعہ یہ تھا کہ سلطان جلال الدین کی خدمت میں والئی روم نے تعلقات میں اضافے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تیس خچر (جن پر اطلس خطائی' فرد قندری اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں)' تیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب تن کیے پورے پورے ساز و سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار' ایک سو راس عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر بھیجے تھے۔ جس وقت وفد اس ہدیہ کے ساتھ آذربائیجان ہو کر گزرا رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل والئی ارزن کو لالچ پیدا ہوئی۔ (رکن الدین جہاں شاہ ان دنوں ملک الاشرف کی حکومت کا مطیع تھا) والئی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ مگر کسی وجہ سے چند دن کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطان میں حاضر ہوا اور اس ہدیہ کو پیش کر دیا جسے ضبط کیا تھا۔

## چھٹا واقعہ

چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزیں ہوا تھا اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا' وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قزوین کے ایک بلند و بالا پہاڑ پر فرقہ حشاشین کے قلعہ پر محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی' علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے دوران سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اسے قلعہ زماں میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد فوت ہو گیا۔

سلطان نے اس کے بعد اپنے کاتب (سیکرٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والئی قلعہ موت کے پاس روانہ کیا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے انکار کیا۔ سلطان نے یہ دلیل پیش کی کہ ''آپ کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے' علاء الدین نے اسے منظور نہ کیا۔ اس کی جگہ ایک لاکھ سالانہ دینار دینا قبول کیا۔

## شمس الدین کی لشکر کشی

سلطان نے جن دنوں ہندوستان سے عراق کے خیال سے واپسی کا ارادہ کیا تھا اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطان

ا؎ قنبع وہ لباس ہوتا ہے جو سب سے نیچے پہنا جائے۔ جیسے بنیان۔ کمر آستین دار جبہ ہوتا ہے اور فرجیہ پاجامہ یا تہمد کے نیچے نیکر کی مانند پہنتے ہیں۔

حکومت کا پرچم لہرا رہا تھا جہاں بہلوان ازبک کو مقرر کر آیا تھا چنانچہ جہاں بہلوان ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقہ پر حکومت کرتا رہا کچھ مدت بعد شمس الدین التمش والئی لاہور نے جہاں بہلوان پر چڑھائی کی' جہاں بہلوان اس سے آگاہ ہو کر پیچھے ہٹا اور مرکز حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کی راہ لی۔ والئی کشمیر نے مقابلہ کیا اور اپنے شہروں میں داخل نہ ہونے دیا۔ سرحد کشمیر سے مار بھگایا' مجبوراً عراق کی جانب روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھی اس سے الگ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس چلے گئے جن میں برلق ملقب رجا ملک بھی شامل تھا۔

## جہاں بہلوان کا انجام

والئی عراق کے ساتھ جہاں بہلوان نے خط و کتابت شروع کی' سات سو سواروں کے ساتھ ہندوستان سے واپس آنے سے آگاہ کیا' والئی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں مشورہ لیا۔ سلطان نے حکم دیا کہ بیس ہزار دینار بھیج دیئے جائیں اور موسم سرما گذارنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا فرمان جاری کیا۔ اتفاق سے جس وقت سلطان بلاد روم سے واپس ہوا اور آذربائیجان کے خیال سے روانہ ہوا جہاں بہلوان اور اس کے ارادوں کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ کر حائل ہو گیا' اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## خراسان کی بربادی

تاتاریوں نے جب ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر کے خراسان پر چڑھائی کی اس وقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تاتاری خراسان کے شہروں میں داخل ہو گئے جس جانب سے گزرے دیہات قصبات اور شہروں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ جسے جہاں پایا' لوٹ لیا' مار ڈالا غرض کہ ماوراء النہر پر تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور انہوں نے ان شہروں کی آبادی شروع کر دی۔ خوارزم کے نزدیک ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا مگر خراسان ویران پڑا رہا ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امراء قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق' فارس' کرمان' آذربائیجان اور اران تک محدود ہو گئی۔ خراسان تاتاریوں کی غارت گری کے باعث ویران ہو گیا۔

## تاتاریوں کی آذربائیجان پر چڑھائی

ہندوستان سے سلطان جلال الدین کی واپسی کے بعد تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج پر حملہ آور ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس کے بعد سلطان جلال الدین' ملک الاشرف والئی شام اور علاء الدین کیقباد والئی روم سے ۶۲۷ھ میں جنگیں ہوئیں۔ علاء الدین سردار فرقہ اسماعیلیہ والئی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اس کے ملک کو انتہائی سختی سے پامال کر کے سالانہ خراج متعین کیا۔ علاء الدین والئی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھارا۔ چنانچہ ۶۲۸ھ کے آغاز میں تاتاریوں نے آذربائیجان پر حملہ کر دیا۔

اس کی اطلاع سلطان جلال الدین کو ملی تو امراء سلطنت میں سے بوعز نامی ایک امیر کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ بطور ہراول تاتاریوں کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمتہ الجیش سے لڑائی ہو گئی۔ بوعز کو شکست ہوئی۔ سو بوعز کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ تبریز سے موقان کی جانب کوچ کیا اور اپنے اہل عیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دینا۔ موقان کی راہ میں اہل آذربائیجان کا ایک خط اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے مقدمتہ الجیش سے بوعز کا مقابلہ ہوا تھا' ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور [illegible] خان کے میدان میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔

## سلطان کی شکست اور روانگی

سلطان نے یہ سمجھ کر کے کہ تاتاریوں کی تعداد تھوڑی ہے' آگے بڑھنے کی ہمت نہ کریں گے کوچ و قیام کرتا موقان پہنچا اور خیمہ ڈال دیا۔ امیر بن بغان کوتوال خراسان اور اوسان بہلوان کوتوال ماژندران کو فوجیں مہیا کرنے پر مقرر کر کے مختلف شہروں کی جانب روانہ کیا اور خود

شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا' تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اس کے لشکر گاہ پر چھاپہ مارا۔ کیمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان پریشانی کی حالت میں مہراوس چلا گیا پھر یہاں سے گنجہ کی جانب روانہ ہو کر ملہان چلا گیا۔

والئی قلعہ شاہین عز الدین اگرچہ دو برس سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا مگر ملہان میں سلطان کے پہنچنے پر خود خدمت میں حاضر ہوا' رسد کا معقول بندوبست کیا' تاتاریوں کے حالات سے آگاہ کرتا رہا۔ چند روز بعد سلطان کو یہ باور کرایا کہ "آخری موسم سرما میں تاتاری ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے۔ چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس جائیں' وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بکثرت قلعہ نشین ہے۔" سلطان نے یہ سن کر ایک آہ ٹھنڈی بھری اور ملہان سے روانگی اختیار کی۔

جب کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ وزیر السلطنت کو سلطان نے اپنے حرم اور خزانے کی محافظت پر تبریز میں متعین کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں انہیں پہنچا دینا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے شروع میں امراء ترکمان باران میں سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک انتہائی مضبوط قلعہ سنگ سرخ نامی تعمیر کرا کر سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرا دیا۔

## وزیر السلطنت کی خط و کتابت

سلطان ان دنوں چونکہ چاروں جانب سے مصائب میں گھر گیا تھا۔ وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی صورت میں اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے ملک الاشرف والئی شام اور کیقباد والئی روم سے جو سلطان کے پرانے دشمن تھے خط و کتابت شروع کی اور نیازمندی اور فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا' کسی ذریعہ سے قلیج ارسلان ترکمانی کو پتہ چل گیا۔ اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا' سلطانی حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اس کے تمام حالات لکھ بھیجے۔ جب سلطان کا اس قلعہ کی جانب گذر ہوا وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لیے حاضر ہوا' سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مطیع و جاں نثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

## تاتاریوں کی کامیابی

تاتاریوں کے حملہ کے بعد جب سلطان موقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہنچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر حملہ آور ہو گئے اور ان کے قتل عام پر تیار ہو گئے' بہاء الدین محمد بن بشیر قاربک جو ان دنوں تبریز کا والی تھا' بلوائیوں کا حامی و مددگار ہو گیا۔ طغرائی رئیس نے مخالفت کی مگر کسی نے کوئی بات نہ سنی' بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو پکڑ کر مار ڈالا۔ خوارزمیوں نے اس کے بدلے میں دو آدمی مار ڈالے' شہر میں ہنگامہ ہو گیا' بہاء الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی' مکمل طور پر نگرانی کرنے لگا' فوجیں بھرتی کیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بہاء الدین کا انتقال ہو گیا۔ اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اہل گنجہ میں بھی اسی قسم کا جوش پیدا ہوا اور انہوں نے اہل بیلقاریہ نے شہر تاتاریوں کے حوالے کر دیئے۔ واللہ اعلم

## وزیر السلطنت کا انجام

سلطان جب قلعہ جاربرد پہنچا اسے وزیر السلطنت کی ناراضگی اور نفرت کا علم ہوا مگر اس خیال سے کہ کہیں وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا فرار نہ ہو جائے پیچ و تاب کھا کر چپ رہا۔ ایک دن وزیر السلطنت سوار ہو کر قلعہ کی جانب گیا' والئی قلعہ کو خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ والئی قلعہ نے انتہائی خوش اسلوبی اور پھرتی سے اس حکم کی بجا آوری کی۔

سلطان اس کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچا اور وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا جن میں ان کا سردار ناصر قشتمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اتر خان کے گروہ میں شامل کر دیا۔ چغلی کھانے والوں نے والئی قلعہ کے کان بھر دیئے کہ "سلطان تم سے ناراض ہے" والئی قلعہ کو سلطان کی جانب سے بددلی اور نفرت پیدا ہوئی' وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہمارا اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آ جائے" اتفاق سے سلطان کو اس کی اطلاع ہو گئی' پریشان

ہو گیا۔ والئی قلعہ کا بیٹا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اسے حکم دیا کہ "تم اپنے والد کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس کام پر ناراضگی کا اظہار کرو۔" والئی قلعہ کے پاس اس کے بیٹے کا خط پہنچنا تھا کہ اس کے حواس جاتے رہے' معذرت کا خط لکھا' سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ والئی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اتار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت' اہل علم و کمال کی بڑی عزت کرتا تھا' بخشش میں اس کا ہاتھ بہت فراخ تھا۔ اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانے میں ایک حبہ بھی باقی نہ رہتا۔ انتہائی منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا۔ ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ سلطانی دربار سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اس پر ابوالمکارم علی ابن ابی القاسم خالصتہ امیر المومنین تحریر کیا کرتا تھا۔

## فسادیوں کی سرکوبی

اہل گنجہ جب خوارزمیوں کی مخالفت پر تیار ہوئے اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجہ کے پاس بھیجا اور انہیں اپنی حکومت کی اطاعت کے لیے کہا' دربار میں حاضری کا حکم دیا' چنانچہ اہل گنجہ شاہی لشکر گاہ کے نزدیک پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی اپنی اولاد کے ساتھ سلطانی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ باقی ماندہ مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خیمہ پر چڑھائی کر دی' سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی' اہل گنجہ مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے۔ شہر پناہ میں داخل ہو گئے۔ مگر لوگوں کی کثرت کے باعث دروازہ بند نہ کر سکے۔ سلطانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ تمیں بانیان فساد کو گرفتار کیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی فسادیوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجہ میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے سامنے اس کے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور ہلاک کر دیا گیا۔ سلطان گنجہ میں ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔

## ملک الاشرف و کیقباد کی ناراضگی

سلطان نے گنجہ سے واپسی کے بعد خلاط کی جانب ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد لینے کی غرض سے کوچ کیا۔ ملک الاشرف کو اس کی اطلاع ملی تو مصر چلا گیا اور بہانے سے ٹالتا رہا۔ سلطان کوچ و قیام کرتا قلعہ نمس پہنچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ خود حاضر ہوا۔ دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب آمد اور ماردین سے امداد و اعانت کی درخواست کی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ فوج کو خرت برت' ملطیہ اور آذربائیجان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے لوٹ مچا دی۔ غارت گری کا بازار گرم کر دیا ان واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہو گئی سلطان کی امداد و اعانت سے دستبردار ہو گیا۔

## تاتاری طوفان کی آمد

سلطان کو خلاط میں قیام کے دوران یہ اطلاع ملی تھی کہ تاتاری غارت گر جنگ کرنے کے لیے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان کو روکنے کے لیے امیر اوترخان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے بھیجا۔ امیر اوترخان نے واپس ہو کر اطلاع دی کہ تاتاری طوفان حدود ملاز کرد سے واپس ہو گیا۔ اراکین سلطنت اور سرداران فوج نے سلطان کو ۱۲۔ دیار بکر جانے کا مشورہ دیا۔ اتنے میں والئی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے' بلاد روم کی جانب بڑھیے اور اس پر قبضہ کر لیجئے تاکہ قفچاق سے آپ نزدیک ہو جائیں۔ اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے مقابلہ کر سکیں' میں چار ہزار سواروں سے مدد کروں گا۔

والئی آمد اور حکمران روم سے ان بن چلی آ رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والئی آمد کے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا اسی وجہ سے والئی آمد نے سلطان کو والئی روم کے خلاف ابھار کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

والئی آمد کے پیغام کا سلطان پر بہت اثر ہوا اور اصفہان سے درگزر کر کے آمد کی طرف کوچ کیا۔ آمد کے نزدیک پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ والئی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس آ کر یہ اطلاع دی کہ کل تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر آپ قیام پذیر ہیں مگر دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہنچ کر سلطانی کیمپ پر محاصرہ کر دیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا۔ مگر امیر اوترخان نے انتہائی جرات سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس دوران سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لے جاسکو لے جاؤ اوترخان میدان جنگ سے واپس ہوا۔ چار ہزار سوار اس کی رکاب میں تھے۔ سلطان چھپ کر آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی ہے۔ ہرچند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کی گئیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفتہ رفتہ دربندات کی سرحد تک پہنچ گیا۔ یہ سارا راستہ بلوائیوں اور فسادیوں سے گھرا ہوا تھا اوترخان نے واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان آگے بڑھنے کے بجائے واپس ہوا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا بیدر میں آ کر پڑاؤ کیا۔

## امیر اوترخاں کا خاتمہ

سلطان کا ساتھ چھوڑ کر امیر اوترخان شہاب الدین والئی حلب کے پاس چلا گیا اُس سے اور اوترخان سے بہت دنوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ شہاب الدین غازی نے سابقہ تعلقات کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ملک الکامل نے اسے والئی حلب سے مقلب کیا والئی حلب نے پابہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیج دیا جہاں چھت سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔

## سلطان جلال الدین منکبرس کا انجام

کسی طرح تاتاریوں کو سلطان کی خبر مل گئی اچانک بیدر پر حملہ کیا سلطان کسی طرح لباس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے تمام ساتھی مار دیئے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہہ دیا کہ جو شخص بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آ گئے۔ تاتاریوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لٹیرے موجود تھے اور ناکہ بندی کیے ہوئے مقتل و غارت گری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کر لیا اور اس کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہہ دیا کہ "یہی سلطان ہے" سردار کو رحم آ گیا لوگوں کو قتل سے روک دیا۔ چھوڑ دینے کے خیال سے اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے آیا۔

ایک کمینہ تاتاری سردار کی غیر موجودگی میں سردار کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغہ لیے تھا۔ اس کے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے قتل کر دیا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو قتل کر دیا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا یہ واقعہ پندرھویں شوال ۶۲۸ھ میں پیش آیا۔ یہ نسائی کاتب سلطان جلال الدین کا بیان ہے۔

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کا ذکر لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان مفقود الخبر ہو گیا۔ میں چند روز تک اس کی خبر ملنے کا منتظر رہا۔ اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے۔ آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ نہ کیا ہے۔

## سلطان جلال الدین منکبرس کی عادات و اطوار

نسائی کاتب لکھتا ہے سلطان پستہ قد گندمی رنگ ترکی النسل ہمدرد نرم خو اور باوقار تھا۔ مسکراہٹ کے علاوہ کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا کم سخن تھا نازیبا گفتگو سے سخت نفرت کرتا تھا۔ انصاف پسند تھا مگر فتنہ و بغاوت کے باعث غضبناک ہو گیا تھا باوجودیکہ خلیفہ سے ناراضگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا مگر جس طرح اس کا والد خود کو خلیفہ کا مطیع لکھتا تھا، اسی طرح یہ بھی اپنے کو خادم اور مطیع لکھا کرتا تھا۔ جس وقت خلیفہ بغداد نے اسے بمقام خلاط خلعت ماب کو جو القاب و آداب لکھتا تھا وہ یہ تھے "مولانا سیدنا امیر المومنین امام المسلمین خلیفہ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب المنیف علی الذروۃ العلیا ابن لوی ابن غالب" سلطان سلاطین روم مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے جو احکام اپنی حکومت میں حکام کے نام کے لکھتا تھا۔ اس کی پیشانی پر والنصرة

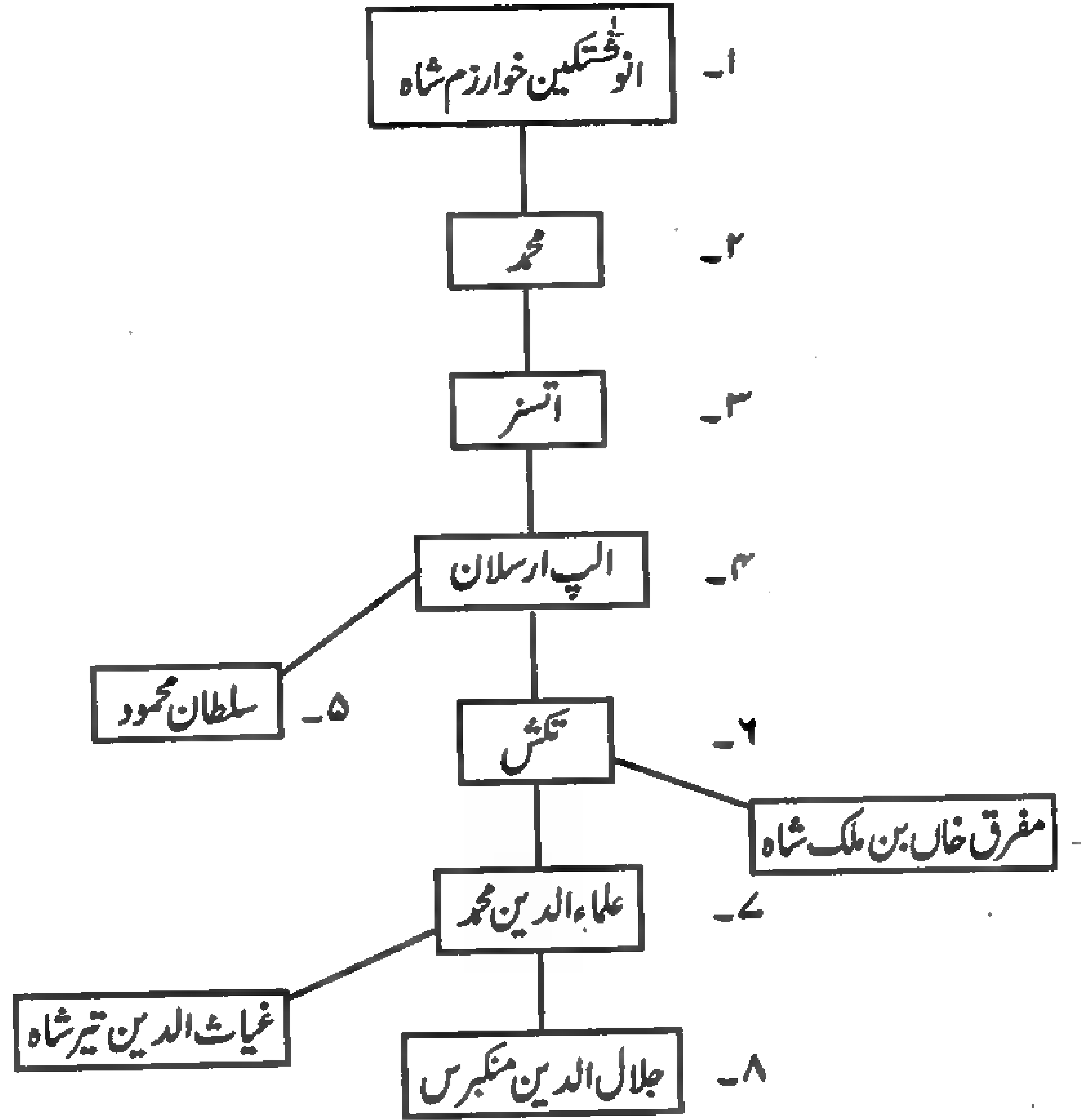
من اللہ وحدہ لکھا کرتا تھا اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلیفہ نے اپنے فرمان عالی شان میں "الجناب الرفیع الخاقانی" کے معزز الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ اس پر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی' جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں۔ جب دربار خلافت سے خلعت آیا تو سلطان نے حد سے زیادہ منت و سماجت کی تو "الجناب والعالی الشا ہستانی" کے خطاب سے مخاطب کیا گیا۔

## تاتاری لٹیرے

الغرض یہ کہ جنگ آمد کے بعد تاتاری لٹیرے آمد کے علاقے میں پھیل گئے۔ ارزن' میافارقین اور تمام دیار بکر اجاڑ دیئے۔ پانچ روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر اسعرد کو فتح کیا۔ کئی روز تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا اہل ماردین نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجار' خابور' تدلیس اور صوبہ خلاط کو بھی برباد کر کے چٹیل میدان بنا دیا' انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ آذربائیجان سے صوبہ اربل کی جانب قتل و غارت گری کرتا ہوا بڑھا۔ ترکمان ایوانیہ اور اکرا وجوزقان کی جانب ہو کر گزرا۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لوٹ لیا' قتل کیا' مظفر الدین والئی اربل بھی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری ظالموں کے مقابلے کے لیے نکلا' مگر وہ زیادہ دور نکل گئے ہاتھ نہ آئے۔ واپس آئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ گرتا پڑتا کیقباد بادشاہ روم کے پاس پہنچا۔ کیقباد نے انہیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۴ھ میں کیقباد کا انتقال ہوا اس کا لڑکا غیاث الدین کیخسرو مسند حکومت پر فائز ہوا۔ اسے ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا۔ ان کے سردار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ باقی ماندہ بھاگ گئے۔ جس جانب سے گزرے اور جہاں پہنچے لوٹ لیا' بستیوں کو ویران کر دیا۔ اسی حالت پر ایک عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد الملک الکامل نے جو اپنے والد کی جانب سے بلاد شرقیہ حران' کیفا اور آمد کا حکمران تھا' اپنے والد محترم سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ آئندہ بنو ایوب کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق بمنہ و فضلہ

# ملوک خوارزم کا شجرہ




ا۔ امیر ملکا بک سلجوقی کا خادم تھا اور یہی جد اعلیٰ و مورث ملوک خوارزم کا ہے۔

# حصہ ہشتم

# زنگی اور خاندان صلاح الدین ایوبی کے سلاطین اور تاتاریوں کا زوال

## باب ا

# شام میں سلطنت بنو تتش

اس سے قبل تحریر کیا جا چکا ہے کہ سلجوقی سلاطین اپنے ابتدائی عہد میں شام پر قبضہ کر چکے تھے اور سلطان ملک شاہ کا ایک حاکم اتسز بن ارتق الخوارزمی نے فلسطین کی جانب پیش قدمی کی اور اس نے رملہ اور بیت المقدس کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اس نے فاطمی حکومت کی خلافت کی تحریک ختم کرا کر عباسی خلافت کے ماتحت اس علاقہ کو تابعدار کر دیا تھا اس کے بعد اس نے دمشق کا محاصرہ کیا یہ واقعہ ۴۶۳ھ میں پیش آیا۔ پھر وہ بار بار دمشق کا محاصرہ کرتا رہا' حتیٰ کہ ۴۶۸ھ میں دمشق پر قابض ہو گیا پھر ۴۶۹ھ میں اس نے مصر کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کیا اور وہاں سے واپسی اختیار کی۔

سلطان الپ ارسلان کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا سلطان ملک شاہ ۴۶۵ھ میں مسند نشین ہوا تھا اس نے اپنے بھائی تتش کو شام اور اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم بنا دیا تھا اور ۴۷۰ھ میں اسے ان تمام علاقوں کو اپنے قبضہ میں لینے کا اختیار دے دیا تھا لہٰذا اس نے حلب کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اس دوران مصری سپہ سالار بدر الجمالی نے دمشق کے محاصرہ کے لیے اپنے فوجیں روانہ کی ہوئی تھیں دمشق اتسز کے قبضہ میں تھا اس نے تاج الدولہ تتش سے امداد طلب کی اور وہ لشکر لے کر اس کی مدد کے لیے روانہ ہو لیکن اتنے میں مصری فوجیں رک گئیں اس کے بعد اتسز دمشق کے شہر سے تتش کی ملاقات کے لیے باہر نکلا تتش نے اطاعت کرتے ہوئے سستی اور تاخیر پر اسے ملامت کی اور موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے بعد اس نے خود دمشق پر قبضہ کر لیا ان واقعات کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

## حلب پر قبضہ

پھر سلیمان بن قطلمش شہر انطاکیہ پر قابض ہو گیا اور اس نے مسلم بن قریش کو قتل کر دیا اور حلب کی جانب پیش قدمی کی اور اس شہر پر قبضہ کر لیا جب تتش کو اس واقعہ کی خبر ملی تو لشکر لے کر حلب پہنچا اور ۴۷۹ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی اور سلیمان بن قطلمش جنگ میں مارا گیا۔

سلطان ملک شاہ خود فوج لے کر حلب پہنچا اور اس کا حاکم آقسنقر قسیم الدولہ کو بنایا جو نور الدین العادل کا جد امجد تھا۔

## فاطمی حاکم کے خلاف لشکر کشی

اس کے بعد ۴۸۴ھ میں سلطان ملک شاہ بغداد آیا وہاں اس کے پاس دمشق سے اس کا بھائی تاج الدولہ تتش' حاکم حلب قسیم الدولہ آقسنقر حاکم رہا بوزان پہنچے جب وہ اپنے علاقوں کی جانب واپس جانے لگے تو سلطان نے قسیم الدولہ اور بوزان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تاج الدولہ تتش کے ساتھ شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے جائیں اور وہ سب مل کر مستنصر' فاطمی حاکم کے قبضہ سے مصر کے ملک کو چھڑا لیں اور وہاں سے فاطمی سلطنت کا قلع قمع کر دیں۔

چنانچہ یہ متحدہ لشکر چل پڑا۔ اس دوران تتش نے ابن ملاعب کے قبضہ سے بزور تیغ حمص کے شہر کو نکال لیا ایک فاطمی حاکم نے پناہ حاصل کر کے افامیہ کا علاقہ اس کے حوالہ کر دیا پھر اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا جہاں کا حاکم جلال الدین عمار تھا۔ اس نے قسیم الدولہ آقسنقر کو مالی امداد دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تتش سے اس کی سفارش کرے لیکن اس نے سفارش قبول نہیں کی لہٰذا وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور وہ جبلہ کی جانب فرار ہو گئے۔

## سلطان ملک شاہ کا انتقال

۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ کا بغداد میں انتقال ہو گیا جہاں وہ آیا ہوا تھا اس دوران تتش اس سے ملاقات کرنے کے لیے بغداد روانہ ہوا راستے میں اسے اس کے انتقال کی اطلاع ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ مسند نشینی کے سلسلے میں اس کا بیٹا محمود اور برکیاروق جھگڑ رہے ہیں اور ایسی صورت میں اس نے خود بادشاہ بننے کا ارادہ کر لیا اور اس مقصد کے لیے وہ دمشق واپس آیا اس نے تمام فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں بخشش سے مالا مال کیا پھر وہ حلب آیا جہاں آقسنقر نے اس کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا کیونکہ ملک شاہ کی اولاد کم عمر تھی اور ان کے مابین جھگڑا چل رہا تھا اس نے حاکم انطاکیہ اور بوزان حاکم رہا کو بھی اس کا تابعدار اور وفادار رہنے کا مشورہ دے دیا۔

## ابراہیم بن قریش کی شکست

پھر وہ تمام حکام ماہ محرم ۵۶ھ میں لشکر لے کر چل پڑے اور انہوں نے رحبہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا وہاں تتش نے خطبہ میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا پھر اس نے نصیبین کے علاقہ کو فتح کر لیا۔ اور محمد بن مسلم بن قریش کو وہاں کا حاکم بنایا پھر وہ موصل کی جانب روانہ ہوا وہاں کا حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران تھا اس نے اسے پیغام بھیجا کہ ▪ اپنے مساجد کے منبروں پر اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھوائے لیکن اس نے انکار کیا اور تیس ہزار فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ سلطان تتش کی فوج دس ہزار تھی' موصل کے گرد و نواح المفیع کے مقام پر فریقین میں رن پڑا جس میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ سلطان نے اس کے بعد قتل عام کا حکم صادر کر دیا اور عرب امراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

سلطان تتش نے اس کے بعد بغداد پیغام بھجوایا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھا جائے اس کے جواب میں زبانی وعدے پر اکتفا کیا گیا۔

## تتش کی ناکامی

اس کے بعد اس نے دیار بکر کی جانب پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر کا ہے۔ وہاں سے اس نے آذربائیجان کی جانب پیش قدمی کی' اس دوران ملک شاہ کا بیٹا برکیاروق رے' ہمدان اور اکثر کوہستانی علاقوں پر قبضہ کر چکا تھا اس لیے ▪ اپنے علاقوں کی مدافعت کے لیے اس کے مقابلہ پر آیا جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے نزدیک پہنچیں تو آقسنقر اور بوزان نے اپنے لشکر کے ہمراہ برکیاروق کی فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور سلطان تتش کو شکست کا سامنا کر کے شام کی راہ لینا پڑی۔

## آقسنقر کا خاتمہ

اس نے یہاں پہنچنے کے بعد تمام فوجی قوت کو اکٹھا کیا اور تمام لشکر کو لے کر آقسنقر کے مقابلہ کے لیے حلب پہنچا وہ اس کے مقابلہ کے لیے نکلا اس کی مدد کے لیے رہا کا حاکم بوزان اور حاکم موصل کربوقا کا لشکر بھی موجود تھا سلطان تتش نے حلب سے باہر چھ فرسنگ کے فاصلے پر ان سے جنگ کی جس میں ان تمام کو شکست ہوئی جب آقسنقر کو قیدی بنا کر لایا گیا تو سلطان نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بوزان اور کربوقا حلب کے قلعے کے اندر محصور ہو گئے تاہم سلطان تتش نے اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس قلعہ کو بھی فتح کر لیا اور ان دونوں حاکموں کو قید کر لیا اس کے بعد اس نے حران اور رہا کے لوگوں کو تابعدار ہونے کے لیے کہا لیکن انہوں نے انکار کیا لہٰذا اس نے حاکم رہا بوزان کو جان سے مار دیا اور کربوقا کو حمص میں قیدی بنا کر رکھا۔

اس کے بعد سلطان تتش جزیرہ کی جانب گیا اور وہاں کے سارے علاقہ کو فتح کر لیا' وہاں سے ▪ دیار بکر اور خلاط ہوتا ہوا آذربائیجان پہنچا وہاں سے وہ ہمدان گیا اور بغداد پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ وہاں پر پڑھا جائے۔

## برکیاروق کی ناکامی

برکیاروق ان دنوں نصیبین کے مقام پر تھا اس خبر کو سن کر وہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے اربل کے مقام پر پہنچا اور وہاں سے سرخاب بن بدر کے شہر پہنچا اس دوران سلطان تتش کے لشکر میں سے امیر یعقوب بن ارتق لشکر لے کر پہنچا اس نے اس کو شکست دی اور وہ اصفہان کی طرف فرار ہو گیا۔

یوسف بن ارتق ترکمانی کو تتش نے بغداد بھیجا لیکن وہ نہیں گیا اس کے گرد و نواح میں فتنہ و فساد برپا کرنے لگا جب اسے سلطان تتش کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے حلب واپسی اختیار کی۔

یہ سارے واقعات سلجوقی سلطنت کے ابتدائی دور میں بیان کیے گئے تھے یہاں ہم نے ان کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ سلطان تتش کے بیٹوں نے شام میں حکومت قائم کرلی تھی اس لیے آنے والے واقعات کے لیے تمہید ضروری تھی۔

## سلطان تتش کا انجام

برکیاروق جب اپنے چچا سلطان تتش سے شکست کھا کر اصفہان کی جانب فرار ہوا تو سلطان محمود اور اس کے ارکان سلطنت نے اسے پناہ دی تاہم ▪ اس کے قتل کے بارے میں مشورے کرتے رہے پھر یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان محمود کے تندرست ہونے تک اسے زندہ رکھا جائے پھر یہ اندیشہ ہوا کہ محمود مرجائے گا، اس لیے انہوں نے برکیاروق کی اطاعت قبول کرلی۔

رے سے جب سلطان تتش واپس آیا اور اس نے اصفہان کے امراء کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے بادشاہ تسلیم کرلیں انہوں نے برکیاروق کی اطاعت سے الگ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر اس دوران برکیاروق اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور وہ بھاری فوج لے کر رے کی جانب روانہ ہوا مقابلہ ہونے پر سلطان تتش اور اس کے لشکر کو شکست ہو گئی لیکن خود سلطان تتش بے جگری کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا لیکن سلطان آقسنقر کے ایک ساتھی نے اپنے حاکم کا انتقام لینے کے لیے اسے قتل کر دیا۔ اس کی موت پر سلطان برکیاروق کے لیے بادشاہت کی راہ کھل گئی۔

## رضوان بن تتش کی روانگی

سلطان تتش جب حلب سے روانہ ہوا تھا تو اس نے ابوالقاسم حسن بن علی الخوارزمی کو وہاں اپنا جانشین بنایا تھا اور قلعہ حلب بھی اس کی ذمہ داری میں دیا تھا جنگ کرنے سے قبل اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس کے بیٹے رضوان کی اطاعت کریں اس نے اپنے بیٹے کو یہ لکھا تھا کہ ▪ بغداد جا کر دارالسلطنت میں قیام پذیر ہو جائے۔ لہٰذا وہ ابو الغازی بن ارتق کو لے کر جسے اس کے باپ نے وہاں چھوڑ رکھا تھا بغداد کی جانب روانہ ہوا اس کے ساتھ محمد بن مرواس وغیرہ بھی روانہ ہوئے۔

رضوان جب ہیت کے مقام پر پہنچا تو اسے اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی لہٰذا وہ حلب لوٹ گیا اس کے ساتھ دونوں نوعمر شہزادے ابوطالب اور بہرام اور اس کی ماں بھی تھی جس کے ساتھ جناح الدولہ حسن بن ایتکین نے نکاح کر لیا تھا جو جنگ کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔

## ابوالقاسم کا محاصرہ

حلب میں جب یہ تمام پہنچے تو ابوالقاسم نے قلعہ بند کر لیا (اور بغاوت کر دی) اس کی فوج میں مغرب (شمالی افریقہ) کے سپاہیوں کی کثرت تھی جنہیں جناح الدولہ نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا لہٰذا انہوں نے رات کے وقت قلعہ میں بغاوت کر دی اور سلطان رضوان کے حق میں نعرے لگا کر ابوالقاسم کا محاصرہ کر لیا بہرحال سلطان رضوان نے اسے پناہ دی اور اب حلب کے سارے علاقے میں اس کی بادشاہت کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور جناح الدولہ اس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا اور وہ بہترین منتظم کے طور پر سامنے آیا۔

## رضوان کی کامیابی

باغیسیان بن محمد ترکمانی جو شہر انطاکیہ کا حاکم تھا اس نے شروع میں مخالفت کی لیکن بعد میں اطاعت قبول کر لی۔ اس نے سلطان رضوان کو اس بات کا مشورہ بھی دیا کہ ▪ دیار بکر کا رخ کرے وہ اس کے ساتھ خود بھی گیا وہاں ان کے پاس ان تمام علاقوں کے حکام آئے جو سلطان تتش کے ماتحت تھے اس کے بعد انہوں نے سروج کا رخ کیا لیکن ان سے قبل سقمان بن ارتق پہنچ کر وہاں پر قابض ہو گیا۔ اس لیے وہ رہا کے مقام پر پہنچے وہاں رومیوں کا حاکم فار قلیط تھا جو بوزان کی جانب سے اس علاقے میں حکومت کرتا تھا وہ قلعہ میں محصور ہو گیا اور مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار اس کو شکست ہوئی اور سلطان رضوان فتح یاب ہوا۔

اس کے بعد باغیسیان اور جناح الدولہ کے تعلقات خراب ہو گئے۔ لہٰذا جناح الدولہ کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا اور وہ حلب چلا گیا۔

رضوان اور اس کے امراء بھی واپس ہو گئے تھے۔

اس کے بعد وہ حران کی جانب روانہ ہوا جہاں کا حاکم قراجا تھا۔ وہاں کے باشندوں نے خفیہ طور پر اس کی اطاعت کا وعدہ کیا جس کی خبر قراجا کو ہو گئی اور اس کے خلاف اس سازش کا ملزم ابن المفتی کو سمجھا گیا جس پر سلطان تتش نے شہر کی حفاظت کے سلسلے میں بھروسہ کیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

باغیسین' ابوالقاسم الخوارزمی کو لے کر اپنے شہر انطاکیہ واپس آگیا۔ اور رضوان نے حلب واپسی اختیار کی۔

## یوسف کا انجام

یوسف بن ارتق خوارزمی بھی اس کے ارکان حکومت میں سے تھا' جسے سلطان تتش نے بغداد بھیجا تھا۔ اس کے خلاف ایک شخص تھا جو اس سے دشمنی رکھتا تھا۔ وہ جناح الدولہ کے پاس جو رضوان کا وزیر مختار تھا' آیا' اس نے یوسف بن ارتق کے خلاف یہ الزام لگایا کہ اس کی باغیسیان کے ساتھ خط و کتابت ہے اور اس سے مل کر خفیہ بغاوت کی ساز باز کر رہا ہے' اس نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ اس نے نہ صرف اس کو اجازت دی بلکہ فوجی امداد بھی دی۔ یوسف اپنے گھر میں پناہ گزین ہو گیا اس نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے گھر کے سازو سامان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

پھر اس شخص نے خود مختار حاکم بننے کی کوشش کی اور جناح الدولہ کو خفیہ طور پر یہ خبر دی کہ رضوان نے اسے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر وہ حمص فرار ہو گیا جہاں اس کی جاگیر تھی۔ یوں وہ ایک خود مختار حاکم بن گیا تاہم ۴۸۹ھ میں رضوان اس کے خلاف ہو گیا اور اس کی گرفتاری کا حکم دیا لیکن وہ روپوش ہو گیا لہٰذا اس کا گھر اور مال و دولت ضبط کر لی گئی۔ پھر اس کے بعد وہ گرفتار ہو گیا' اور مختلف سزائیں دینے کے بعد اسے اور اس کی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

## دقاق بن تتش

سلطان تتش نے اپنے دوسرے بیٹے دقاق کو اپنے بھائی ملک شاہ کے پاس بغداد بھیجا تھا جہاں وہ بادشاہ ملک شاہ کے انتقال تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہ اس کے بیٹے محمود اور اس کی ماں خاتون الجلالیہ کے ساتھ اصفہان گیا' وہاں سے وہ خفیہ طور پر برکیاروق کے پاس چلا گیا اور وہاں سے اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوا جس میں اس کا والد سلطان تتش قتل ہوا تھا۔

اس کا والد جب قتل ہو گیا تو اسے اس کا ایک آزاد کردہ غلام ایتیکین حلب لے گیا جہاں وہ اپنے بھائی رضوان کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

ساوتکین نامی سلطان تتش کا ایک غلام بھی دمشق کے قلعہ میں رہتا تھا جسے تتش نے اپنی موت سے قبل حاکم بنایا تھا۔ اس نے دقاق کو پیغام بھیجا کہ وہ بادشاہت کا دعویٰ کر دے لہٰذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ رضوان نے اس کا تعاقب کرایا لیکن وہ گرفتار نہیں ہو سکا بلکہ وہ دمشق جا پہنچا۔

انطاکیہ کے حاکم باغیسیان نے بھی اسے خط بھیجا کہ وہ رضوان کے برخلاف دمشق کا خود مختار حاکم بن جائے۔ اس اثناء میں سلطان تتش کی خاص جماعت کو لے کر معتمد الدولہ طغتکین بھی دمشق پہنچ گیا' وہ اس جنگ میں شریک تھا اور قید ہو گیا تھا۔ چنانچہ قید سے رہائی پانے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر دمشق جا پہنچا۔

اس سے دقاق نے ملاقات کی اور اسے اپنے معاملات کا مختار بنا دیا۔ اس نے ساوتکین خادم کے خلاف ساز باز کر کے اسے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

اس دوران انطاکیہ سے باغیسیان اور ابو القاسم خوارزمی بھی وہاں پہنچ گئے۔ دقاق نے ان دونوں کی بڑی عزت کی اور خوارزمی کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اور اس کے مشوروں پر عمل کرنے لگا۔

رضوان کو جب یہ علم ہوا کہ دقاق نے دمشق پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکالنے کے لیے لشکر کشی کی اور دمشق پہنچا۔ وہاں اسے ناکامی ہوئی تو اس نے حلب واپسی اختیار کی۔

انطاکیہ کا حاکم باغیسیان رضوان کا مخالف ہو کر اس کے بھائی دقاق کا طرفدار ہو گیا تھا' اس نے اسے اس بات پر بھی آمادہ کیا کہ وہ

اپنے بھائی کے خلاف لشکر کشی کر کے حلب جائے۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گیا۔

## دقاق کی ناکامی

رضوان نے سقمان سے مدد طلب کی تاکہ وہ سروج سے ترکمانی قبائل کی فوج بھیجے اس کے بعد جب فریقین کے مابین قنسرین کے مقام پر جنگ ہوئی تو دقاق کی فوجوں کو شکست کا سامنا ہوا اور اس کا علاقہ لوٹ لیا گیا۔

اس کے بعد رضوان حلب واپس آ گیا اور دونوں بھائیوں کے مابین مصالحت کی اس شرط پر کوشش کی گئی کہ دمشق و انطاکیہ کی مساجد میں دقاق کے نام سے قبل رضوان کے بادشاہ ہونے کا نام بھی لیا جائے۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہو گئی۔

جناح الدولہ جب باغیسیان کے ساتھ مخالفت کے باعث حلب چھوڑ کر حمص پہنچا تو باغیسیان نے رضوان کے پاس پہنچ کر اس سے صلح کر لی۔

## فاطمی خلیفہ کا تذکرہ

پھر کچھ مدت کے بعد رضوان کے پاس مصر کے فاطمی خلیفہ المستعلی کا یہ پیغام پہنچا کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف مدد کرنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ اس کی سلطنت میں مساجد کے خطبوں میں اس کی خلافت کا تذکرہ کیا جائے۔ اس کے کچھ مشیروں نے اسے فاطمی مسلک کے صحیح ہونے کا یقین دلایا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت میں فاطمی خلیفہ کا نام خطبوں میں لیا جائے۔ البتہ انطاکیہ، معرہ اور قلعہ حلب اس سے مستثنیٰ تھے۔

## انطاکیہ پر قبضہ

اس حکم کے دو ماہ کے بعد حاکم سروج سکمان بن ارتق اور حاکم انطاکیہ باغیسیان اس کے پاس آئے ابھی انہیں آئے ہوئے تین روز نہیں ہوئے تھے کہ فرنگی (اہل یورپ) انطاکیہ پہنچ گئے اور وہ اس کا محاصرہ کر کے اس شہر پر قابض ہو گئے اور اس کے حاکم کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## رحبہ پر قبضہ

حاکم موصل کربوقا کے قبضہ میں رحبہ کا علاقہ تھا۔ جب وہ مارا گیا تو سلطان الپ ارسلان کا ایک غلام قائمار اس کا حاکم بن بیٹھا۔ لہٰذا دقاق بن تتش اور اس کے نائب طغرکین نے ۴۹۵ھ اس کے جانب سے چڑھائی کی اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن انہیں ناکامی ہوئی اس لیے انہوں نے وہاں سے واپسی اختیار کی۔

یہ صورت حال دیکھ کر دقاق نے اس کی جانب لشکر کشی کی اور اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا آخر کار اس نے پناہ طلب کی۔ لہٰذا دقاق نے اسے شام میں بہت سی جاگیریں دے کر رخصت کیا اور خود رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور ان پر ایک حاکم مامور کر کے دمشق واپسی اختیار کی۔

## دقاق کا انتقال

۴۹۷ھ میں حاکم دمشق دقاق کا انتقال ہوا اور اس کا نائب طغرکین مستقل حاکم بن گیا اُس نے ایک برس تک مساجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ منسوخ کر کے دقاق کے بھائی تلتاش کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا جو نابالغ لڑکا تھا لیکن اس کی والدہ نے اسے طغرکین سے خوفزدہ کرا دیا تھا کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ چونکہ طغرکین نے دقاق کی والدہ سے شادی کر رکھی ہے اس لیے وہ دقاق کے بیٹے کی جانب اس کی دادی کی وجہ سے زیادہ مائل ہے چنانچہ وہ (طغرکین سے ڈر کر) دمشق سے بعلبک کے جانب ماہ صفر ۴۹۸ھ منتقل ہو گیا۔

وہاں اس کے ساتھ بصرے کا حاکم ایتکین حلبی بھی مل گیا۔ ان دونوں نے فوجی امداد کے لیے فرنگیوں کے بادشاہ سے بھی خط و کتابت کی۔ اس نے ان سے وعدہ تو کر لیا لیکن اسے وفا نہیں کیا۔ اس لیے تلتاش رحبہ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ جب تلتاش طغرکین سے خوفزدہ ہوا تو وہ اپنے قلعوں کی جانب چلا گیا اور وہاں رہنے لگا۔ اس اثناء میں طغرکین دقاق

کے کم سن بچے کو حاکم بنا کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا اور اس کے بجائے خود حکومت کرنے لگا چونکہ اس کا رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ تھا اس لیے اس کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔

## طغرکین کی کامیابی

فرنگیوں کا ایک فوجی دستہ دمشق کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ اس نے دمشق میں غارت گری شروع کر دی تھی اس لیے طغرکین نے اپنی فوج کو جمع کیا اور اس کے مقابلے کے لیے پہنچے' بیت المقدس اور عکا کا فرنگی حاکم بھی اس کی مدد کے لیے فوج لے کر پہنچا۔ طغرکین نے ان فرنگیوں سے جنگ کی اور انہیں ان کے قلعہ میں محصور کر دیا پھر اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا اور اہل قلعہ کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر کامیابی کے ساتھ دمشق واپسی اختیار کی۔

فرنگیوں نے شام کے ایک قلعہ رمسہ پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا طغرکین اس کو دشمن کے قبضہ سے چھڑانے کے لیے فوج لے کر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے فرنگی باشندوں کا صفایا کر کے اس کو اجاڑ کے رکھ دیا۔

## ابو الغازی کا مشورہ

رضوان حاکم حلب نے بھی فرنگیوں کی گوشمالی کا ارادہ کیا اور گرد و نواح کے حکام کو اس مقصد کے لیے بلوایا' چنانچہ ابو الغازی بن ارتق اور البی بن ارسلان مشورہ دینے کی غرض سے اس کے پاس آئے۔ البی موصل کے حاکم جکرمس کا ہم زلف اور سنجر کا حاکم تھا۔ ابو الغازی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جکرمس کے علاقے کی جانب جائے جہاں اسے فوجی اور مالی امداد ملے گی۔ البی نے بھی اس کی تائید کی۔ چنانچہ وہ سب ماہ رمضان ۴۹۹ھ میں نصیبین کے علاقے کی جانب بڑھے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جکرمس کی جانب سے دو حاکم مامور تھے۔ یہ محاصرہ بہت طویل ہوتا گیا اور البی بن ارسلان دشمن کی جانب سے ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گیا۔ اس لیے وہ اپنے علاقے سنجر کی جانب لوٹ گیا اور دیہاتی موصل کی جانب فرار ہو گئے۔

## جکرمس سے مصالحت

شہر کے باہر جکرمس نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور وہ جنگ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تاہم اس نے فوج کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور انہیں رضوان کے خلاف بھڑکایا اور اس کے ساتھیوں کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ اطاعت کا اظہار کریں اور اس کے ساتھ مصالحت کریں۔ رضوان کو بھی اس نے اسی طرح کا پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ انہیں جس قدر ضرورت امداد کی ہے اسے فراہم کرے گا۔ بشرطیکہ ابو الغازی کو گرفتار کر لیا جائے۔ یہ پیغام سن کر رضوان نے ابو الغازی کو بلوایا اور اسے آگاہ کیا کہ اس وقت مصلحت اسی میں ہے کہ جکرمس کے ساتھ صلح کر لی جائے تاکہ انہیں فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے میں مدد مل سکے۔ اس طرح تمام مسلمانوں کا اتحاد ممکن ہو سکے گا۔

اس تجویز کی ابو الغازی نے مخالفت کی' اس پر اسے گرفتار کر کے قید کر لیا گیا۔ اس حرکت پر ترکمانی فوج ناراض ہو گئی اور انہوں نے شہر پناہ کے نزدیک جا کر رضوان کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ رضوان نے ابو الغازی کو نصیبین روانہ کیا۔ وہاں سے فوج اس کی امداد کو نکلی' لیکن ترکمانی فوج ان سے الگ ہو کر لوٹ مار کرنے لگی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رضوان نے فوراً حلب کی طرف واپسی کی۔

یہ خبر جکرمس کو تل اعفر میں ملی جب کہ جنگ کا ارادہ کر رہا تھا، اس لیے سنجار روانہ ہو گیا۔

## البی کا انتقال

اس کو رضوان نے پیغام بھیجا کہ وہ امداد کا وعدہ پورا کرے لیکن اس نے وہ وعدہ پورا نہیں کیا' بلکہ اپنے ہم زلف البی بن ارسلان کے پاس سنجر چلا گیا جہاں نصیبین میں تیر لگنے کی وجہ سے زخمی پڑا ہوا تھا۔

زخمی حالت میں ہی البی اس کے استقبال کے لیے نکلا اور اپنے فعل پر معذرت پیش کی۔ جکرمس نے اسے معاف کر دیا اور اسے اس کے شہر کی جانب لوٹا دیا' جہاں انتقال کر گیا۔ اس کے ساتھی سنجار میں دو ماہ یعنی رمضان اور شوال میں رکے رہے۔ اس کے بعد البی کا چچا نکل کر آیا اور اس نے جکرمس سے صلح کر لی۔ اس کے بعد اس نے موصل کی طرف واپسی کی۔

## ابن ملاعب کی سرکشی

خلف بن ملاعب الکلابی حمص میں تھا جو تاج الدولہ تتش کے ماتحت تھا۔ اس لیے وہ مصر چلا گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر افامیہ کے حاکم نے مصر کے فاطمی حاکم کی اطاعت کا ارادہ کیا تو اس نے ابن ملاعب کو وہاں بھیجا۔ اس نے اس علاقہ پر قبضہ کر کے فاطمی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور جیسا کہ حمص میں اس کا طریقہ تھا۔ یہاں بھی اسی طرح رہزنی سے کام کرنا شروع کر دیئے۔

## ابن ملاعب کا انجام

فرنگیوں نے جب سرمیر پر قبضہ کر لیا تو وہاں کا حاکم اس کے پاس چلا گیا۔ وہ رافضی مسلک رکھتا تھا۔ اس نے کٹر شیعوں کے پیشوا ابن الطاہر الصائغ سے خفیہ خط و کتابت شروع کر دی۔ وہ رضوان کے ساتھیوں میں سے تھا۔ قاضی نے اس کے ساتھ ابن ملاعب کو اچانک قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا' اسے یہ بھی اطلاع پہنچ گئی' لیکن قاضی نے اس کی تردید کر کے اسے مطمئن کر دیا اور خفیہ طور پر ابن الصائغ کے ذریعے لشکر تیار کیا جو ابن ملاعب کے پاس پناہ لینے آئے تھے اور اسے اپنے گھوڑے اور ہتھیار دیتے تھے اور کفار کے خلاف جہاد کرنے میں اس کا ساتھ دیتے تھے اور اس نے انہیں افامیہ کے مضافات میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

ایک شب قاضی مذکور نے انہیں اور اہل سرمیر کو لے کر رسیوں کے ذریعے انہیں شہر کے اندر اتار دیا اور اچانک حملہ کر کے ابن ملاعب کو اس کے گھر کے اندر ہی قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے ایک بیٹے کو بھی مار دیا۔ اس کا دوسرا بیٹا بھاگ کر ابوالحسن حاکم شیرز کے ہاں پناہ لینے میں کامیاب ہو گیا۔

پھر ابن الصائغ حلب سے قاضی کے پاس آیا اور اسے نکال کر افامیہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا' ابن ملاعب کا ایک بیٹا طغرکین کے پاس بھی تھا جس کو اس نے ایک قلعہ کا محافظ مقرر کیا ہوا تھا' اس لیے وہ خطرے کا باعث تھا۔

## فرنگیوں کا قبضہ

طغرکین نے جب اسے طلب کیا تو وہ فرنگیوں کے پاس بھاگ گیا اور انہیں افامیہ فتح کرنے پر ابھارا' اس نے انہیں وہاں کے خفیہ مقامات سے مطلع کیا اور یہ بھی بتایا کہ وہاں کھانے کی چیزیں نایاب ہیں۔ لہٰذا فرنگیوں نے اس شہر کا محاصرہ ایک ماہ تک برقرار رکھا پھر انہوں نے اس شہر کو زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا اور قاضی اور الصائغ دونوں کو مار ڈالا یہ واقعہ ۴۹۹ھ میں پیش آیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الصائغ کو ابن بدیع اور حاکم حلب سلطان تتش نے قتل کیا۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کون سی بات درست ہے۔

اس کے بعد انطاکیہ کے فرنگی حاکم نے طویل محاصرہ کے بعد قلعہ الامارہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

مضیج اور بالس کے باشندے وہاں سے کوچ کر گئے اور ان دونوں شہروں کو خالی کر گئے۔

## ٹیکس کی ادائیگی

فرنگی اب شام کے اہم علاقوں پر قابض ہو گئے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے شہروں اور قلعوں پر جزیہ (ٹیکس) مقرر کر دیا اور یہاں کے مسلمان حکام یہ ٹیکس انہیں ادا کرنے لگے۔ چنانچہ حلب کے حاکم رضوان پر تیس ہزار دینار کا ٹیکس مقرر ہوا۔ صور کے علاقے پر سات ہزار اور شیرز کے حاکم ابن منقذ پر چار ہزار دینار اور حماۃ کے شہر پر دو ہزار دینار مقرر کیے گئے۔ یہ واقعہ ۵۰۵ میں پیش آیا۔

## اہل بصریٰ کی اطاعت

اس سے قبل بتایا جا چکا ہے کہ دقاق کے مرنے کے بعد اس کے بھائی تلتاش کے نام پر مساجد میں خطبہ پڑھا جانے لگا تھا لیکن وہ دمشق سے فرار ہو گیا تھا اور فرنگیوں سے مدد کا طالب ہوا تھا۔ ان تمام کاموں کا ذمہ دار بصریٰ حاکم اسکین الملی تھا۔ لہٰذا طغرکین حاکم دمشق ۵۰۰ھ میں اس کی گوشمالی کے لیے بصریٰ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے لوگوں نے فرنگی حملوں کے باعث کچھ مہلت مانگی اس لیے وہ دمشق چلا گیا۔ جب مقررہ مدت ختم ہو گئی تو بصریٰ کے باشندوں نے اطاعت قبول کی اور اس نے بھی ان کے ساتھ نیک برتاؤ کیا۔

## فرنگیوں کی شکست

اس کے بعد ۵۰۲ھ میں طغرکین نے طبریہ پر چڑھائی کی۔ وہاں فرنگی حاکم بغدوین کا بھانجا بھی پہنچا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ ابتداء میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ آخر کار طغرکین میدان میں اترا اور اس نے مسلمانوں کو جوش دلایا تو انہوں نے بھرپور حملہ کیا جس کے بعد فرنگیوں کو شکست ہوئی اور بغدوین (فرنگی حاکم) کا بھانجا گرفتار ہو گیا۔ طغرکین نے اسے اسلام قبول کرنے کی پیش کش کی لیکن جب اس نے انکار کر دیا تو طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی قیدیوں کو بغداد بھیج دیا اس کے بعد طغرکین اور قدوین کے مابین چار برس کے بعد صلح ہوئی۔

## غزہ پر قبضہ

طغرکین اسی سال ماہ شعبان میں غزہ کے قلعہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہ قلعہ طرابلس کے حاکم قاضی فخر الملک بن علی بن عمار کے ایک غلام کے قبضہ میں تھا جس نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ فرنگیوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور وہاں غلہ پہنچنا بند ہو گیا تھا پھر اس نے دمشق کے حاکم طغرکین کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس قلعہ کو بچانے میں اس کی مدد کرے لہٰذا پہلے اس نے اپنے ایک ساتھی اسرائیل کو وہاں بھیجا۔ اس نے جاتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مولیٰ ابن عمار کو اچانک مار دیا تاکہ اس کا حکمران ہو جائے۔

موسم سرما کی آمد کا طغرکین نے انتظار کیا۔ پھر وہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا تاکہ وہ اس کی درست صورت حال معلوم کرے اس اثناء فرنگی حاکم اسردانی طرابلس کا محاصرہ کیے ہوا تھا۔ جب اس نے سنا کہ طغرکین اکمہ کے قلعہ کے نزدیک پہنچ گیا ہے تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے پہنچ گیا اور اسے شکست دے دی اور اس کے لشکر کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا۔ یہاں سے طغرکین نے حمص کی راہ لی۔

غزہ کے مقام پر بھی فرنگی حاکم نے جنگ کی۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے غزہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اسرائیل کو قید کر لیا اور اسے اپنے ایک قیدی کے بدلے میں واپس کیا جو دمشق میں سات برس سے قید تھا۔

## رمسہ پر قبضہ

اس کے بعد طغرکین دمشق پہنچا وہاں پتہ چلا کہ فرنگی حاکم دمشق کے علاقہ کے ایک مقام رمسہ پر قابض ہو گیا ہے اور وہاں غلہ اور محافظ دستوں کا بندوبست کر رکھا ہے تاہم جب طغرکین کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کی محافظ فوجیں کمزور ہیں تو اس نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور وہاں کے فرنگیوں کو قیدی بنا لیا۔

## اسلامی لشکر کی فتح

موصل کے حاکم مودود بن موشکین کو سلطان محمد بن ملک شاہ نے حکم دیا کہ وہ فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جائے کیونکہ بیت المقدس کے فرنگی حاکم نے دمشق پر ۵۰۶ھ میں مسلسل حملے شروع کر دیئے تھے اور طغرکین نے مودود سے بھی فوجی امداد طلب کی تھی۔ اس لیے اس نے تمام فوجوں کو جمع کیا اور ۵۰۹ھ میں فوج لے کر پیش قدمی کی۔ طغرکین کی فوجیں اس سے سہفہ کے مقام پر ملیں۔ دونوں فوجیں قدس کی جانب روانہ ہوئیں۔ جب وہ اردن کے علاقہ میں الخوانہ کے مقام پر پہنچے تو فرنگی حاکم بغدوین لشکر لے کر دریائے اردن کے سامنے ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ اس کا سپہ سالار جوسکین بھی تھا آخر کار ۵۱۰ھ کے ماہ محرم کی پندرہ تاریخ کو بحیرہ طبریہ کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں فرنگی لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے بہت سے افراد مارے گئے اور بہت سے بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں ڈوب کر مر گئے۔

## مودود کا انجام

پھر طرابلس اور انطاکیہ کے فرنگی لشکران کے مقابلے کے لیے آئے اور انہوں نے زبردست مقابلہ کیا انہوں نے طبریہ کے نزدیک ایک پہاڑ پر اپنا ڈیرہ جما دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن جب طویل محاصرہ کے بعد وہ کامیابی سے مایوس ہو گئے تو اسلامی لشکر

فرنگیوں کے مفتوحہ علاقوں میں پھیل گیا اور انہیں تاخت و تاراج کر دیا۔ مرج الصفر میں مقیم تھے۔ پھر مودود نے حکم دیا کہ تمام فوجیں واپس آ کر آرام کریں اور موسم سرما کے ختم ہونے پر دوبارہ حملہ کرنے کے لیے تیاری کریں۔

اسی دوران مودود طغرکین کے پاس دمشق آ گیا تاکہ اس درمیانی عرصہ میں صرف وہاں رہے۔ جب اس نے پہلا جمعہ وہاں پڑھا تو نماز کے بعد فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ دن کے آخری حصہ میں انتقال کر گیا۔ اس کے قتل کا الزام طغرکین پر لگایا گیا۔ تاہم سلطان محمد نے اس کے بعد موصل کا حاکم آقسنقر برسقی کو لگایا۔ اس نے قلعہ کیفا کے حاکم ایاز بن ابی الغازی اور اس کے باپ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔

## باہمی امداد کا معاہدہ

برسقی کے مقابلے کے لیے بنو ارتق لشکر لے کر آئے اور اسے شکست دے کر ایاز کو اس کی قید سے آزاد کرا لیا۔ اس کا والد ابوالغازی وہاں سے نکل کر دمشق کے حاکم طغرکین کے پاس پہنچ گیا اور وہاں پر قیام کیا۔

طغرکین سلطان محمد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے اس پر مودود کے قتل کا الزام لگایا تھا اس لیے اس نے انطاکیہ کے حاکم کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور ان کے درمیان باہمی امداد کا معاہدہ ہو گیا۔

## طغرکین کی روانگی

ابوالغازی نے دیار بکر کے علاقہ کا رخ کیا۔ وہاں اسے حمص کے حاکم قیرجان بن قراجا نے گرفتار کر لیا اور قید کر لیا جب طغرکین اس کو چھڑانے کے لیے آیا تو قیرجان نے حلفیہ اعلان کیا کہ اگر طغرکین اپنے ملک واپس نہیں جائے گا تو اسے ضرور موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ یہ بغداد سے لشکر آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ وہ اسے آ کر لے جائے لیکن اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو طغرکین وہاں سے روانہ ہو چکا تھا۔

## جنگ کے لیے پیش قدمی

اس کے بعد سلطان محمد نے تمام فوجوں کو فرنگی عیسائیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے حکم دیا کہ اس جنگ کا آغاز طغرکین اور ابوالغازی کے مقابلہ سے کیا جائے۔ چنانچہ وہ ۵۰۸ھ میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے۔ ان فوجوں کے ہراول دستے پر حاکم ہمدان برسق ابن برسق کی فوج تھی جب حلب پہنچے تو انہوں نے اس کے افسر لولو الخادم اور ہراول دستے کے سردار شمس الخواص کو پیغام بھجوایا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں سلطان کے خطوط بھی پیش کیے۔ ان دونوں سرداروں نے طغرکین اور ابوالغازی کو بلایا چنانچہ جب وہاں پہنچے تو اہل حلب نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور مقابلہ کے لیے مستعد ہو گئے۔

اس صورت حال کو دیکھ کر (سلطانی لشکر کے سردار) برسق نے شہر حماۃ کی جانب چڑھائی کی جو طغرکین کا علاقہ تھا۔ اس پر اس نے بزور تیغ قبضہ کر لیا اور وہ تین روز تک وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

## نااتفاقی کا انجام

اس عرصے میں ابوالغازی، طغرکین اور شمس الخواص انطاکیہ پہنچے اور اس کے فرنگی عیسائی حاکم دجیل سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ پھر انہوں نے موسم سرما کے ختم ہونے تک صلح کر لی اور ابوالغازی، ماردین اور طغرکین دمشق واپس چلے گئے۔ (اس خانہ جنگی اور نااتفاقی کا) نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور برسق اور اس کا بھائی زنگی شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد بغداد آیا تو اس کے پاس طغرکین حاکم دمشق کا نائب بھی پہنچا اور اس نے سلطان سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اسے امداد دی اور اسے اس کے شہر واپس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ ۵۰۹ھ میں پیش آیا۔

## رضوان کا انتقال

حلب کے حاکم رضوان کا ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں بھائیوں ابوطالب اور بہرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ اپنے مشکل کاموں میں فرقہ باطنیہ سے مدد حاصل کرتا تھا اور اس سے سازش کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے آزاد کردہ غلام نے

اس کے نوعمر بیٹے الپ ارسلان کے نام پر لوگوں سے بیعت حاصل کی۔ وہ ابھی کم سن بچہ تھا اور اس کی زبان میں لکنت تھی۔ اس وجہ سے اس کا لقب اخرس (گونگا) تھا۔ لئو لئو الخادم اس وقت خود مختار حکمران تھا۔

## ابن الطاہر الصانع کا قتل

حلب میں رضوان کے عہد میں فرقہ باطنیہ کے لوگ اس کثرت سے آباد ہو گئے تھے کہ ابن بدیع اور دیگر ارکان سلطنت ان سے خوفزدہ رہتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے الپ ارسلان نے ارکان سلطنت کو اجازت دے دی کہ انہیں گرفتار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیشوا ابن الطاہر الصانع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جو باقی بچے وہ دوسرے مقامات کی طرف فرار ہو گئے۔

## لئو لئو الخادم کا انجام

قلعہ حلب پر لئو لئو الخادم قابض ہو گیا تھا اور وہ اپنے آقا کے بیٹے الپ ارسلان ابن رضوان کا نائب بن گیا تھا۔ پھر وہ اس سے ناراض ہو گیا اور اسے قتل کر کے اس کے بھائی سلطان شاہ کو مسند سلطنت پر بٹھایا اور اسے اپنے ماتحت رکھا۔ جب ۱۱۵ھ کے سال کی ابتدا ہوئی تو وہ قلعہ جعفر کے حاکم سالم بن مالک سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس موقع پر اس کے ترک غلاموں نے غداری کر کے اسے خرت برت کے مقام پر موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے خزانوں کو لوٹ لیا۔ تاہم اہل حلب نے ان کا مقابلہ کر کے ان سے خزانے واپس اپنے قبضے میں لے لیے۔

## حسام الدین مرتاش کی جانشینی

اس کے بعد سلطان شاہ کا نائب شمس الخواص بار قیاس متعین ہوا۔ ایک ماہ کے بعد وہ بھی برطرف ہوا۔ اس کے بعد ابو المعالی الملحی دمشقی نائب مامور ہوا لیکن وہ بھی جلد برطرف کر دیا گیا اور اس کی دولت ضبط ہو گئی۔ اس طرح حلب کا انتظام سلطنت خراب ہو تا گیا۔ ایسی حالت میں اہل حلب کو عیسائی فرنگیوں کے حملوں کا خطرہ پیدا ہوا تو انہوں نے ابو الغازی بن ارتق کو بلوا کر اپنا حاکم متعین کیا۔ اس وقت خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ اسے مال و دولت نہیں ملا تو اس نے سابق بادشاہ کے خادموں کے مال و دولت کو ضبط کر کے ان کے ذریعے فرنگیوں سے ملک کو بچایا۔ پھر وہ ماردین چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرنے کے لیے واپس آئے گا اس لیے اپنے بیٹے حسام الدین مرتاش کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے بعد رضوان بن تتش کے خاندان کی بادشاہت حلب سے ختم ہو گئی۔

## طغرکین کی پیش قدمی

بیت المقدس کا فرنگی حاکم بقدوین ۵۱۲ھ میں انتقال کر گیا اور اس کے بعد وہاں رہا کا وہ حاکم مامور ہوا جسے جکرمس نے قیدی بنا لیا تھا اور جاولی نے اسے رہا کیا تھا۔ اس نے طغرکین کو مصالحت کا پیغام بھیجا لیکن وہ فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے صلح سے انکار کر دیا اور طبریہ پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ پھر اس نے عسقلان کے مقام پر مصر کے سپہ سالاروں سے ملاقات کی کیونکہ حاکم مصر نے طغرکین کے مشورے پر انہیں عمل کرنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد اس نے دمشق واپسی اختیار کی۔

دوسری طرف فرنگیوں نے طغرکین کے ایک مقبوضہ قلعے پر حملہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور فرنگی اس قلعہ پر قابض ہو گئے اس کے بعد وہ اذرعات کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں طغرکین نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ دیکھ کر فرنگی اذرعات سے ہٹ کر وہاں کے ایک پہاڑ پر چلے گئے بوری نے ان کا محاصرہ کیا جب اس کے پاس ابو طغرکین آیا تو انہوں نے اس سے خط و کتاب کی تاکہ وہ وہاں سے نکل جائیں لیکن اس نے انکار کیا کیونکہ اسے توقع نہیں تھی کہ اسے کامیابی ہو گی۔

فرنگیوں نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی اور انہیں بہت نقصان پہنچایا۔ بچی کھچی شکست خوردہ فوج نے دمشق کی راہ لی۔

اس واقعہ کے بعد طغرکین فوجی امداد حاصل کرنے کے لیے حلب ابو الغازی کے پاس گیا۔ اس نے فوجی امداد کا وعدہ کیا اور فوج جمع کرنے

کے لیے ماردین روانہ ہوا۔ طغرکین دمشق واپس آ گیا لیکن اس سے قبل فرنگی فوج حلب کی جانب روانہ ہو چکی تھی۔

## دمشق پر چڑھائی

فرنگیوں کے تمام حکام اور ان کی فوجیں ۵۲۰ھ میں جمع ہوئیں اور پھر وہ دمشق کی جانب روانہ ہوئیں۔ وہ مرج الصفر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ طغرکین نے دیار بکر کی ترکی فوجوں وغیرہ کو مدد کے لیے بلوایا اور فرنگیوں کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے بوری کو دمشق میں اپنا جانشین متعین کیا اور خود فرنگیوں کے ساتھ سال کے آخر تک لڑتا رہا۔ زبردست جنگ ہوئی جس میں طغرکین اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جب طغرکین اور اس کی فوجیں پیچھے ہٹ کر دمشق کی جانب جانے لگیں تو فرنگیوں کی سوار فوج نے ان کا تعاقب کیا۔

میدان جنگ میں اس وقت ترکمانوں کی پیدل فوج باقی رہ گئی تھی' جب فرنگیوں کی پیدل فوج ان کے مقابلہ کے لیے آئی تو ترکمانی پیدل فوج نے اپنی صفیں درست کیں اور فرنگیوں کی پیدل فوج پر بے جگری کے ساتھ زبردست حملہ کیا اور انہیں مار ڈالا اور اس کے فوجی خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے کامیاب ہو کر دمشق چلے آئے۔

فرنگی سواروں کی فوج جب ناکام ہو کر لوٹی تو انہوں نے اپنے خیمے خالی دیکھے۔ ان کا کیمپ لٹ چکا تھا اور ان کی پیدل فوج ختم ہو چکی تھی۔

## تاج الدولہ بوری

ماہ صفر ۵۲۲ھ میں دمشق کے حاکم طغرکین کا انتقال ہو گیا۔ وہ تاج الدولہ تتش کا آزاد کردہ غلام تھا' وہ نیک طینت' انصاف پسند اور مجاہد انسان تھا۔ اس کا لقب ظہیر الدین تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا تاج الدولہ بوری' جو اس کا سب سے بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا' حاکم دمشق ہوا۔ اس نے اپنے باپ کے وزیر ابو علی طاہر بن سعد المزدغانی کو برقرار رکھا۔

## مزدغانی

مزدغانی رافضی اور اسماعیلی تھا۔ جب اسماعیلی فرقہ کا رہنما ابراہیم استر آبادی بغداد میں قتل کر دیا گیا تو اس کا بھتیجا بہرام شام چلا آیا تھا' اس نے قلعہ بانیاس پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر وہ دمشق چلا گیا۔ وہاں اسماعیلی فرقہ کے خلیفہ کی حیثیت سے رہنے لگا اور اپنے مسلک کی جانب لوگوں کو دعوت دینے لگا' اس کے بعد وہاں سے بھی چلا گیا اور بعلبک کے نزدیک پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر کے وہاں اس نے اپنا مرکز بنایا تھا لیکن ضحاک نے اس پر قابو پایا اور اس نے بہرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

دمشق میں مزدغانی نے ہی اپنا ایک خلیفہ مقرر کر لیا تھا جس کا نام ابو الوفاء تھا۔ اس کے پیروکاروں کی تعداد کافی ہو گئی اور اس کا اثر و نفوذ شہر میں کافی زیادہ ہو گیا تھا۔

حاکم دمشق بوری کو یہ خبر ملی کہ اس کے وزیر مزدغانی اور اسماعیلی فرقہ نے فرنگیوں کے ساتھ خط و کتابت کی ہے کہ وہ آ کر دمشق پر قبضہ کر لیں لہٰذا اس نے اپنے وزیر مزدغانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرقہ اسماعیلیہ کے قتل عام کا حکم صادر کر دیا۔

## فرنگیوں کی پیش قدمی

فرنگی حکام کو جب یہ اطلاع ملی تو بیت المقدس' انطاکیہ' طرابلس اور تمام علاقوں کے فرنگی اکٹھے ہوئے اور وہ تمام مل کر دمشق کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ تاج الملک بوری حاکم دمشق نے بھی عربوں اور ترکمانی فوجوں سے مدد طلب کی۔

۵۲۲ھ کے ماہ ذی القعدہ میں فرنگی فوجیں آ گئیں۔ انہوں نے اپنے فوجی دستے مختلف مقامات کی طرف لوٹ مار اور غارت گری کے لیے بھیجے۔ ان میں سے ایک فوجی دستہ خوارزم بھی روانہ کیا گیا تھا۔

دمشق کے حاکم تاج الدولہ بوری نے اپنے ایک حاکم شمس الخواص کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر فرنگی فوجوں کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے فرنگی لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا جب باقی فرنگی فوجوں کو اس بات کی خبر ملی تو اس کے

علاقے کو آگ لگا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے بھی ان کا تعاقب کیا اور جو ملے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا یا انہیں گرفتار کر لیا۔

## دبیس کی گرفتاری اور رہائی

شام کے علاقہ میں صرخد کے مقام کا ایک شخص حاکم تھا۔ اس کا ۵۲۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا لشکر اس قلعہ پر قابض رہا۔ اسے یہ بتایا گیا تھا کہ اس قلعہ پر مکمل قبضہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کے ہاں کسی ایک شخص کا نکاح کرا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے دبیس کا نام پیش کیا گیا لہٰذا اسے بلوایا گیا۔

اس وقت دبیس بصری میں تھا اور جب سے وہ سنجر کے پاس سے واپس آیا تھا اس وقت سے وہ سلطان کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔

اسے جب بلوایا گیا تو اس نے اپنے ساتھ چند رہبروں کو لیا اور صرخد کی جانب روانہ ہوا اس کو راستہ بتانے والے خود بھٹک گئے اور دمشق کے آس پاس بھٹکتے ہوئے غوطہ دمشق کے مشرقی حصے میں بنو کلاب کی بستی میں پہنچ گئے۔ وہ اسے تاج الملک کے پاس لے گئے اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے عماد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھ چند افراد بھی قیدی تھے۔ ان تمام کو عماد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ تاج الملک بوری کو اس کی جان کا خطرہ تھا۔

عماد الدین زندگی کے پاس جب وہ پہنچا تو اس کے خدشے کے برخلاف عماد الدین زنگی نے اس کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور اس کی ساری ضروریات کو پورا کیا۔ خلیفہ مسترشد بھی اس کی تلاش میں تھا۔ زنگی نے اسے بھی اس کے متعلق سفارشی خط لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دبیس رہا کر دیا گیا

## بوری کا انتقال

حاکم دمشق تاج الملک بوری پر فرقہ باطنیہ کی ایک جماعت نے ۵۲۵ھ میں حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔ اس کا زخم پہلے تو مندمل ہو گیا تھا لیکن آخر کار وہ اس سے جانبر نہیں ہو سکا اور وہ اپنی حکومت کے ساڑھے چار سال مکمل کر کے ماہ رجب ۵۲۶ھ میں جاں بحق ہو گیا۔

## شمس الملوک اسماعیل

اس کا بیٹا اور ولی عہد شمس الملوک اسماعیل اس کے بعد حاکم دمشق ہوا۔ اس نے شہر بعلبک اور اس کے گرد و نواح کے علاقے پر اپنے دوسرے بیٹے شمس الدولہ کو حاکم مقرر کیا تھا۔

اس کی سلطنت کے امور کا انتظام حاجب یوسف بن فیروز کوتوال دمشق کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ اس نے رعایا کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔

تاج الملوک بوری کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حاکم ہوا اور اس کا بھائی محمد بعلبک گیا تو شمس الملوک لشکر لے کر بعلبک پہنچا اور اس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ محمد نے قلعہ میں پناہ لی اور اپنے بھائی سے اس نے درخواست کی کہ اسے وہیں رہنے دیا جائے۔ اس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دمشق کی راہ لی۔

## شمس الملوک کی پیش قدمی

اس کے بعد وہ باشاش کی جانب روانہ ہوا جو فرنگیوں کے ماتحت تھا۔ انہوں نے صلح کی شرائط سے انحراف کیا تھا اور وہ دمشق کے تاجروں کی ایک جماعت کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ وہاں وہ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس نے اس مقام کی فصیلوں میں نقب زنی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور ان فرنگیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو وہاں تھے۔ شکست خوردہ فوج نے قلعہ میں پناہ لی پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ فتح ہو گیا اور اس نے دمشق کی راہ لی۔

اس کے بعد اسے یہ خبر ملی کہ خلیفہ مسترشد موصل کی جانب روانہ ہو گیا ہے' ایسی حالت میں اس نے حماۃ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک کے آخر میں روانہ ہوا' اور عید الفطر کے دوسرے روز پہنچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد وہ قلعہ شیرز کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں کا حاکم بنو منقذ کے خاندان سے تھا۔ شمس الملوک نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس کے حاکم نے مال دے کر اپنی خلاصی کروائی اور وہ دمشق چلا آیا۔ یہ واقعہ اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ میں پیش آیا۔

اس کے بعد وہ ماہ محرم ۵۲۸ھ میں حصن شقیق کی جانب روانہ ہوا۔ یہ قلعہ بیروت اور صیدا کے نزدیک ایک پہاڑ پر واقع تھا۔ یہ قلعہ ضحاک بن جندل رئیس وادی التیم کے ماتحت تھا۔ اس نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا اور اس قلعہ کو مسلمانوں اور فرنگیوں دونوں کے حملوں سے محفوظ کر رکھا تھا۔ جب کبھی ان دونوں میں سے کوئی گروہ اس پر حملہ کرتا تھا تو وہ دوسرے گروہ کی مدد سے اس کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔

لیکن شمس الملوک نے پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ بات فرنگیوں کو بڑی ناگوار گزری اس لیے انہوں نے حوران کی جانب فوج کشی کی اور اس کے گرد و نواح میں تباہی پھیلا دی۔ شمس الملوک نے یہ رنگ دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور ترکمانی فوجوں سے بھی کمک حاصل کی۔

اس کے بعد وہ ان کے مقابلہ کے لیے پہنچ گیا۔ وہاں وہ صف آراء ہو کر خشکی کی جانب نکل گیا اور طبریہ اور عکا کے گرد و نواح کو (جہاں فرنگی فوجیں تھیں) تاخت و تاراج کر دیا۔

ان فوجی مہموں میں اس کی فوجوں کو بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ جب ان نقصانات کی اطلاع فرنگی فوجوں کو جو حوران میں تھیں ملی تو وہ اپنے شہروں کی جانب بھاگ گئیں اور اس نے دمشق کی راہ لی۔ ایسی حالت میں فرنگی فوجوں نے تجدید صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

## شمس الملوک کا انجام

شمس الملوک بدکردار اور ظالم و جابر حکمران تھا۔ وہ اپنے اہل و عیال اور ساتھیوں سے بھی برا سلوک کرتا تھا اس لیے یہاں تک کہ اس کے جد امجد کے ایک غلام نے ۵۲۷ھ میں اسے قتل کرنے کے لیے تلوار لے کر کھڑا تھا لیکن اسے فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ جب اسے زدو کوب کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ ایک جماعت نے اس کے ساتھ مل کر (قتل کرنے کی) سازباز کی تھی۔

ان تمام سازشیوں کو شمس الملوک نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی سونج کو بھی قتل کر دیا۔ اس کی یہ حرکت لوگوں کو ناگوار گزری اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں یہ افواہ بھی اڑائی گئی کہ وہ عماد الدین زنگی کے ساتھ خط و کتابت کر رہا ہے تاکہ وہ دمشق پر قبضہ کرے۔ نیز وہ اسے اس بات پر بھی ابھار رہا ہے کہ وہ جلد وہاں پہنچ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ فرنگی فوجیں اس شہر پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے اس مقصد کے لیے روانگی اختیار کر لی۔

لوگوں نے جب اس افواہ کو درست قرار دیا تو شمس الملوک کے باپ کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اس کی شکایت جا کر اس کی ماں سے کی۔ اس کی ماں کو بھی اس بات کا خدشہ ہوا۔ اس لیے اس نے اس کے غلاموں کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اسے ماہ ربیع الآخر ۵۲۹ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں پر حاجب یوسف بن فیروز سے تعلقات رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ لہٰذا شمس الملوک نے اپنی ماں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن یوسف تو فرار ہو گیا اور اس کی ماں نے اسے قتل کرا دیا۔

## شہاب الدین محمود

اس کا بھائی شہاب الدین محمود اس کے قتل کے بعد دمشق کا حاکم ہوا۔ عماد الدین زنگی اس کے قتل کے بعد دمشق پہنچا۔ اس نے میدان حصار کی جانب سے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن اہل دمشق نے اس کی مدافعت کے لیے زبردست کوشش کی اور [illegible] اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں اس کے جد امجد طغرکین کے غلام معین الدین انز نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اور شہر کی مدافعت اور محاصرہ کا مقابلہ بڑی بے جگری کے ساتھ کیا۔

خلیفہ المسترشد کا قاصد ابوبکر بن بشر الجزری عماد الدین زنگی کے پاس پہنچا جو یہ پیغام لے کر آیا تھا کہ وہ حاکم دمشق شہاب الدین محمود کے ساتھ مصالحت کر لے۔ چنانچہ اس نے مصالحت کر کے سال کے نصف حصے میں دمشق سے واپسی اختیار کی۔

حمص کا علاقہ قیرجان بن قراجا اور اس کی اولاد اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کے قبضے میں تھا لیکن عماد الدین زنگی نے مطالبہ کیا کہ وہ یہ

علاقہ اس کے حوالے کر دیں۔ جب اس نے انہیں بہت تنگ کرنا شروع کیا تو انہوں نے حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو یہ لکھا کہ وہ اس علاقے پر قبضہ کر لے ور اس کے عوض میں وہ انہیں تدمر کا علاقہ دے دے۔

ان کی یہ بات اس نے مان لی اور وہاں ۵۳۰ھ میں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اپنے دادا کے غلام' معین الدین انز کے حوالے کر دی (جس نے دمشق کے محاصرہ میں سب سے زیادہ دلیرانہ کارنامے انجام دیئے تھے) اس نے ان کے ساتھ وہاں ایک محافظ فوج بھی تعینات کی اور خود دمشق کی راہ لی۔

## یوسف کا انجام

حاجب یوسف بن فیروز تدمر فرار ہو گیا تھا' غلاموں اور ارکان سلطنت کی ایک جماعت اس سے خفا تھی کیونکہ بادشاہ کے بھائی سونج کے قتل میں وہ شریک خیال کیا جاتا تھا۔

اس نے جب دمشق آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ تاہم یوسف نے نرمی سے انہیں رضامند اور مطمئن کرنے کی کوشش کی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ سلطنت کے کسی کام میں حصہ نہ لے گا۔

لیکن وہ جب دمشق آ گیا تو اس نے پہلی جیسی حرکتیں کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے مخالفین نے اس پر حملہ کر کے اسے مار دیا اس کے بعد وہ دمشق سے فرار ہو کر بیرونی علاقے میں قیام پذیر ہو گئے۔

ان کا جب پیچھا کیا گیا تو وہ شمس الدولہ محمد بن تاج الملوک کے پاس بعلبک چلے گئے' وہاں سے وہ فوجیں دمشق کی جانب بھیجتے تھے جو اس کے گرد و نواح میں ہنگامہ آرائی کرتی تھیں۔

مجبوراً تنگ آ کر جب شہاب الدین محمود حاکم دمشق نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لیے تو وہ دمشق کے بیرونی علاقے میں پہنچے۔ وہاں سے شہاب الدین محمود حلفیہ معاہدہ کرنے کے بعد انہیں دمشق میں لے آیا اور ان کے بزرگ مرداش کو سپہ سالار بنا دیا اور اسے اپنی سلطنت کے سیاہ و سفید کا کلی اختیار دے دیا۔

## حمص پر حملہ

اس کے بعد ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں عماد الدین زنگی نے حمص کی جانب کوچ کیا اور ہراول فوج پر اپنے حاجب صلاح الدین باغیسانی کو جو اس کا سب سے بڑا حاکم تھا، مامور کیا۔ اس نے حمص کے حاکم معین الدین انز کو مشورہ دیا کہ ▪ ہتھیار ڈال دے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر شہر کا محاصرہ کیا گیا جس کا بے جگری سے مقابلہ کیا گیا اور وہ اس سال ماہ شوال کے آخر میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد وہ ۵۳۲ھ میں بعلبک کے نزدیک پہنچا تو حاکم دمشق کے ایک قلعہ الحوالی کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پھر وہاں سے دوبارہ حمص پہنچا اور اس کو محاصرے میں لے لیا۔

## شاہ روم کی چڑھائی

اس دوران شاہ روم حلب پہنچا اس نے فرنگی فوجوں کو بلوا کر بہت سے (مسلمانوں کے) قلعوں پر قبضہ کر لیا جن میں عین زربہ اور تل حمدون کے قلعے بھی شامل تھے۔ اس نے انطاکیہ کو بھی محاصرہ میں لیا تھا پھر شاہ روم نے واپسی اختیار کر لی تھی۔

## زنگی کا عقد

شام روم کے حملوں کے دوران عماد الدین زنگی نے حمص سے محاصرہ اٹھا لیا تھا لیکن جب شاہ روم واپس چلا گیا تو اس نے دوبارہ جنگ کا آغاز کر دیا' اس دوران اس نے حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس سے اپنی والدہ مرد خاتون بنت جاولی کا عقد کرا دے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس بہانے سے دمشق پر قبضہ کر سکے گا۔ شہاب الدین محمود نے اپنی ماں کا عقد عماد الدین زنگی سے کرا دیا لیکن دمشق پر قبضہ کرنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ البتہ حمص اور اس کا قلعہ اس کے حوالے کر دیا گیا اور مرد خاتون کو ماہ رمضان میں اسی سال اس کے پاس بھیج دیا گیا۔

## شہاب الدین کا انجام

حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو اس کی خواب گاہ میں ماہ شوال ۵۳۳ھ میں اس کے تین آزاد کردہ غلاموں نے اچانک موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرار ہو گئے۔ ان میں سے ایک بھاگ نکلا اور باقی دو کو گرفتار کر لیا گیا۔

معین الدین انز نے اس کے قتل کے بعد اس کے بھائی جمال الدین بن بوری کو جو بعلبک کا حاکم تھا' یہ اطلاع پہنچائی۔ انتہائی تیزی کے ساتھ اپنی فوج اور ارکان سلطنت کو لے کر دمشق پہنچا اور وہاں کا حاکم بن گیا۔ اس نے بعلبک کی حکومت اور اس کا انتظام سلطنت اپنے جد امجد کے آزاد کردہ غلام معین الدین انز کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اس کے تمام امور سلطنت ٹھیک ہو گئے۔

## زنگی کی پیش قدمی

جب شہاب الدین محمود کے قتل کی اطلاع اس کی والدہ خاتون کو حلب میں ملی تو وہ بڑی پریشان ہوئی۔ اس کی ماں نے زنگی کو اس کے بیٹے کا انتقام لینے پر اکسایا۔

یہ اطلاع سن کر عماد الدین زنگی دمشق کی جانب روانہ ہوا اور دمشق کا محاصرہ کرنے کی تیاری کی اس کے بعد بعلبک کی جانب روانہ ہوا' جہاں کا حاکم معین الدین انز تھا۔ اس سے قبل عماد الدین زنگی نے خفیہ طور پر اس کی جانب مال و دولت بھیجی تھی تاکہ دمشق پر اسے قبضہ دلا دے لیکن اس نے یہ کام نہ کیا۔

اس کے بعد وہ اس کے شہر بعلبک آیا اور وہاں زور دار جنگ شروع کر دی اور اس کے خلاف منجنیقیں نصب کر دیں تاکہ شہر والے ہتھیار ڈال دیں۔ آخر کار اس نے ۵۳۴ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت بھی ایک فوجی دستہ قلعہ میں محصور رہا لیکن تنگ آ کر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس نے وہاں کے دوسرے باشندوں کو بھی ہراساں کیا۔

اس کے بعد اس نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کے حاکم کو پیغام دیا کہ شہر اس کے سپرد کر دے اور وہاں کی حکومت سے دستبردار ہو جائے لیکن وہ اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوا۔ زنگی نے اس کے بدلے میں دوسرے مقام کی حکومت دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن اس پر بھی رضامند نہ ہوا۔

چنانچہ خود فوج لے کر آگے بڑھا اور داریا کے مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۵۳۴ھ میں پیش آیا۔ دمشق کی تمام فوجیں اس کے مقابلے کے لیے باہر نکلیں تو زنگی کو ان پر فتح نصیب ہوئی۔ اور انہیں شکست دے کر عیدگاہ کی جانب بڑھ گیا اور وہاں بھی دوبارہ جنگ کر کے شام کی فوجوں کو پھر شکست دی۔ پھر اس نے دس روز کے لیے جنگ بند کر دی اور فریقین کے مابین قاصد اور ایلچی یہ پیغام لے کر دوڑتے رہے کہ حاکم دمشق کو اس شہر کے بدلے میں بعلبک یا حمص یا وہ علاقے جو وہ پسند کرے' دے دیا جائے گا۔

حاکم دمشق کے ساتھیوں نے اسے یہ شرط قبول کرنے سے روک دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زنگی نے دوبارہ جنگ کا آغاز کر دیا اور شہر کا محاصرہ شدید کر دیا گیا۔

عماد الدین زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مصالحت کے لیے بات چیت ہو رہی تھی کہ جمال الدین محمد بن بوری حاکم دمشق ۴ شعبان المبارک ۵۳۴ھ میں وفات پا گیا۔ زنگی نے یہ خیال کیا کہ اب دمشق کے حکام و امراء کے مابین اختلاف پیدا ہو جائے گا اس لیے اس نے جنگ اور محاصرہ میں شدت مزید سخت کر دی۔

## فرنگیوں سے سازباز

لیکن دمشق کے حکام نے حوصلہ نہیں ہارا انہوں نے جمال الدین محمد کے بعد اس کے بیٹے مجید الدین انز کو متفقہ طور پر حاکم بنایا' اس کا سرپرست معین الدین انز کو بنا لیا اور وہی امور سلطنت کا مختار کل اور منتظم اعلیٰ تھا۔

معین الدین انز نے فرنگی فوجوں سے زنگی کے خلاف جنگ میں مدد مانگی۔ اس نے وعدہ کیا کہ فوجی امداد کے صلے میں دشمن کے علاقہ قاناش کا محاصرہ کرے گا اور اسے فتح کرنے کے بعد فرنگیوں کے حوالے کر دے گا۔ فرنگیوں نے اس کی بات مان لی کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ

اگر عماد الدین زنگی نے دمشق فتح کر لیا تو وہ ان پر بھی حملہ کر دے گا۔

جب اس سازباز کا علم عماد الدین زنگی کو ہوا تو اس سے پیشتر کہ فرنگی فوجیں دمشق کی فوجوں کی مدد کو پہنچیں وہ خود لشکر لے کر فرنگیوں کی جانب روانہ ہو گیا اور حوران کے علاقے میں اسی سال کے ماہ رمضان میں اس نے پڑاؤ ڈالا۔ فرنگی فوجوں کو اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی وہ اپنے شہروں سے باہر نہیں نکلیں۔ اس لیے زنگی رمضان کے بعد ماہ شوال میں دمشق کا محاصرہ کرنے کے لیے چل دیا۔ اس نے دمشق کے مضافات میں مرج اور غوطہ کے دیہات کو آگ لگادی پھر وہ اپنے شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔

## قاشاش پر قبضہ

اس کے چلے جانے کے بعد اس کی فوجیں دمشق پہنچ گئیں اور معین الدین انز (اپنا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے) زنگی کے علاقہ قاشاش کو فتح کرنے کے لیے ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس نے اسے فرنگیوں کے حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

قاشاش کے حاکم نے شہر صور پر حملہ کیا تھا واپسی پر اس کی لڑائی انطاکیہ کے حاکم سے ہوئی جو فوج لے کر اپنے ساتھی حاکم دمشق کو فوجی کمک پہنچانے کے لیے دمشق جا رہا تھا (لہٰذا دونوں میں جنگ ہوئی) اور حاکم انطاکیہ قاشاش اور اس کے ساتھ کی فوجیں تہ تیغ ہوئیں اور جو باقی بچ گئیں انہوں نے قاشاش کی جانب فرار ہو کر پناہ حاصل کی۔

پھر وہاں معین الدین انز لشکر لے کر پہنچا۔ اس نے اسے فتح کر کے فرنگی فوجوں کو دے دیا۔

زنگی کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے دمشق کی جانب پیش قدمی کی۔ اس نے اپنی فوج کے مختلف حصے حوران اور دمشق کے مضافات پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیے اور خود صبح سویرے دمشق پہنچ کر اس نے وہاں اچانک حملہ کر دیا، دمشق کی فوجیں اس کے مقابلہ کے لیے نکلیں۔ اس نے تمام دن جنگ کی۔ پھر مرج راہط کی جانب ہٹ گیا اور وہاں وہ اپنے فوجی دستوں کا انتظار کرنے لگا چنانچہ وہ ساری فوجیں بہت سا مال غنیمت لے کر اس کے پاس پہنچیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے شہر کی جانب واپسی اختیار کی۔

## فرنگیوں کی کامیابی

فرنگی فوجوں نے جب شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کیا تو یورپ کے ہر ملک کے لوگ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کے لیے پہنچنے لگے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلے میں تنہا ہیں۔

چنانچہ ۵۴۳ھ میں جرمنی کے شہنشاہ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ اسلامی ممالک کا رخ کیا۔ اس کی فوج کی تعداد کافی زیادہ تھی اس کے علاوہ سازوسامان اور مال و دولت بھی بہت زیادہ تھا۔ اس لیے ان کی فتح کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔

جب یہ عظیم لشکر شام پہنچا تو وہاں کی ساری فرنگی فوجیں ان کے ساتھ شامل ہو گئیں اور شہنشاہ کے حکم کا انتظار کرنے لگیں۔ اس نے تمام فرنگی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ دمشق کی جانب پیش قدمی کریں۔ لہٰذا وہ ۵۴۳ھ میں دمشق پہنچ گئیں اور اس شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔

معین الدین انز بڑی بے جگری کے ساتھ ان فرنگی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا آخر کار ۶ ربیع الاول ۵۴۴ھ کو زبردست جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے انتہائی ثابت قدمی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ تاہم انہیں کافی جنگی نقصان ہوا۔

اسی جنگ کے دوران مشہور عالم و زاہد حجتہ الدین یوسف الفندلاوی المغربی نے جام شہادت نوش کیا۔ معین الدین انز نے ان سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی ضعیفی کے باعث واپس چلے جائیں لیکن انہوں نے فرمایا:

"میں نے (اپنی جان) بیچ دی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے خرید لیا ہے اس لیے میں یہ سودا واپس نہیں کروں گا اور نہ وہ اسے واپس لے گا۔"

ان کا اشارہ قرآنی آیت کی جانب تھا۔ جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

چنانچہ یہ جنگ کے لیے آگے بڑھے اور دمشق سے نصف فرسخ پر اسرت کے مقام پر جام شہادت نوش کیا۔ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئی۔ جس سے فرنگی فوجوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور شہنشاہ جرمنی انخعر تک آ گیا۔

---

[1] وہ آیت کریمہ یہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَ اَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ (پارہ ۱۱، سورہ توبہ)۔ مترجم

## عماد الدین زنگی کا انتقال

اس سے قبل موصل کے حاکم عماد الدین زنگی کی ۵۴۱ھ میں وفات ہو گئی تھی اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین غازی موصل کا حاکم بنا اور دوسرا بیٹا نور الدین محمود حلب کا حاکم بنا۔

## مسلمانوں کا اتحاد

موصل کے حاکم سیف الدین غازی سے معین الدین انز نے فوجی امداد مانگی۔ لہٰذا وہ اپنے بھائی نور الدین کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب حمص کے شہر کے نزدیک پہنچا تو فرنگیوں کو جنگ کا الٹی میٹم بھیجا۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ان کا جنگی سازوسامان اور غذا دو حصوں میں تقسیم ہونا شروع ہو گئی۔

اس دوران معین الدین انز نے بھی جرمن فوجوں کو پیغام بھیجا کہ وہ یہ شہر شاہ مشرق یعنی حاکم موصل کے حوالے کر دیں۔ اس نے شام میں مقیم فرنگی فوجوں کو بھی ایک پیغام بھیجا جس میں انہیں متنبہ کیا گیا تھا کہ جب شہنشاہ جرمنی دمشق فتح کر لے گا تو وہ اس کے ساتھ شام میں نہیں رہ سکیں گے۔ اس نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا کہ (اگر وہ واپس چلے جائیں گے) تو ▪ قاشاش کا قلعہ ان کے حوالے کر دے گا۔

(اس پیغام کے بعد) ▪ جرمنی کے شہنشاہ کے پاس گئے اور اسے حاکم موصل کے خطرے سے مطلع کیا اور کہا کہ ▪ دمشق پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

چنانچہ (شاہ جرمنی) اس شہر سے روانہ ہوا اور معین الدین انز نے حسب وعدہ قاشاش کا قلعہ ان کے سپرد کر دیا جرمنی کا شہنشاہ شمندر پار انتہائی شمال مغرب میں اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔

معین الدین انز جرمن فوجوں کے محاصرہ دمشق کے ایک سال بعد ۵۴۴ھ میں انتقال کر گیا۔ وہ سلطنت انق کا قابل ترین سیاست دان تھا۔

## عسقلان پر قبضہ

۵۴۴ھ میں موصل کا حاکم سیف الدین غازی انتقال کر گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین حاکم بنا اور نور الدین محمود حلب اور اس کے مضافات کا حاکم قائم رہا۔

دمشق کو فتح کر کے نور الدین محمود فرنگیوں سے جہاد کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران یہ اتفاق پیش آیا کہ فرنگی فوجوں نے فاطمی خلفاء کے قبضہ سے عسقلان کا علاقہ چھین لیا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ ۵۴۸ھ میں ہوا۔

## فرنگیوں کی من مانی

نور الدین محمود عسقلان کے علاقہ کو ان سے واپس نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس کے درمیان میں دمشق حائل تھا پھر ان فرنگی فوجوں کی ہمت اس قدر بڑھ گئی کہ ▪ عسقلان کو فتح کرنے کے بعد دمشق کو فتح کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ اہل دمشق انہیں ٹیکس ادا کرتے تھے اور وہ یہ ٹیکس وصول کرنے کے لیے اس علاقے میں آتے تھے اور اپنی من مانی کارروائیاں کرتے تھے۔ وہاں جو فرنگی قیدی اپنے وطن جانا چاہتے تھے اسے رہا کرا لیتے تھے۔

## نور الدین کی حکمت عملی

ان حالات کے باعث نور الدین محمود کو فرنگیوں سے زبردست خطرہ محسوس ہوا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ اگر ▪ دمشق پر حملہ کرے گا تو حاکم دمشق فرنگیوں سے ضرور امداد طلب کرے گا۔ اس لیے اس نے حاکم دمشق مجید الدین سے خط و کتابت کی اور تحائف بھیج کر اسے اپنے اعتماد میں لیا۔ اس نے سیاست سے کام لیا۔ اس نے اسے ان امراء و حکام کے خلاف ایک ایک کر کے بھڑکانا شروع کیا جو اس کی قوت مدافعت کا ذریعہ تھے وہ اسے تحریر کرتا تھا کہ فلاں شخص نے اسے لکھا کہ ▪ دمشق اسے دینے کے لیے تیار ہے۔

مجید الدین حاکم دمشق کو جب اس کے ذریعے کسی ایسے شخص کی سازباز کا علم ہوتا تھا تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا ایسا آخری

شخص عطاء بن حافظ السلمی الخادم تھا۔ نور الدین محمود کی مخالفت میں بہت سخت تھا۔ تاہم جب مجید الدین کو اس کے بارے میں بھی اسی قسم کی سازش کی خبر دی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

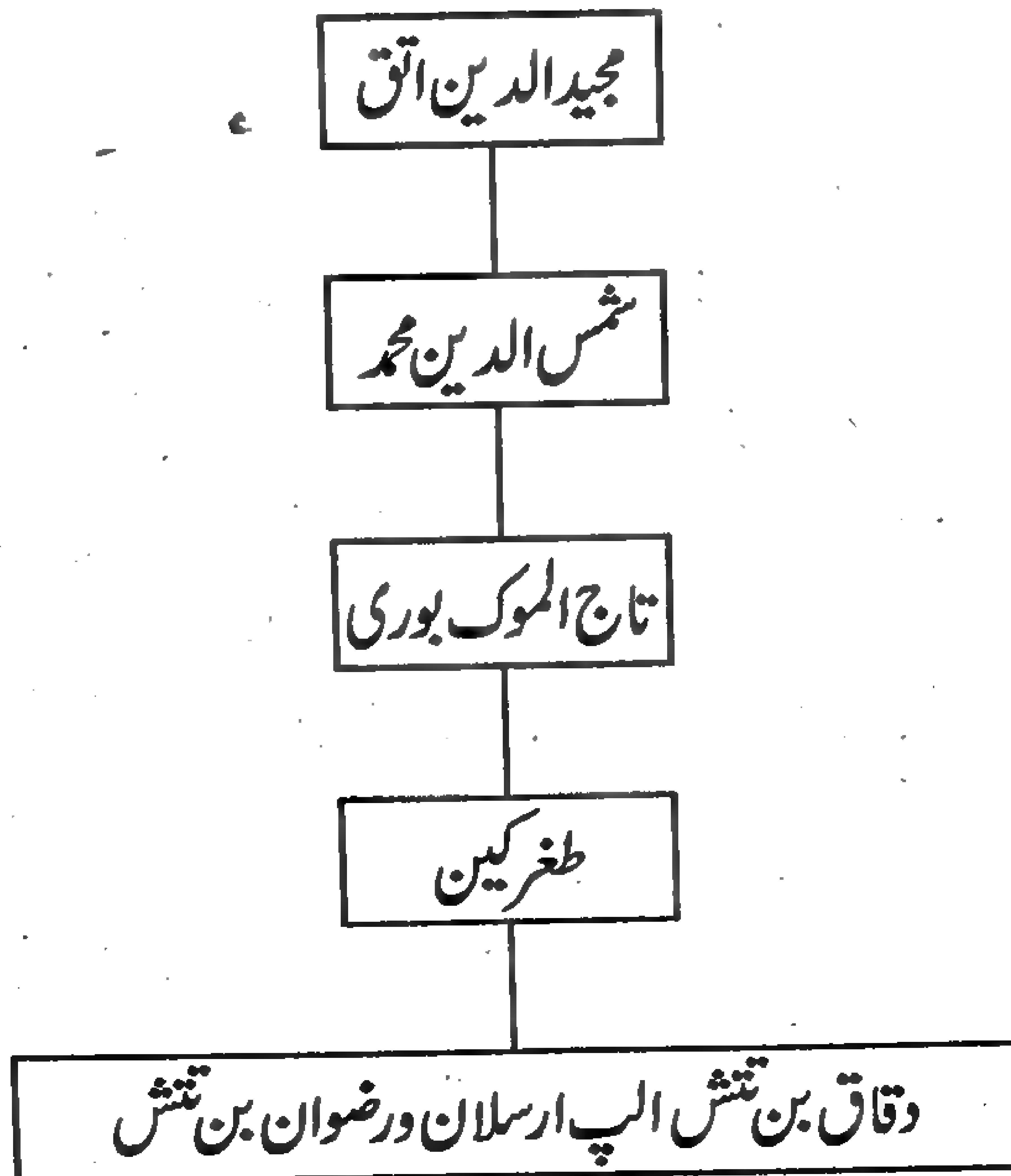
اس دوران نور الدین نے دمشق کے نوجوان طبقہ سے خط و کتابت کر کے اسے اپنی جانب مائل کر لیا تھا اور انہوں نے اس کی حمایت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لہٰذا اب نور الدین دمشق کی جانب روانہ ہوا مجید الدین حاکم دمشق نے فرنگیوں سے فوجی امداد مانگی اور اس کے بدلے میں بعلبک شہران کے سپرد کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اپنی منتشر فوج کو اکٹھا کرنے لگے لیکن ان سے قبل نور الدین دمشق پہنچ گیا۔ اس موقع پر ان نوجوانوں نے بغاوت کر دی جس کی اس سے خط و کتابت تھی۔ انہوں نے شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا۔ جہاں سے نور الدین داخل ہو گیا اور اس کا دمشق پر قبضہ ہو گیا۔

## سلطنت تتش کا خاتمہ

دمشق کے حاکم مجید الدین نے قلعہ میں پناہ لی نور الدین نے بذریعہ خط و کتابت اسے حمص کا شہر اس کے عوض میں حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ وہاں چلا گیا لیکن اس کے بعد اس نے حمص کی بجائے بالس کا علاقہ دینا چاہا' اس پر راضی نہ ہوا اور بغداد چلا گیا۔ جہاں اس نے نظامیہ کے نزدیک گھر تعمیر کروایا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا

دمشق اور اس کے مضافات پر نور الدین محمود زنگی کا قبضہ ہو گیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس طرح شام و ایران سے خاندان تتش کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اصل باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

## خاندانِ تتش کا شجرہ



## باب ۲

# سلجوقی سلطنت قونیہ میں

قطلمش اس خاندان کا بانی تھا۔ اس کے نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے کچھ کا کہنا ہے کہ قطلمش بن بیغو تھا۔ مورخ ابن الاثیر ایک جگہ لکھتا ہے کہ قطلمش طغرل بیگ کا چچا زاد بھائی تھا اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ قطلمش بن اسرائیل سلجوقی خاندان سے تھا۔

اسلامی ممالک میں حکومت کی تلاش کے سلسلہ میں جب سلجوقی امراء منتشر ہو گئے تو قطلمش رومی علاقے میں داخل ہوا اور قونیہ' اقصرا اور اس کے گردونواح کے علاقے پر قابض ہو گیا۔

سلطان طغرل بیگ نے اسے فوج دے کر حاکم موصل قریش بن بدران کے ساتھ روانہ کیا تھا تاکہ وہ دبیس بن مزید کو گرفتار کر سکے جس نے حلبہ میں فاطمی سلطنت کی اطاعت کا اظہار کیا تھا لیکن دبیس اور بساسیری نے انہیں شکست سے ہمکنار کیا۔

طغرل بیگ کے بعد جب سلطان الپ ارسلان مسند نشین ہوا تو قطلمش نے سلطان کے خلاف بغاوت کی اور رے پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

۴۵۶ھ میں الپ ارسلان نے اس سے جنگ کی اور قطلمش کو اس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ مارا گیا۔ اس کی لاش مقتولوں کی لاشوں کے درمیان سے ملی۔ الپ ارسلان کو اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا اور اس نے اس کا سوگ منایا۔

### سلیمان کی کامیابی

پھر اس کا بیٹا سلیمان اس کے مقبوضہ علاقوں یعنی قونیہ' اقصر اور اس کے گردونواح کے علاقوں کا حاکم بنا۔ اس نے رومیوں کے قبضہ سے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کے شہر کو چھین لیا جس پر وہ ۳۵۸ھ سے قبضہ کیے ہوئے تھے اس نے اسے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

مسلم بن قریش حاکم موصل انطاکیہ کے رومیوں سے ٹیکس وصول کرتا تھا جب سلیمان نے اسے فتح کر لیا تو اس نے اس سے یہ ٹیکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب اس نے اس سے انکار کیا تو مسلم نے انطاکیہ کا محاصرہ کرنے کے لیے عربوں اور ترکمانوں کی فوجیں اکٹھی کیں اور اس کے ساتھ ترکمانی سپہ سالار جق بھی تھا ۴۷۸ھ میں فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں ترکمانی سپہ سالار جق اپنی فوج کے ساتھ سلیمان کی فوجوں کے ساتھ شامل ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

### سلیمان کا خاتمہ

اس کے بعد سلیمان بن قطلمش حلب کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوا انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اس سے مہلت مانگی تاکہ سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے خفیہ طور پر تتش حاکم دمشق سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ تاج الدولہ تتش تیز رفتاری کے ساتھ فوج لے کر آیا۔ راستے میں سلیمان بن قطلمش کی فوج غافل ہو کر آرام کر رہی تھی۔ چنانچہ جب تتش کی فوج سے قطلمش کے بیٹے سلیمان کی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سلیمان نے اپنے آپ کو خنجر مار کر خودکشی کر لی اور تتش نے اس کے سارے لشکر میں لوٹ مار شروع کر دی۔

### قلیج ارسلان کی حکومت

پھر اس کا بیٹا قلیج ارسلان کا حاکم ہوا اور حکومت کرتا رہا۔ جب ۴۹۰ھ میں فرنگی فوج لے کر شام کے ساحلی علاقے کی جانب روانہ

ہوئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کی راہ اختیار کی۔ روم کے بادشاہ نے انہیں اس راستے پر سے اس شرط کے ساتھ گزرنے کی اجازت دی کہ وہ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد اس کے قبضے میں دے دیں۔ انہوں نے یہ شرط مان لی اور قسطنطنیہ کی خلیج کو عبور کر کے وہ قلیج ارسلان بن سلیمان کے علاقے سے گزرے تو قلیج ارسلان نے حملہ کر کے قونیہ کے نزدیک ان فرنگی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ فرنگی فوج نے اسے شکست دی اور ابن لیون الارس کے علاقے پہنچ گئے وہاں سے گزر کر انطاکیہ پہنچے وہاں باغیسیان نامی ایک سلجوقی حاکم تھا وہ محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک روز اس مقصد کے لیے مسلمانوں نے کام کیا اور دوسرے روز عیسائیوں نے خندق کھودی۔

## انطاکیہ پر قبضہ

بالآخر فرنگی فوجیں وہاں پہنچ گئیں اور انہوں نے اس شہر کو نو مہینے تک محاصرہ میں رکھا اس کے بعد کچھ محافظ دستوں نے شہر کی فصیل سے نکل کر انہیں کچھ سرنگوں کے راستے سے اندر داخل کرایا شہر میں داخل ہونے کے بعد ان فوجوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

باغیسیان صلح کی نیت سے نکلا اور فرار ہو گیا لیکن ایک ارمنی نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر فرنگی فوجوں کے پاس لے گیا پھر فرنگیوں کا ایک حاکم اس شہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

حلب اور دمشق کے حکام نے اہل انطاکیہ کی مدد کے لیے پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن فرنگی فوجوں نے ان سے مصالحت کے لیے خط و کتابت کی اور وعدہ کیا کہ وہ انطاکیہ کے علاوہ اور کسی مقام پر قبضہ نہیں کریں گے چنانچہ ان کے اس وعدہ کے بعد انہوں نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور باغیسیان کی فوجی مدد کرنے سے باز رہے۔

## فرنگیوں سے جنگیں

اس دوران ترکمانی فوجیں عراق کے گرد و نواح میں پھیل گئی تھیں اور کمشتگین بن طلبق نے جس کا والد دانشمند بمعنے معلم شہرت رکھتا تھا، انطاکیہ کے نزدیک رومی علاقہ سیواس پر قابض ہو گیا۔ اسی کے نزدیک ملطیہ کے علاقے کو ایک دوسرے ترکمانی سردار نے فتح کر لیا تھا اور اس کے اور دانشمند کے مابین جنگیں ہوتی رہتی تھیں اس لیے ملطیہ کے حاکم نے فرنگیوں سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ انطاکیہ کا ایک فرنگی سردار ۴۹۳ھ میں پانچ ہزار کا لشکر لے کر پہنچا۔ ابن دانشمند نے اس کا مقابلہ کیا اور اس فرنگی سردار کو شکست دے کر اسے قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد مزید فرنگی فوجیں اس کو چھڑانے کے لیے آئیں۔ انہوں نے قلعہ انکوریہ کے نزدیک جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے، جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ پھر وہ دوسرے قلعہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے جہاں اسماعیل بن دانشمند تھا۔ انہوں نے اس قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔

اس دوران ابن دانشمند نے کافی فوج اکٹھی کر لی تھی اور فوج کی ایک بڑی تعداد کو ایک کمین گاہ میں چھپا کر جنگ شروع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد کمین گاہ سے اس کی بہت بڑی فوج نکلی اور اس نے پلٹ کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ دشمن کا کوئی آدمی بھی زندہ نہ بچا۔

پھر اس نے پیش قدمی کر کے ملطیہ کو فتح کر لیا اور اس کے حاکم کو قید کر لیا۔ اس کے بعد انطاکیہ سے مزید فرنگی فوج آئی‘ اسے بھی شکست ہوئی۔

## جکرمس کی گرفتاری

ایک سلجوقی سپہ سالار‘ موصل‘ جزیرہ دیار بکر کے علاقے کا حاکم تھا‘ اس نے بغاوت کا ارادہ کیا تو سلطان نے موصل اور اس کے مضافات کا علاقہ جاولی کو دے دیا اور اپنے سپہ سالار کو حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے روانہ ہو جائیں چنانچہ جاولی روانہ ہو گیا۔

جکرمس کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو وہ موصل سے اربل کی جانب روانہ ہوا اور اس نے اربل کے حاکم ابو الہیجاء بن موسک الکردی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس اثناء میں جاولی بوزیج پہنچ گیا تھا‘ لہٰذا جکرمس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور جکرمس اکیلا رہ گیا چنانچہ جاولی نے اسے گرفتار کر لیا۔

## موصل کا محاصرہ

بچی کھچی شکست خوردہ فوج موصل پہنچی اور اس نے جکرمس کی جگہ اس کے کم سن بیٹے زنگی کو حاکم بنایا اور اس کے والد کے آزاد کردہ

غلام غزغلی نے سلطنت کا انتظام سنبھالا۔ قلعہ اس کے قبضے میں تھا اور اس نے فوج میں مال و دولت اور گھوڑے تقسیم کیے اور جاولی کا جنگی مقابلہ کرنے کے لیے تیاریاں مکمل کر لیں۔اس نے صدقہ بن مزید' برستی اور رومی علاقوں کے حاکم قلیج ارسلان سے فوجی امداد کے لیے خط و کتابت کی اور ان میں سے ہر ایک سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ جب وہ جاولی کو مقابلہ میں شکست دے دیں گے تو وہ انہیں موصل کی حکمرانی پر فائز کر دے گا۔

اس پیغام کی جانب صدقہ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ اس دوران جاولی موصل پہنچ گیا اور اس نے اسے محاصرہ میں لے لیا'اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر ▪ شہر کو اس کے حوالے نہیں کریں گے تو جکرمس کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

جاولی کو محاصرہ کے دوران یہ اطلاع ملی کہ قلیج ارسلان اپنی فوجیں لے کر نصیبین کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ یہ خبر سن کر اس نے موصل کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سنجار کی جانب روانگی اختیار کی۔

برستی جاولی کے چلے جانے کے بعد وہاں پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو اطاعت کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے اس نے واپسی اختیار کی۔

## قلیج ارسلان کی کامیابی

حاکم دمشق رضوان نے فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جاولی کو بلوایا تو وہاں کوچ کر گیا۔ اس کے بعد جکرمس کی فوجیں موصل سے روانہ ہوئیں'انہوں نے نصیبین کے مقام پر قلیج ارسلان کے پاس پہنچ کر اس سے معاہدہ کر لیا اور اسے موصل لا کر ۵۰۰ھ میں ماہ رجب کے آخر میں اپنا حاکم بنا لیا۔ جکرمس کا بیٹا اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل کر چلے گئے۔ ان کا غزغلی کے قلعہ پر قبضہ ہو گیا تھا۔

حتیٰ کہ قلیج ارسلان موصل کے تخت پر بیٹھا اور خلیفہ کے بعد اپنا نام مساجد کے خطبوں میں شامل کیا۔ اس نے فوج کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور عوام پر عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔ اس کے ساتھیوں میں ابراہیم ابن نیال ترکمانی حاکم آمد اور محمد بن جق ترکمانی حاکم قلعہ زیاد جسے خرت برت بھی کہا جاتا ہے'شامل تھے۔

## قلادروس

رومی حاکم قلادروس خرت برت پر قابض تھا۔ اور رہا اور انطاکیہ بھی اس کے مقبوضات میں شامل تھے لیکن انطاکیہ کو سلیمان بن قتلمش نے فتح کر لیا تھا اور دیار بکر کے علاقے کو فخر الدولہ بن جہیر نے سر کر لیا تھا۔ اس طرح قلادروس کی قوت میں کمی واقع ہو گئی اور خرت برت کے قلعہ کو بھی جق نے اس سے چھین لیا تھا۔ آخر کار قلادروس نے سلطان ملک شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا'سلطان نے اسے رہا کا علاقہ دیا جہاں ▪ مرتے دم تک مقیم رہا۔ پھر جق نے اس علاقہ کو اور اس کے نزدیکی قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد بن جق اس کا جانشین بنا۔

## فرنگیوں سے لڑائی

فرنگی حاکم سمند انطاکیہ کا حاکم تھا'اس کے اور قسطنطنیہ کے بادشاہ روم کے درمیان ناراضگی ہو گئی جو بڑھتی گئی۔ آخر کار سمند حاکم انطاکیہ نے فوج لے کر رومی علاقے پر چڑھائی کی۔ ان حالات میں شاہ روم نے قلیج ارسلان سے فوجی امداد مانگی تو ▪ رومی لشکر کی مدد کے لیے گیا اور ان دونوں فوجوں نے مل کر فرنگی فوجوں کو شکست دی اور انہیں گرفتار کر لیا۔ شکست خوردہ فوج اپنے علاقوں میں واپس آ گئی اس کے بعد انہوں نے جزیرہ کے مقام پر قلیج ارسلان سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا لیکن اس اثناء میں انہیں اس کی موت کی اطلاع ملی تو انہوں نے واپسی اختیار کی۔

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ قلیج ارسلان نے موصل اور دیار بکر کے علاقوں کو فتح کر لیا تھا'اور حکمرانی قائم کر لی تھی'وہاں کا سابق حکمران جاولی سکاوو' سنجار چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے رحبہ کے مقام کی جانب چلا گیا تھا وہاں کے حاکم محمد بن اسباق نے جو شیبانی خاندان سے تھا۔ دقاق کی ہلاکت کے بعد قلیج ارسلان کا نام خطبہ میں داخل کر لیا تھا۔

## جاولی کی کامیابی

جاولی نے جب اس مقام کا محاصرہ کیا تو حلب کے حاکم رضوان بن تتش نے فرنگیوں کے مقابلے کے لیے اس سے فوجی امداد مانگی کیونکہ وہ اسی کے علاقے میں شامل ہو گئے تھے اس نے وعدہ کیا کہ محاصرہ ختم ہونے کے بعد وہ فوجی امداد دے گا۔ اس دوران رضوان خود اس کے پاس پہنچ گیا۔ اب محاصرہ بہت شدید ہو گیا تھا اس لیے اہل رحبہ میں سے کچھ لوگوں نے غداری کی اور رات کے وقت انہوں نے جاولی کے ساتھیوں کو شہر میں داخل کرا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی فوج نے اگلے روز ظہر تک شہر میں لوٹ مار کی آخر کار رحبہ کے حاکم محمد شیبانی کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور اس نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد جاولی نے وہاں سے واپسی اختیار کی۔

## قلیج ارسلان کا خاتمہ ۔

قلیج ارسلان کو جب یہ اطلاع ملی تو جاولی کے مقابلہ کے لیے موصل سے چل پڑا اور اس نے اپنے کم سن بیٹے ملک شاہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کی مدد کے لیے ایک سردار کو نگران بنایا۔ جب وہ فوج لے کر سرحد کے نزدیک پہنچا تو شہر آمد کا حاکم ابراہیم بن نیال اپنی فوج لے کر اپنے شہر واپس آ گیا مگر قلیج ارسلان نے طویل جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور اس نے اپنے اس لشکر کو بلوایا جس نے فرنگیوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تھی۔ چنانچہ اس کے پاس آئے۔ لیکن اس دوران جاولی نے اس کی فوج کی مختصر تعداد کو غنیمت جانا۔ اس لیے اس سال ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں اس نے حملہ کیا اور زبردست جنگ شروع ہوئی۔ قلیج ارسلان نے بذات خود جاولی پر حملہ کیا اور اس کے علم بردار کو گرا دیا اس کے مقابلے میں جاولی نے اپنی تلوار سے حملہ کیا اور جاولی کے دیگر ساتھیوں نے بھی اس پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی۔ قلیج ارسلان نے (غیرت و شرم کی وجہ سے) اپنے آپ کو پانی میں ڈبو کر اپنا خاتمہ کر لیا۔

بالآخر جاولی نے موصل پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد کا نام مساجد کے خطبوں میں دوبارہ شامل کرایا اور اس کے پاس قلیج ارسلان کے بیٹے ملک شاہ کو بھیج دیا۔ قونیہ اور اقصرا اور دیگر رومی شہروں میں (موجودہ ترکی مقبوضات پر) اس کا بیٹا مسعود حاکم ہوا اور اس کی سلطنت جوں کی توں رہی۔

## ملطیہ پر قبضہ

ایک ترکمانی حاکم ملطیہ اور سیواس پر قابض تھا۔ اس کی قونیہ کے حاکم سے جنگ رہتی تھی اس جنگ میں کمشتکین بن دانشمند مارا گیا تھا اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا محمد حاکم ہوا۔ یہ بھی اپنے والد کی طرح فرنگی فوجوں سے لگاتار جنگ کرتا رہا اور ۵۳۷ھ میں انتقال کیا اس کے انتقال کے بعد مسعود بن قلیج ارسلان نے اس کے اکثر مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور کچھ حصہ اس کے بھائی باغی ارسلان بن محمد کے قبضے میں رہا۔

مسعود بن قلیج ارسلان ۵۵۱ھ میں وفات پا گیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا قلیج ارسلان دوم ہوا۔ حاکم ملطیہ باغی ارسلان کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قلیج ارسلان نے شاہ طلیق بن علی بن ابی القاسم کی بیٹی سے نکاح کیا اس کے باپ نے اسے بہت جہیز اور سازوسامان دے کر بھیجا۔ راستے میں حاکم ملطیہ باغی ارسلان نے اس قافلہ کو لڑکی سمیت لوٹ لیا اور اس لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے ذوالنون بن محمد بن دانشمند کے ساتھ کرا دیا اور اس کا طریقہ یہ نکالا اور یہ مشورہ دیا کہ لڑکی مرتد ہو جائے تاکہ نکاح فسخ ہو جائے پھر اسلام لانے کے بعد اس لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر دی۔

قلیج ارسلان نے اس واقعہ کے بعد اپنی فوجوں کو جمع کر کے باغی ارسلان پر حملہ کر دیا لیکن باغی ارسلان نے اسے شکست دی۔ اس دوران شاہ روم نے فوجی امداد مانگی تو اسے مدد دی اور اسی دوران باغی ارسلان نے کوچ کیا تو اس کا بھتیجا ابراہیم بن محمد اس کا جانشین ہوا۔ قلیج ارسلان نے یہ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس کے کچھ علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی ذالنون بن محمد نے بھی قیساریہ کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور قلیج ارسلان کے بھائی شاہ بن مسعود کے پاس صرف انکوریہ (انقرہ) کا شہر رہ گیا۔ کچھ مدت تک یہی صورت حال رہی پھر قلیج ارسلان اور نور الدین محمود زنگی کے درمیان ناراضگی ہو گئی اور جنگ پر تیار ہو گئے۔ صالح بن زریک نے مصر سے قلیج ارسلان کو تحریری طور پر اس بات کی ممانعت کی۔

جب ابراہیم بن محمد بن دانشمند کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ذوالنون حاکم ہوا تو قلیج ارسلان نے اس پر حملہ کر دیا اور ملطیہ

کا علاقہ اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

## نور الدین کی پیش قدمی

اس کے بعد نور الدین محمود بن زنگی نے ۵۶۸ھ میں قلیج ارسلان دوم بن مسعود کے مقبوضہ علاقوں یعنی ملطیہ' سیواس اور اقصرا کی جانب پیش قدمی کی جب ■ وہاں پہنچا تو قلیج ارسلان دوم اس کے پاس معذرت کرتے ہوئے پہنچا اور اس کی آؤ بھگت کی اور اس ملک کو فتح کرنے سے روک دیا۔

اس نے ذوالنون بن دانشمند کو اس کے پاس سفارش کے لیے بھیجا لیکن اس نے سفارش قبول نہیں کی۔ چنانچہ اس نے لشکر کشی کر کے مرعش اور نہسنا اور اس کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ میں اسی سال پیش آیا۔

ایک لشکر اس نے سیواس کی جانب بھیجا جس نے جا کر سیواس پر قبضہ کر لیا۔ اس پر قلیج ارسلان دوم صلح کی جانب مائل ہوا اور اس نے نور الدین عادل کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور حسن سلوک کا طلبگار ہوا۔ چونکہ ■ فرنگی فوجوں کی جانب سے بہت پریشان تھا۔ اس لیے اس نے ان شرائط پر صلح کی کہ وہ جہاد کے لیے فوجی امداد بھیجے اور یہ کہ سیواس کا علاقہ اس کے نمائندے ذوالنون بن دانشمند کے قبضہ میں رہے گا۔

اس کے بعد ممالک کی تقسیم کے بارے میں خلیفہ کا فرمان آیا جس میں قلیج ارسلان خلاط اور دیار بکر کے بارے میں بھی احکام مذکور تھے۔ اور جب نور الدین کا انتقال ہو گیا تو قلیج ارسلان نے ذوالنون کو سیواس سے نکال دیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

## قلیج ارسلان دوم کی ناراضگی

ایشیائے کوچک (رومی علاقوں) کے حاکم قلیج ارسلان دوم بن مسعود نے دیار بکر کے قلعہ کیفا وغیرہ کے حاکم نور الدین محمود بن قلیج ارسلان سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا اور اسے اس سلسلے میں کئی قلعے بھی دے دیئے تھے لیکن اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ ٹھیک سلوک نہیں کیا اور اس کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر لی تھی اور اسے چھوڑ دیا تھا۔

لڑکی کے والد قلیج ارسلان دوم کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ دیار بکر میں اپنے داماد نور الدین کے علاقے پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے۔

اس کے داماد نے صلاح الدین بن ایوب کو درمیان میں ڈالا اور اس کی سفارش کرائی لیکن اس نے اس کی سفارش بھی قبول نہیں کی، اس نے یہ جواب دیا کہ وہ ان قلعوں کو واپس لینا چاہتا ہے جسے اس نے شادی کے وقت عطیہ کے طور پر دیئے تھے۔

اس بات سے صلاح الدین بہت رنجیدہ ہوا اس زمانے میں وہ فرنگی فوجوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا لہٰذا اس نے ان کے ساتھ صلح کی اور خود لشکر لے کر رومی علاقے کی جانب روانہ ہوا۔ شام میں الصالح اسماعیل بن نور الدین محمود تھا صلاح الدین وہاں سے تل ناشر کے راستے سے زعبان پہنچا اور وہاں اس نے حاکم کیفا نور الدین محمود سے بات چیت کی۔

## صلح کی کوشش

اس دوران قلیج ارسلان دوم نے اس کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اس کے داماد کے سلوک کے بارے میں بتایا لیکن وہ اس قاصد پر بڑا ناراض ہوا اور اسے دھمکی دی کہ ■ اس کے ملک پر قبضہ کر لے گا۔ قاصد نے صلاح الدین کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کیا اور خفیہ طور پر صلاح الدین کو سمجھایا کہ اس نے ایک عورت کی خاطر جہاد کو ملتوی کیا اور دشمن سے صلح کر کے فوجوں کو اکٹھا کر کے وہ یہاں آیا ہے اس میں اس کا زبردست خسارہ ہے۔ اگر قلیج ارسلان دوم کی بیٹی اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ ناچاقی کے سلسلے میں اس سے منصفانہ فیصلے کے لیے درخواست کرتی ہے اسے اس کا حق حاصل ہے۔

اس کا یہ مشورہ صلاح الدین کو پسند آیا اور اس نے اس ایلچی کو حکم دیا کہ ■ ان کے درمیان صلح کرائے اور اس صلح میں ■ بھی اس کا مددگار ہو گیا۔ لہٰذا ایلچی نے ان کی صلح کرا دی اور یہ شرط رکھی کہ وہ ایک برس کے بعد اس عورت کو طلاق دے گا۔ اس نے نور الدین سے اس قسم کا معاہدہ کرایا جو اس نے پورا کیا۔ اس طرح ہر ایک اپنے شہر کی جانب چلا گیا۔

## بیٹوں کا جھگڑا

۵۸۷ھ میں قلیج ارسلان دوم نے اپنے مقبوضہ علاقوں کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ قونیہ اور اس کے مضافات کا علاقہ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کیخسرو کو دے دیا اور اقصرا و سیواس کا علاقہ قطب الدین کو دیا اور دو قاط کا علاقہ رکن الدین سلیمان کو اور انقرہ یا انکوریہ کا علاوہ محی الدین کو اور ملطیہ عز الدین قیصر شاہ کو دیا۔ کچھ حصہ مغیث الدین کو اور قیساریہ نور الدین محمود کو دیا۔ نکسار اور اماسا اپنے دونوں بھتیجوں کے حوالے کر دیئے۔

اس کے بیٹے قطب الدین کا اثر اس پر بہت زیادہ تھا اس لیے اس نے اسے آمادہ کیا کہ وہ قیصر شاہ کے قبضے سے ملطیہ چھین لے چنانچہ اس نے یہ علاقہ اس سے چھین لیا اس واقعہ کے بعد قیصر شاہ' صلاح الدین بن ایوب کے پاس پہنچا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے۔ صلاح الدین نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنے بھائی العادل کی بیٹی سے اس کی شادی کرا دی اس کے بعد اس نے اس کے بھائی اور باپ کے پاس اس کی سفارش کی جو انہوں نے قبول کر لی اور اسے ملطیہ کا علاقہ واپس کر دیا۔

اس کا بیٹا رکن الدین پھر اس پر مسلط ہو گیا اور اس نے اس کے شہر میں اختیار الدین حسن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس پر اس کے باقی بیٹے اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے اور قطب الدین اپنے باپ کو پکڑ کر قیساریہ لے گیا تاکہ وہ اس علاقے کو اس کے بھائی سے چھین کر اسے دے دے لیکن قلیج ارسلان بھاگ کر قیساریہ جا پہنچا اور قطب الدین نے قونیہ اقصرا جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔

پھر قلیج ارسلان دوم کی یہ حالت ہو گئی کہ کبھی وہ ایک بیٹے کے پاس رہتا تھا اور کبھی دوسرے بیٹے کے پاس پہنچتا تھا لیکن وہ سب اس سے بے رخی برتتے تھے۔ آخر کار قونیہ کے حاکم غیاث الدین کیخسرو سے اس نے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اسے امداد دی اور اس کے ساتھ قونیہ پہنچ کر اس پر اسے قابض کرا دیا۔

اس کے بعد وہ اقصرا کی جانب روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس دوران قلیج ارسلان دوم بیمار ہو گیا اور وہ قونیہ واپس چلا گیا اور وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔

## قلیج ارسلان کا انتقال

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹوں کا جھگڑا اس سے اس بات پر ہوا کہ اسے اپنے بیٹوں میں علاقوں کی تقسیم پر پشیمانی ہوئی اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے قطب الدین کو اپنا سارا علاقہ دے دے اس پر وہ تمام ناراض ہو گئے اور اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے۔ وہ اپنے بیٹوں کے پاس باری باری جاتا تھا۔ آخر کار اس کے بیٹے کیخسرو حاکم قونیہ نے اس کی اطاعت قبول کی تو وہ اس کے ساتھ فوج لے کر اس کے بھائی محمود کے علاقہ کی جانب روانہ ہوا اور قیساریہ کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اسی محاصرہ کی حالت میں قلیج ارسلان کا انتقال ہو گیا اس وقت غیاث الدین قونیہ چلا گیا۔

قلیج ارسلان دوم کا قونیہ میں یا قیساریہ میں انتقال ہو گیا اس کا انتقال ۵۸۸ھ کے سال کے درمیانی عرصہ میں ہوا اس نے ستائیس سال تک حکومت کی۔ وہ انصاف پسند' سیاستدان اور بارعب حکمران تھا اور اس نے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

## قطب الدین کا انتقال

اس کا جب انتقال ہوا تو اس وقت اس کا ایک بیٹا غیاث الدین کسنجر' قونیہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم تھا اور اس کا بھائی قطب الدین انقرا اور سیواس کا حاکم تھا۔ قطب الدین جب کبھی ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی جانب جاتا تھا تو راستے میں قیساریہ کا شہر پڑتا تھا جہاں شہر سے باہر اس کا بھائی نور الدین محمود اس سے ملاقات کرتا تھا۔ وہ ایک مدت تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا۔ پھر اس نے اچانک اس کے ساتھ غداری کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن قیساریہ میں اس کے ساتھیوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ ان کا سربراہ حسن تھا۔ اس نے اس کو بھی اپنے بھائی کے ساتھ قتل کر دیا اس کے بعد شہر والوں نے اس کی اطاعت قبول کی اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا لیکن بہت جلد اس واقعہ کے بعد قطب الدین کا بھی انتقال ہو گیا۔

## رکن الدین سلیمان کی پیش قدمی

قطب الدین کے انتقال کے بعد دو قاطہ کے حاکم رکن الدین سلیمان نے اپنے باپ کے سارے رومی علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے قطب الدین کے مقبوضات میں سیواس' اقصرا اور قیساریہ کی جانب لشکر کشی کی اور ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے قونیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو شکست دی اور قونیہ پر قبضہ کر لیا غیاث الدین شام کی طرف فرار ہو گیا۔

پھر رکن الدین سلیمان نے نکسارا اور اماسا پر بھی قبضہ کر لیا پھر ۵۹۷ھ میں ملطیہ بھی معزالدین قیصر شاہ سے چھین لیا اور معزالدین العادل ابوبکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے بعد ارزن الروم پہنچا جو قدیم شاہی خاندان کے شاہ محمد بن خلیق کے بیٹے کے قبضہ میں تھا جب اس کا حاکم اس سے صلح کرنے کے لیے آیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر فتح کر لیا اس طرح رکن الدین سلیمان انقرہ کے علاوہ اپنے بھائیوں کے تمام مقبوضہ علاقوں کا واحد حاکم بن گیا۔ انقرہ کا قلعہ بہت مضبوط تھا (اس لیے اسے جلد فتح نہیں کر سکا) اس کو فتح کرنے کے لیے اس نے کافی فوج جمع کی اور تین روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے خفیہ طور پر کسی شخص کو بھیجا جس نے اس کے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا' اس کے بعد اس نے ۶۰۱ھ میں انقرہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

## رکن الدین کا انتقال

رکن الدین سلیمان کا ذوالقعدہ ۶۰۱ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قلیج ارسلان سوم حاکم ہوا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک حکومت نہیں کر سکا۔ رکن الدین ایک قابل ترین حاکم تھا۔ دشمنوں کے لیے بہت سخت تھا البتہ وہ فلسفیانہ خیالات کی جانب زیادہ رغبت رکھتا تھا۔

## غیاث الدین کا انجام

رکن الدین سلیمان نے جب غیاث الدین کیخسرو کا قونیہ کا علاقہ چھین لیا تھا تو وہ حلب گیا تھا جہاں الظاہر غازی بن صلاح الدین حکمران تھا' اس نے اس کا استقبال نہیں کیا تو وہ قسطنطنیہ چلا گیا۔ جہاں شاہ روم نے اس کا استقبال کیا اور وہاں کے ایک مذہبی پیشوا (بشپ) نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس کی شادی کر دی اس پادری کا قسطنطنیہ کے مضافات میں ایک قلعہ بند گاؤں تھا چنانچہ جب فرنگی فوجوں نے قسطنطنیہ پر ۶۰۰ھ میں قبضہ کر لیا تو غیاث الدین اپنے اس خسر کے قلعے میں جو پادری تھا پناہ گزین ہو لہذا اسی سال اسے اپنے بھائی کی موت کی اطلاع ملی اس کے ساتھ ساتھ قونیہ کے بعض حکام نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ قونیہ آ کر قونیہ پر حکومت کرے لہٰذا وہ وہاں پہنچ گیا۔ پہلے اہل شہر محصور ہو گئے پھر ان کی فوجیں نکل کر حملہ آور ہوئیں اور شکست دے دی اور وہ کسی شہر کی طرف فرار ہو کر قلعہ میں بند ہو گیا۔

اس کے بعد اقصرا کے باشندے اس کے حمایتی ہو گئے اور انہوں نے اپنے حاکم کو نکال دیا۔ جب قونیہ کے باشندوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے بھی قلیج ارسلان سوم بن رکن الدین کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے گرفتار کر لیا اور غیاث الدین کو بلوا کر اسے حاکم بنا لیا اور اس کے بھتیجے کو اس کے سپرد کر دیا۔

اس کا دوسرا بھائی قیصر شاہ اپنے خسر العادل ابوبکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا تھا اور جب رکن الدین نے جو اس کا بھائی تھا' ملطیہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا تھا تو اس نے اپنے خسر سے فوجی امداد مانگی تھی۔ اس نے رہا جانے کا حکم دے دیا۔

اس دوران غیاث الدین طاقتور حاکم ہو گیا تھا۔ چنانچہ شیمشاط کا حاکم علی بن یوسف اور خرت برت کا حاکم نظام الدین بن ارسلان اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ اس کی قوت بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ کے حاکم اشکری نے ۶۰۷ھ میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## انقرہ پر قبضہ

غیاث الدین کیخسرو جب قتل ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا کیکاؤس حاکم ہوا۔ عوام نے اس کا لقب الغالب باللہ رکھا۔ ارزن الروم کے حاکم طغرک شاہ بن قلیج ارسلان نے جو اس کا چچا تھا' اس کے برخلاف اپنی حکومت کا دعوی کیا اور اس مقصد کے لیے وہ اپنے بھتیجے کے

خلاف جنگ کے لیے روانہ ہو اور سیواس میں اس محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران اس کے بھائی کیقباد بن کیخسرو نے انکوریہ (انقرہ) کو فتح کر لیا۔
کیکاؤس نے الملک العادل حاکم دمشق سے مدد مانگی چنانچہ اس نے اس کی امداد کے لیے فوجیں بھیجیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پیشتر طغرک سیواس سے کوچ کر گیا تھا لہٰذا کیکاؤس پہلے انکوریہ (انقرہ) گیا اور اسے اپنے بھائی کیقباد کے قبضہ سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا لیکن اس کے حکام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
اس کے بعد اپنے چچا طغرک سے جنگ کرنے کے لیے ارزن الروم گیا اور ۶۱۰ھ میں اس پر فتح حاصل کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

## کیکاؤس کی پیش قدمی

حلب کا حاکم الظاہر بن صلاح الدین تھا اس کے زمانے میں حلب کا ایک باشندہ اس سے بھاگ کر کیکاؤس کے پاس پہنچ گیا تھا اس نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ حلب کو فتح کر لے کیونکہ اس پر قبضہ کرنا انتہائی آسان ہے اور اس کے بعد وہ دیگر علاقوں پر بھی قبضہ کر سکتا ہے۔
پھر جب الظاہر کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا کم سن بیٹا حاکم ہوا تو کیکاؤس کے خیال نے عملی جامہ پہنا اور حلب پر قبضہ کرنے کے بارے میں اس کا ارادہ پکا ہو گیا۔
اس نے افضل بن صلاح الدین ابن شیمشاط کو اس کے ساتھ کوچ کرنے کے لیے بلوایا اس نے یہ معاہدہ کیا کہ مساجد کے خطبوں میں کیکاؤس کا نام لیا جائے گا اور حلب اور اس کے مضافات کے علاقوں پر افضل حکومت کرے گا لیکن جب الاشرف کے قبضہ سے حران' الرہا اور الجزیرہ کے دیگر شہر چھین لیے جائیں گے تو اس کا حکمران کیکاؤس ہو گا۔
یہ معاہدہ کرنے کے بعد وہ ۶۱۵ھ میں مشترکہ افواج لے کر روانہ ہوئے پہلے انہوں نے قلعہ اغبان پر قبضہ کیا اور معاہدہ کی شرائط کے مطابق افضل نے اس کا اقتدار سنبھالا۔ پھر انہوں نے قلعہ تل ناشر پر قبضہ کیا تو کیکاؤس نے اسے اپنے قبضہ میں رکھا' جس سے افضل کو شبہ ہوا پھر ابن الظاہر حاکم حلب نے حاکم جزیرہ' خلاط' اشرف بن االعادل سے ان شرائط کے ساتھ فوجی امداد طلب کی کہ اس کا نام خطبہ میں پڑھا جائے گا اور سکہ پر اس کا نام کندہ کیا جائے گا۔

## کیکاؤس کو شکست

اس کی مدد کے لیے اشرف بن العادل روانہ ہوا اس کے ساتھ مشہور قبیلہ عرب طے کی فوجیں بھی موجود تھیں اس نے حلب کے بیرونی میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ اس دوران کیکاؤس اور افضل ملبنج چلے گئے تھے اس لیے ان کے ہراول دستوں نے الظاہر کے ہراول دستوں کا مقابلہ نہ کیا۔ کیکاؤس کا لشکر شکست کھا کر اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی فرار ہو گیا۔
اس کے بعد اشرف اغبان اور تل ناشر کے قلعوں کی جانب روانہ ہوا وہاں کیکاؤس کی فوجیں تھیں' اس نے انہیں شکست دے کر حاکم کے حوالے کیا۔ اس نے انہیں آگ میں جلا دیا پھر اشرف نے دونوں قلعوں کو حاکم حلب' شہاب الدین بن الظاہر کے حوالے کر دیا۔ اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ اس کا باپ الملک العادل کا مصر میں انتقال ہو گیا ہے اس لیے اس نے رومی علاقوں کی جانب پیش قدمی کرنے کا ارادہ تبدیل کر دیا۔

## کیکاؤس کا انتقال

کیکاؤس نے اشرف سے جنگ کے بعد یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اشرف کے علاقہ الجزیرہ پر حملہ کرے گا اس نے آمد اور اربل کے حاکموں کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا' یہ دونوں حکام اس کے نام کا خطبہ پڑھواتے تھے۔ وہ ملطیہ کی جانب روانہ ہوا تاکہ اشرف موصل کی حفاظت سے غافل ہو جائے اور اسے حاکم اربل فتح کر لے لیکن اس دوران وہ راستے ہی میں بیمار ہو گیا اور اپنے وطن لوٹ گیا۔ وہاں وہ ۶۱۶ھ میں انتقال کر گیا اس کے تمام بچے کم سن تھے اس لیے اس کی فوج نے اس کے بھائی کیقباد کو جیل سے آزاد کیا کیونکہ انکوریہ (انقرہ) کی فتح کے بعد کیکاؤس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا تھا چنانچہ قید خانے سے نکالنے کے بعد اسے وہاں کی مسند حکومت پر بٹھا دیا گیا۔
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کیکاؤس نے خود اسے قید خانہ سے نکال کر ولی عہد بنا دیا تھا جب کیقباد حاکم بن گیا تو ارزن الروم کے حاکم نے جو

اس کا چچا تھا' اس کی مخالفت کی تو اس نے اشرف کے ساتھ تعلق قائم کیا اور اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔

## کیقباد کی کامیابی

دمشق کے حاکم المعظم اور الجزیرہ کے حاکم الاشرف کے درمیان ناچاقی ہو گئی۔ دوسری جانب جلال الدین خوارزم شاہ تاتاریوں سے بھاگ کر ہندوستان چلا گیا تھا اور وہاں سے واپس آ کر آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے ذریعے حاکم دمشق المعظم کی طاقت میں الاشرف کے مقابلے میں زیادہ ہو گئی۔ خاندان بنو ارتق میں سے شاہ مسعود حاکم آمد نے ان دونوں کی حمایت کی۔

اس صورت حال میں الاشرف نے رومی علاقوں کے حاکم کیقباد کو پیغام بھیجا کہ وہ حاکم آمد کے خلاف اس کی فوجی امداد کرے۔ ان دنوں الاشرف ماردین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ لہٰذا کیقباد نے لشکر کشی کر کے خود ملطیہ قیام اور وہاں سے آمد کی جانب فوجیں روانہ کیں اور چند قلعے سر کر لیے۔

اس صورت میں آمد کے حاکم نے الاشرف سے صلح کر لی تو اشرف نے کیقباد کو لکھا کہ وہ مفتوحہ علاقے اسے واپس کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا چنانچہ اشرف نے آمد کے حاکم کی امداد کے لیے اپنی فوجیں بھیجیں۔ اس وقت کیقباد قلعہ الکختا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ تاہم اس نے ان کی مشترکہ افواج کا مقابلہ کیا اور نہ صرف انہیں شکست دی بلکہ بڑی خون ریزی کی۔ اس جنگ سے فارغ ہو کر وہ پھر قلعہ الکختا کی جانب روانہ ہوا اور اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

بہرام شاہ ارزنکان شہر کا حاکم تھا جو قدیم شاہی خاندان بنو الاحدب سے تعلق رکھتا تھا' وہ ساٹھ برس تک وہاں کا حکمران رہا' اور قلیج ارسلان اور اس کی اولاد کا اطاعت گزار رہا۔

اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین داؤد شاہ حاکم ہوا۔ ۶۲۵ھ میں کیقباد نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ فوج لے کر اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ کسی جنگی مہم میں شریک ہو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے اسے گرفتار کر کے شہر ارزنکان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا ایک قلعہ کماح تھا۔ وہاں اس کے حاکم نے ہتھیار نہیں ڈالے تو اس نے داؤد شاہ کو دھمکا کر اس سے اس کے نائب کے نام حکم لکھوایا اور اس نے حکم کے مطابق وہ قلعہ کیقباد کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد کیقباد نے ارزن الروم کا رخ کیا۔ وہاں حاکم ابن عمر طغرک شاہ بن قلیج ارسلان تھا۔ ابن طغرک شاہ نے اشرف کی اطاعت کا اعلان کیا۔ اور خلاط میں اس کے نائب حاکم حسام الدین اعلیٰ سے فوجی امداد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر پہنچ گیا۔

اس بات کا پتہ جب کیقباد کو چلا تو اس نے اس کا مقابلہ نہیں کیا اور شہر ارزنکان سے اپنے ملک واپس آ گیا' جب ▪ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے دشمن فرنگیوں نے اس کے ایک قلعہ صوبا پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ قلعہ بحر خزر کے کنارے واقع ہے لہٰذا اس نے اس کا بحری اور بری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا اور آخر کار مسلمانوں نے اس قلعہ کو فرنگیوں کے قبضہ سے آزاد کرا لیا۔

## خوارزم شاہ سے مقابلہ

کیقباد کا چچا زاد بھائی ارزن الروم کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور اس کے ساتھ خلاط کا محاصرہ بھی کیا تھا جہاں اشرف کا آزاد کردہ غلام ایبک تھا۔ جلال الدین نے خلاط پر قبضہ کرنے کے بعد ایبک کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد کیقباد ان دونوں سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے الملک الکامل سے فوجی امداد مانگی۔ اس نے اس کی مدد کے لیے اپنے بھائی اشرف کو جو دمشق میں تھا' مامور کیا۔ اس نے الجزیرہ اور شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں لے کر کیقباد کے پاس پہنچا' اس نے سیواس میں اس سے ملاقات کی اور ▪ دونوں پچیس ہزار کا لشکر جرار لے کر سیواس سے خلاط کی جانب روانہ ہوئے۔ ان کا مقابلہ جلال الدین خوارزم شاہ سے شہر ارزنکان کے گردونواح میں ہوا۔ وہ ان کا عظیم لشکر دیکھ کر خوف زدہ ہوا اور شکست کھا کر خلاط کی جانب روانہ ہوا اور وہاں سے آذربائیجان کی راہ لی۔

خولی کے نزدیک انہوں نے قیام کیا۔ اس کے بعد اشرف خلاط کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ جلال الدین نے خلاط کو تاخت ▪ تاراج کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب اپنے ملک کی جانب لوٹ گئے۔ پھر صلح کے لیے ایلچیوں کی آمد و رفت ہوئی اور مصالحت ہو گئی۔

## الکامل کا تعاقب

روم کے مشرقی علاقے میں علاؤ الدین کیقباد نے اپنی سلطنت وسیع کرلی تھی۔ اس نے خلاط کے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ حالانکہ اس نے اس کی مدافعت کے لیے اشرف بن عادل کے ساتھ مل کر جلال الدین خوارزم شاہ سے جنگ کی تھی۔ اشرف بن عادل نے اس کی مخالفت کی اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے بھائی الکامل سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ وہ مصر سے فوج لے کر ۶۳۱ھ کو روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام خاندان کے حکام شریک تھے۔

وہ رومی سرحد کے نزدیک دریائے ارزن پر پہنچ گیا تھا۔ اس کی ہراول فوجوں کا سردار حاکم حماۃ تھا۔ وہ بھی اس کے خاندان کا تھا۔ کیقباد کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی اور کیقباد نے اس کو شکست دے دی اور اسے خرت برت میں محصور کردیا جس پر بنو ارتق کا قبضہ تھا۔

۶۳۲ھ میں الکامل اپنی فوجوں کو لے کر مصر واپس چلا گیا۔ کیقباد ان کا تعاقب کر رہا تھا پھر اس نے رہا اور حران پر چڑھائی کی اور ان دونوں علاقوں کو الکامل کے نائب کے قبضے سے نکال لیا اور اپنی جانب سے ان کا حاکم متعین کیا۔ یہ دونوں علاقے الکامل نے ۶۳۳ھ میں دوبارہ چھین لیے تھے۔

## کیخسرو کا دور حکومت

۶۳۴ھ میں علاء الدین کیقباد کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو مسند نشین ہوا۔ اس کے عہد میں سلجوقی سلطنت کا زوال اسلامی ممالک میں ہوا۔ خوارزم شاہی سلطنت بھی زوال پذیر ہوئی اور اسی زمانے میں تاتاری ماوراء النہر سے نکلے اور چنگیز خان نے جو ان کا بادشاہ تھا' بہت سے اسلامی ممالک پر قبضہ کرلیا اور اس نے خوارزم شاہ کی سلطنت کو ختم کر دیا۔ چنانچہ ان کا آخری بادشاہ جلال الدین ہندوستان بھاگ گیا۔ پھر وہاں سے واپس آکر اس نے آذربائیجان اور عراق عجم کو فتح کیا۔

اس کے عہد میں ایوبی خاندان شام اور آرمینیہ کے علاقوں پر حکمران تھا۔ تاتاری فوج تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی تھی اور وہ ہر جگہ قتل و غارت گری کرنے لگے تھے اور جہاں موقع پاتے تھے وہاں ان علاقوں کو فتح کر لیتے تھے۔ اس طرح ان کی سلطنت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئی تھیں۔

## تاتاریوں کی پیش قدمی

۶۴۱ھ میں تاتاری فوج کا ایک حصہ روم کے مشرقی علاقے کی جانب بھی گیا۔ اس وقت غیاث الدین کیخسرو نے ایوبی سلطنت اور دیگر ترک حکومتوں سے جو اس کے ہمسایہ میں تھیں' امداد مانگی۔ چنانچہ ہر جانب سے فوجی امداد دی گئی اور وہ تاتاریوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس کی فوج کے اگلے حصہ نے تخمیر زنجان کے مقام پر جنگ کی' لیکن اس ہراول فوج کو شکست ہوئی اور وہ تمام اس کے پاس پہنچ گئے۔ اسے بھی شکست ہوئی اور وہ اپنے اہل و عیال اور ذخیرہ کو لے کر میدان جنگ سے دور ایک ایسے شہر کی جانب فرار ہوگیا جو ایک ماہ کی مسافت پر تھا۔ اس کے دیہات کو تاتاریوں نے خوب لوٹا اور وہ روم کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیل گئے اور فتنہ و فساد اور لوٹ مار کرتے رہے۔ انہوں نے خلاط اور آمد پر بھی قبضہ کرلیا۔ غیاث الدین کیخسرو اپنے شہر میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا آخر کار اس نے ان سے پناہ مانگی اور ان کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد اس کے تاتاریوں کے ساتھ تعلقات اچھے ہو گئے۔ تاہم تاتاریوں نے قیساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

## کیقباد ثانی کی حکومت

غیاث الدین کیخسرو کا اس جنگ سے واپسی پر انتقال ہوگیا' اس کا انتقال ۶۵۴ھ میں ہوا۔ کیخسرو کے انتقال کے بعد ولی عہد ہونے کے باعث علاء الدین کیقباد ثانی قونیہ کی سلطنت کا حاکم ہوا۔ وہ کیخسرو کا سب سے بڑا بیٹا تھا اس کے دوسرے بیٹے عز الدین کیکاؤس اور رکن الدین قلیج ارسلان تھے۔ کیقباد ثانی نے تمام بھائیوں کو سلطنت میں شریک کر رکھا تھا اور مساجد کے خطبوں میں ان کا نام بھی لیا جاتا تھا۔

## تاتاریوں کی چڑھائی

اس کے عہد میں سلطان چنگیز خاں کا انتقال ہو گیا۔ تاتاریوں کا پایۂ تخت قراقرم میں تھا۔ چنگیز خان کے انتقال کے بعد تلو خاں اس کا بیٹا

تخت نشین ہوا۔ وہ ان کے ہاں خان اعظم کے لقب سے پکارا جاتا تھا کیونکہ اسے اپنے تمام خاندان کے بادشاہوں اور تمام شمالی علاقوں اور عراق میں بالادستی حاصل تھی۔

تلو خان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا منگو خان تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو عراق اور اسماعیلیوں کے علاقوں کو فتح کرنے کے لیے فوج دے کر ۶۵۰ھ میں بھیجا تھا۔ چنانچہ اس نے عراق' عرب ، عجم اور بغداد پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد خان اعظم منگو خان نے ۶۵۴ھ میں ایک مغل سردار کو جس کا نام بیکو تھا' لشکر دے کر مسلمانوں کے رومی علاقے کی جانب بھیجا چنانچہ وہ ارزن الروم (موجودہ ارض روم) پہنچا۔ وہاں کا حاکم سلطان علاء الدین کیقباد کا آزاد کردہ غلام نسان الدین یاقوت حاکم تھا۔ تاتاری سپہ سالار نے اس شہر کا دو مہینے تک محاصرہ کیا اور (قلعہ شکن) منجنیقیں وہاں نصب کرا دیں۔ پھر اس نے زبردستی اس پر قبضہ کر لیا' اس کے حاکم یاقوت کو قیدی بنا لیا اس کے بعد اس نے تمام اسلامی فوجوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صرف وہاں کے دکان داروں اور کاریگروں کی جان بچی۔

اس کے بعد اس نے دوسرے رومی شہروں کی جانب کوچ کیا اور قیساریہ اور وہاں سے ایک مہینے کی مسافت کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے اپنے وطن کی راہ لی۔

۶۵۵ھ میں وہ دوبارہ آیا اور شہروں میں تباہی پھیلا دی اور پہلے سے زیادہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

## کیقباد ثانی کا اظہار اطاعت

علاؤ الدین کیقباد ثانی کی سلطنت میں بیکو کے تاتاری لشکر نے زبردست تباہی مچا رکھی تھی۔ اس لیے کیقباد ثانی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ خان اعظم' منگو خان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کرنے کی تائیدی اعلان کرے۔ اس سے درخواست کرے کہ وہ بیکو اور اس کے مغل لشکر کو اس کی مملکت میں آنے سے روک دے۔ لہٰذا وہ قونیہ سے ۶۵۵ھ میں اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام اور وفادار مشیر سیف الدین طرنطائی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اس کے ساتھ (نذرانہ پیش کرنے کے لیے) بہت سا مال و دولت اور تحائف تھے۔

(اس کے جانے کے بعد) اس کے بھائی عز الدین کیکاؤس ثانی نے اپنے دوسرے بھائی قلیج ارسلان کو گرفتار کر کے قونیہ میں نظر بند کر دیا اور خود سلطنت پر قبضہ کر لیا اس نے اپنے بھائی کے جانے کے بعد اپنے اکابر رفقاء کے ذریعے سیف الدین طرنطائی کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان تحائف کو روک لیں جو ان کے ساتھ ہیں اور علاء الدین کیقباد ثانی کو واپس بھیج دیں کیونکہ وہ خود ان تحائف کو خان اعظم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے لیکن کیکاؤس ثانی کے قاصد اس وقت وہاں پہنچے جب کہ وہ خان اعظم کی مملکت میں داخل ہو چکے تھے۔ اور وہاں اس کے کسی حاکم کے پاس ان کا قیام ہو گیا تھا۔

اس تاتاری حاکم سے جس کے پاس وہ قیام پذیر تھے اس ایلچی نے یہ جھوٹی شکایت کی کہ ان کے پاس زہر ہے۔ تاتاری حاکم نے جب تحقیقات کی تو ان کے پاس سے کھانے کی چیز نکلی اس نے طبیبوں کو بلایا تو ان اطباء نے اس کے شک و شبہ کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس حاکم نے ان لوگوں کو خان اعظم کے پاس بھیج دیا۔

## کیقباد ثانی کا انتقال

علاؤ الدین کیقباد ثانی راستے میں وفات پا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے امراء اور مشیروں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ اس کے بعد سب سے بڑا بیٹا ہونے کے باعث عز الدین کیکاؤس ثانی کو حاکم تسلیم کر لیا جائے اور اس کی جانب سے خان اعظم سے مصالحت طے کی جائے۔ چنانچہ خان اعظم نے صلح نامہ لکھا اور انہیں خلعت عنایت کیے پھر اس کے سپہ سالار بیکو نے خان اعظم کو لکھا کہ "رومی علاقے کے باشندے اس سے جنگ کر رہے ہیں اور اسے عبور کرنے سے روک رہے ہیں۔" لہٰذا اس خط کے بعد خان اعظم نے ایلچیوں کو بلوایا اور انہیں اس بات کی خبر دی۔

انہوں نے کہا "ہم جب ان کے پاس سلطان کا خط لے کر جائیں گے تو وہ مطیع و فرمانبرداری کا اظہار کریں گے۔"

## شرائط صلح

خان اعظم نے اس کے بعد قونیہ کی سلطنت کو دونوں بھائیوں یعنی عز الدین کیکاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قلیج ارسلان کے درمیان اس طرح تقسیم کیا کہ سیواس سے قسطنطنیہ تک کا مغربی علاقہ عز الدین کیکاؤس کے قبضہ میں رہے گا اور سیواس سے ارزن الروم تک کا مشرقی حصہ جو تاتاری سلطنت سے ملا ہوا ہے وہ رکن الدین قلیج ارسلان کے پاس رہے گا ان دونوں کو خان اعظم کی اطاعت قبول کرنی ہوگی اور وہ منکو خان کو جس کا پایۂ تخت قراقرم میں ہے خراج ادا کریں گے۔

وہ ایلچی اس شرائط صلح کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے اور اپنے ساتھ علاء الدین کیقباد ثانی کی لاش بھی لے گئے تاکہ اسے وطن میں سپرد خاک کر دیں۔

## قونیہ پر قبضہ

اس مصالحت کے بعد بیکو مغلوں کا لشکر لے کر تیسری مرتبہ رومی علاقے پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔ عز الدین کیکاؤس نے اس کے مقابلے کے لیے اپنے سپہ سالار ارسلان ایدغمش کی زیر قیادت فوجیں بھیجیں۔ مغل سردار بیکو نے انہیں شکست دی اور ان کے تعاقب میں دار السلطنت قونیہ تک پہنچ گیا۔ اس کی خبر سن کر عز الدین کیکاؤس سمندر کے ساحلی مقام علایا کی جانب فرار ہو گیا۔

بیکو نے قونیہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ شہر والوں نے اپنے خطیب کے ذریعے سے اس سے پناہ لینے کا پیغام بھیجا۔ جب خطیب موصوف اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا استقبال کیا اور اس کی بیوی نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بیکو نے شہر والوں کو پناہ دی اور امن و امان کی صورت حال کو درست کیا۔

## کردوں کی گوشمالی

۶۵۵ھ میں ہلاکو خان جب بغداد کی جانب روانہ ہوا تو اس نے بیکو اور اس کی ان فوجوں کو جو رومی علاقے میں مقیم تھیں، حکم دیا کہ وہ اس کے پاس پہنچ جائیں۔ بیکو نے یہ معذرت پیش کی کہ اس کے رستے میں غراسیہ اور یاروقیہ کے مقام پر کردی چھاپہ مار حائل ہیں چنانچہ ہلاکو خان نے اس کی گوشمالی کے لیے انہیں فوجیں بھیجیں۔ جنہوں نے انہیں بھگا دیا۔ اس کے بعد مغل لشکر آذربائیجان پہنچا یہاں کے باشندے کردوں کے حملوں کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ فوجیں بیکو کی قیادت میں ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئیں اور اس کے فتح بغداد (اور اس کی تباہی) میں شریک ہوئیں، جس کا حال خلفائے عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے اور ہلاکو خاں کے حالات میں بھی اس کا بیان کیا جائے گا۔

## بیکو کی موت

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ہلاکو خاں نے بیکو کو بلوا کر بھیجا تھا تو وہ اس کے ساتھ فتح بغداد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس نے اس کے ساتھ غداری کی تھی۔ چنانچہ جب بغداد فتح ہو چکا تو ہلاکو خان نے اس کے پاس ایک شخص بھیجا تھا جس نے اس کو زہر پلایا تھا اور وہ اس کے باعث مر گیا تھا۔ ہلاکو خان نے اسے خود مختاری اور نافرمانی کا ملزم گردانا تھا۔

ہلاکو بغداد کو فتح کرنے کے بعد ۶۵۸ھ میں شام کی جانب روانہ ہوا اور حلب کا محاصرہ کر لیا اور اس نے عز الدین کیکاؤس، رکن الدین قلیج ارسلان اور معین الدین سلیمان برنواء کو بلا بھیجا۔

## سلیمان برنواء

معین الدین سلیمان برنواء کے حالات یہ ہیں کہ اس کا باپ مہذب الدین علی دیلم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے علم حاصل کیا اور اس میں کمال پیدا کیا۔ اس کے بعد وہ علاء الدین کیقباد کے دور حکومت میں وزیر سعد الدین متوفی کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ اس کا وظیفہ جاری کر دے۔ وہ اچھا مقرر اور خطیب تھا۔ وزیر مذکور نے اسے پسند کیا اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دی۔ اس کے بطن سے سلیمان کی پیدائش ہوئی جس کی حکومت کے زیر سایہ پرورش ہوتی رہی۔

سعد الدین متوفی کا جب انتقال ہوا تو سلطان علاء الدین کیقباد نے مہذب الدین کو وزیر بنایا اور قلمدان وزارت سے اسے نوازا۔ پھر مہذب الدین کا بھی انتقال ہو گیا اس دوران میں اس کا بیٹا مہذب الدولہ اور معین الدین کے خطابات سے نوازا گیا اور مختلف مراتب پر ترقی پاتا رہا یہاں تک کہ وہ حاجب کے عہدہ پر مامور ہوا اسے برنواء کے نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ ان کی (ترکی) زبان میں برنواء حاجب کو کہتے ہیں۔ وہ رکن الدین کا مشیر خاص تھا جب وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ ہلاکو خان کے دربار میں حاضر ہوا تو اس کی نگاہوں میں سما گیا اور اس نے رکن الدین سے یہ کہا:

''تمام امور سلطنت میری جانب سے صرف یہی سرانجام دیتا رہے۔''

اس کے بعد اس نے اس قدر ترقی کی کہ روم کے سارے مشرقی علاقے کا [redacted] حاکم ہو گیا۔

## عز الدین کا فرار

عز الدین کیکاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قلیج ارسلان کے مابین ۶۵۹ھ میں سخت جھگڑا ہوا۔ اس لیے رکن الدین' سلیمان برنواء کو لے کر ہلاکو خان کے پاس پہنچا تاکہ وہ اس کے برخلاف اسے فوجی امداد مہیا کرے۔ چنانچہ ہلاکو خان نے اسے فوجی امداد مہیا کی۔ پہلی مرتبہ جب اس نے اپنے بھائی سے جنگ کی تھی تو عز الدین نے اسے شکست دی تھی لیکن جب ہلاکو خان نے اس کو فوجی امداد مہیا کی تو عز الدین کو شکست ہوئی اور [redacted] قسطنطنیہ بھاگ گیا اور رکن الدین اس کے تمام صوبوں پر حکمرانی کرنے لگا۔

## ترکمانوں کا فرار

ترکمان قوم بھی بھاگ کر پہاڑوں' سرحدوں اور ساحلی علاقوں میں پناہ گزیں ہو گئی تھی' انہوں نے ہلاکو خان کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی آبادیوں پر بھی ایک حاکم مامور کرے لہٰذا اس نے محمد بیگ کو ان کا امیر مامور کیا اور علی بیگ کو اس کا مشیر مقرر کیا۔ علی بیگ نے محمد بیگ کو ہلاکو خان کے پاس بلوایا لیکن وہ اس کے پاس نہیں آیا چنانچہ اس نے قلیج ارسلان اور ان تاتاری فوجوں کو جو اس کے ساتھ تھیں' حکم دیا کہ [redacted] اس کے خلاف جنگ کریں' چنانچہ [redacted] اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا پھر اس نے سلطان رکن الدین سے پناہ مانگی چنانچہ وہ اسے پناہ دے کر قونیہ لے آیا اور وہاں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا پھر علی بیگ ترکمان قوم کا امیر متعین ہوا اور یہ حکومت اس کی اولاد میں موروثی طور پر چلتی رہی۔ لیکن تاتاری وہاں کے نزدیکی علاقوں پر قابض رہے۔

## بغاوت کا منصوبہ

عز الدین کیکاؤس جب شکست کھا کر قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اس کے نام کا وظیفہ جاری کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کی ننھیال میں سے بعض رومی امراء بھی تھے۔ ان تمام نے مل کر بغاوت کی سازش تیار کی اور قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ ان کی یہ سازش پکڑی گئی اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے عز الدین اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اسے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔

## کیکاؤس کا انتقال

پھر کچھ مدت کے بعد حاکم قسطنطنیہ اور دوشی خان بن چنگیز خان کے خاندان کے ایک حاکم منکو تمر بن طغان کے درمیان ناراضگی ہو گئی۔ منکو تمر شمالی علاقے کا حاکم تھا اس نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے گرد و نواح کو خوب تاراج کیا۔ اس صورت حال میں عز الدین کیکاؤس قید خانے سے فرار ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اس کے پائے تخت سرائی چلا گیا۔ وہاں ۶۷۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مسعود اس کا جانشین ہوا۔ سرائی کے بادشاہ منکو تمر نے اس کی والدہ سے نکاح کرنا چاہا۔ لیکن مسعود نے اس رشتہ سے انکار کیا اور وہاں سے بھاگ کر ہلاکو خان کے بیٹے ابغا خان حاکم عراق کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اسے سیواس' ارزن الروم اور ارزنکان کے علاقے عنایت کیے اور وہ وہاں پر رہنے لگا۔

## رکن الدین قلیج ارسلان کا انجام

رکن الدین قلیج ارسلان کو معین الدین برنواء نے اپنے قابو میں کر رکھا تھا اور اس پر غالب آیا ہوا تھا رکن الدین اس کی ان من مانی

حرکات کی وجہ سے ناراض تھا۔ دونوں میں ناراضگی بہت حد تک بڑھ گئی تھی جب برنواء کو یہ خبر ملی کہ عزالدین کیکاؤس قسطنطنیہ میں نظربند ہے تو اس نے رکن الدین کو موت کے گھاٹ اتارنے کی سازش کو مکمل کر لیا اور خفیہ طور پر اچانک اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ اس کے نوعمر بیٹے غیاث الدین کیخسرو ثانی کو اپنی زیر نگرانی مسند نشین کیا۔ اس طرح وہ تمام ایشیائی رومی علاقے کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا اور اس کی حکومت کے تمام حکام اس کے حسب منشاء ہو گئے۔

## تاتاریوں کا قتل

۶۵۸ھ میں ہلاکو خان نے شام پر متعدد بار حملے کیے۔ اسی طرح اس کا بیٹا ابقا خان بھی حملے کرتا رہا۔ مصر و شام کا حاکم الملک الظاہر اس کی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا اور اکثر ان کے شہروں میں داخل ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ۶۷۵ھ میں وہ رومی علاقے میں داخل ہوا۔ وہاں اس وقت ایک تاتاری حاکم طنا حکمران تھا۔ چنانچہ شاہ الظاہر کے مقابلے کے لیے ہلاکو خان کے بیٹے ابقا خان نے دو تاتاری سپہ سالاروں کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں جس کے نام کداون اور زتو تھے۔ مغل فوجیں شام کی جانب بڑھیں اور شاہ الظاہر مصر سے ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ اس کے ہراول فوجوں کا سپہ سالار سقرا الاسقر تھا۔ چنانچہ اس کے ہراول فوجوں کی لڑائی مغل فوجوں سے کو کسو کے مقام پر ہوئی۔

تاتاریوں کو اس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ الظاہر نے ان کا تعاقب کیا اور فریقین میں دوبارہ البلیشن کے مقام پر لڑائی ہوئی اور تاتاریوں نے دوبارہ شکست کھائی اور شاہ الظاہر قیساریہ کے مقام پر ان کا قتل عام کرتا رہا اور انہیں جنگی قیدی بناتا رہا۔ پھر اس نے قیساریہ کو فتح کر لیا۔ وہاں وہ برنواء کی آمد کا انتظار کرتا رہا کیونکہ اس نے خفیہ طور پر شاہ الظاہر کو دعوت جنگ دی تھی اور اسے مغلوں کے علاقے پر حملہ کے لیے اکسایا تھا۔

## برنواء کی گرفتاری

اس واقعہ کی خبر جب مغلوں کے حاکم ابقا خان کو ملی تو وہ مغلوں کا بہت بڑا لشکر لے کر قیساریہ پہنچا اس وقت تک شاہ الظاہر اپنے ملک واپس چلا گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی قوم کے سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھرے ہوئے دیکھے۔ اس وقت اسے برنواء کی سازش کا علم ہوا کہ اسی نے ملک الظاہر کو اس جنگ کے لیے آمادہ کیا تھا کیونکہ اس نے اس کے رومی علاقے کے کسی باشندہ کی لاش نہیں دیکھی۔ اس پر وہ برنواء پر بہت ناراض ہوا اور اسے گرفتار کر کے لے گیا اور اس کے تمام ملک پر خود قابض ہو گیا۔

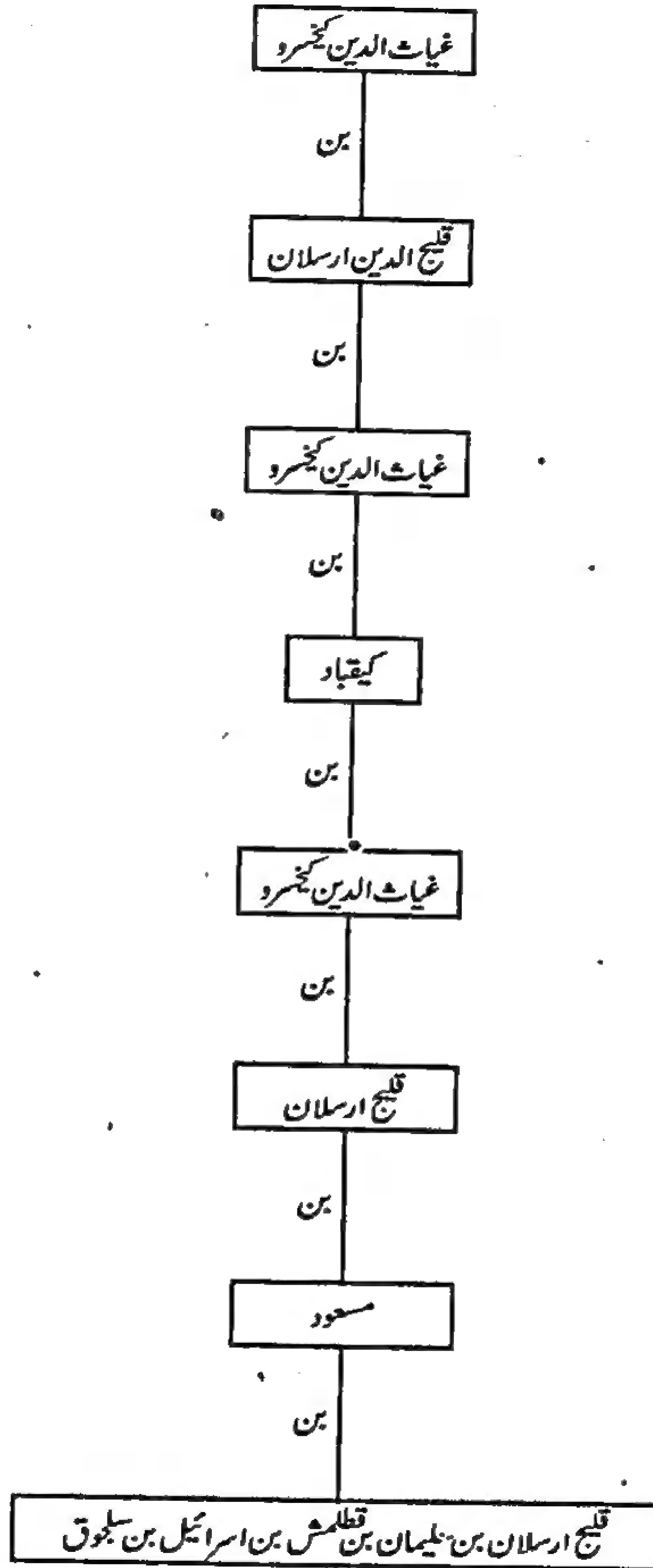
## بھائی کا قتل

ہلاکو خان کا ایک بیٹا قنطغر طاس ایشیائی روم میں اس کے بادشاہ غیاث الدین کیخسرو کے ساتھ رہتا تھا اور وہاں ابقا خان کے دور سے وہاں کی مغل فوج کا سپہ سالار تھا جب ابقا خان کے بعد ہلاکو خان کا دوسرا بیٹا انکودار حاکم ہوا تو اس نے وہاں سے اپنے بھائی قنطغر طاس کو بلوایا لیکن اس نے وہاں جانے سے انکار کیا کیونکہ اسے اپنی جان کا خطرہ تھا لیکن غیاث الدین نے اسے آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کے حکم کی تعمیل کرے۔ چنانچہ وہ خود بھی اس کے ساتھ وہاں گیا جب وہ وہاں پہنچا تو نکودار نے اپنے بھائی قنطغر طاس کو قتل کر دیا۔

## ترکمانوں کی حکومت

غیاث الدین پر مغلوں نے یہ الزام لگایا کہ وہ نکودار کے خیالات جانتا تھا اور وہ قصداً اسے وہاں لایا۔ چنانچہ جب نکودار کے بعد ارغوان خان بن ابقا خان بادشاہ ہوا تو اس نے غیاث الدین کیخسرو کو ایشیائی روم (موجودہ ترکی) کے علاقے سے برطرف کر دیا اور اسے ارزنکان میں مقید کر دیا اور اس کے بجائے روم کے قلعوں پر اولاکو خان کو ۶۸۲ھ میں مامور کیا اور غیاث الدین کیخسرو کے چچا زاد بھائی مسعود بن کیکاؤس کو ۶۸۱ھ میں رومی علاقے کا حاکم متعین کیا لیکن اس کی سلطنت کو جلد زوال آ گیا اور قونیہ کی سلطنت مغل اور تاتاریوں کے ہاتھ میں آ گئی پھر ان کی حکومت بھی ناکام ہوئی اور ان کی سلطنت کو بھی زوال آ گیا۔ البتہ سیواس میں مرداش بن جوبان کے غلام ارشا کے بیٹوں کی حکومت کچھ مدت تک برقرار رہی۔ پھر یہ سارا ملک ترکمانوں کے قبضے میں آ گیا اور وہ اس کے حاکم بن گئے۔

# سلاطین قونیہ کا شجرہ



# باب ۳

# سلجوقی سلاطین خلاط وارمینیہ

اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد آذربائیجان کے علاقہ مزید کا حاکم تھا اسماعیل کا لقب قطب الدولہ تھا۔ اس کا ایک ترکی آزاد کردہ غلام تھا جس کا نام سکمان یا سقمان تھا وہ قطب الدولہ کی نسبت سے سکمان القطبی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ وہ بہت دلیر تھا اور اپنے احکام میں انصاف پسندی سے کام لیتا تھا۔

## دیار بکر کی فتح

دیار بکر کے حکام بنو مروان کے ماتحت خلاط اور ارمینیہ کے علاقے تھے انہوں نے اپنی سلطنت کے آخری دور میں رعایا کے ساتھ بڑا ظلم و ستم شروع کر دیا تھا اور شہر کے باشندے ان سے ناراض ہو گئے تھے۔ اس لیے انہوں نے سکمان سے خط و کتابت کی اور اسے بلوایا تاکہ وہ ان پر حکومت کرے چنانچہ وہ ۵۰۲ھ میں فوج لے کر دیار بکر کے شہر میافارقین پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہاں کے لوگوں نے پناہ کی درخواست کی اور وہاں کا حاکم ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد شاہ بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود بن زید بن صدقہ کو حکم دیا کہ وہ فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرے اور ان کے قبضے سے اسلامی علاقے چھین لے۔ اس نے سرحد کے حکام کو اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا لہٰذا ہمدان کا حاکم سقمان القطبی بھی اس کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دشمن کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر انہوں نے رہا کا محاصرہ کیا جس کو وہ فتح نہ کر سکے اور تل ناشر کو بھی فتح نہ کر سکے۔

## سکمان کا انتقال

اس دوران حلب کے حاکم رضوان بن تتش نے انہیں بلوایا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اس نے ان سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ سکمان قطبی وہیں پر بیمار ہو گیا لہٰذا وہ وہاں سے واپس ہو گیا لیکن راستے میں بالس کے مقام پر وفات پا گیا اور تمام ملکوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔

اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ظہیر الدین ابراہیم خلاط و ارمینیہ کا حاکم بنا۔ وہ اپنے والد کے طریقے پر چلتا رہا حتیٰ کہ ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی احمد بن سکمان نے دس ماہ تک حکمرانی کی۔

اس کا بھی جب انتقال ہو گیا تو ارکان سلطنت نے ارمینیہ اور خلاط کا حکمران اس کے بھتیجے شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم بن سکمان کو مامور کیا جو نوعمر لڑکا تھا۔ اس پر اس کی دادی والدہ ابراہیم حاوی غالب تھی۔ اس کی دادی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ارکان سلطنت نے اس کی دادی کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد ۵۲۸ھ میں شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم خود مختار حاکم بن گیا۔

اس کی بہت سی جھڑپیں کرج قوم کے ساتھ ہوتی رہیں کیونکہ اس سے پیشتر وہ ۵۰۶ھ میں اران کے علاقہ کے شروانی کو لوٹ چکے تھے وہ ان کے مقابلے کے لیے لشکر لے کر پہنچا تو انہوں نے اسے شکست دی اور اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔

ارزن الروم کے حاکم طلیق بن علی کی بہن اس کے نکاح میں تھی۔ طلیق بن علی کے ساتھ بھی کرج قوم کی جنگ ہوئی جس میں طلیق کو شکست ہوئی اور وہ جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ شاہ ارمن نے کرج کے بادشاہ کے پاس فدیہ بھیج کر طلیق کو رہا کرایا اور اسے اس کے ملک ارزن الروم

بھیج دیا۔

پھر صلاح الدین بن ایوب مصر و شام کا حاکم ہو گیا اور اس کی سلطنت وسیع ہو گئی تو مظفر الدین کو کبری نے اس سے خط و کتابت کی اور اسے الجزیرہ پر قبضہ کرنے کے لیے اکسایا اور پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔

## سنجار کا محاصرہ

اس پر غازی صلاح الدین فوج لے کر سنجار پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا' یہ مقام موصل کے راستوں کا سنگم تھا' اس زمانے میں موصل کا حاکم عز الدین مودود بن زنگی تھا۔ اس نے خلاط کے حاکم شاہ ارمن سے فوجی امداد مانگی چنانچہ شاہ ارمن نے اپنے آزاد کردہ غلام مکتمر کو غازی صلاح الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ حاکم موصل سے (جنگ نہ کرنے کے بارے میں) سفارش کرے لہٰذا وہ غازی صلاح الدین کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ سنجار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' غازی صلاح الدین نے اس کی سفارش نہ مانی اور وہ ناراض ہو کر واپس چلا گیا۔

## سنجار پر قبضہ

پھر شاہ ارمن غازی صلاح الدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج لے کر چل پڑا۔ اس نے قطب الدین نجم الدین کو ماردین کے حاکم کے پاس بھیجا جو اس کا بھتیجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس کے ساتھ دولت شاہ بن طغرک شاہ بن قلیج ارسلان بھی حاضر ہوا۔ وہ ۵۷۸ھ میں اس وقت روانہ ہوا جبکہ غازی صلاح الدین نے سنجار پر قبضہ کر لیا تھا اور فوجیں منتشر ہو گئی تھیں۔ جب اسے ان کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو اس نے حماۃ سے تقی الدین کو بلوایا' وہ وہاں جلد پہنچا اور راس عین کی جانب پیش قدمی کی لیکن اس وقت ان کی فوجیں منتشر ہو چکی تھیں۔ اس لیے غازی صلاح الدین ماردین کی جانب روانہ ہو گئے اور اس کے علاقہ کو تباہ کرنے کے بعد واپسی اختیار کی۔

سال کے آخر میں غازی صلاح الدین موصل کی جانب روانہ ہوئے اور الجزیرہ میں سے گذرتے ہوئے حران پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات مظفر الدین کو کبری بن زین الدین سے ہوئی' اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا اس لیے انہوں نے حران اور رہا کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور قید کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد اسے رہا کر دیا گیا کیونکہ اس کی خط و کتابت کے مطابق عمل کیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے اس کا شہر بھی اس کے حوالے کر دیا اور حران سے روانگی اختیار کی۔

## مصالحتی وفد کی آمد

قلعہ اور دارا کی افواج اس کے بعد ان کے پاس حاضر ہوئیں اور الجزیرہ کا حاکم سنجر شاہ بھی جو عز الدین مودود کا بھتیجا تھا ان کے پاس آیا۔ اس نے اپنے چچا کی اطاعت چھوڑ کر غازی صلاح الدین کی حمایت کرنے کا اعلان کیا اور ان کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ جب غازی صلاح الدین بلد کے شہر کے پاس پہنچے تو عز الدین نے اپنے چچا زاد بھائی نور الدین محمود اور اپنے ارکان سلطنت کی ایک جماعت کو صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ سلطان صلاح الدین نے اس وفد کی آؤ بھگت کی اور اپنے ارکان سلطنت سے صلح کے بارے میں مشورہ کیا۔ ہکاریہ کے سردار علی بن احمد المشطوب نے صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے مصالحتی وفد کو واپس کر دیا اور (صلح نہ کرنے کی) معذرت پیش کی۔ اس کے بعد وہ جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور موصل سے دو فرسخ پہلے پڑاؤ کیا۔ اہل موصل نے زبردست مقابلہ کیا۔ اور وہ ناقابل تسخیر ثابت ہوئے۔ اس صورت حال میں سلطان صلاح الدین کو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوئی کہ اس نے مصالحت کیوں نہیں قبول کی اور اس سلسلے میں اس نے علی المشطوب اور اس کے ساتھیوں کو مورد الزام ٹھہرایا۔

مصر سے قاضی الفاضل البیانی نے انہیں اس طرح مخاطب کیا کہ انہیں اس کے باعث بر طرف کر دیا۔

## الجزیرہ کا محاصرہ

اربل کے حاکم زین الدین یوسف اور اس کے بھائی مظفر الدین کو کبری آئے تو سلطان نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں مشرقی سمت کی فوجوں کے ساتھ ٹھہرایا۔ انہوں نے علی بن احمد المشطوب کو ہکاریہ قوم کے علاقہ الجزیرہ کی جانب بھیجا لہٰذا اس نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ کرد قوم کے لوگ اس کے مقابلہ کے لیے آئے لیکن وہ اس قلعہ کا محاصرہ کرتا رہا حتی کہ سلطان صلاح الدین موصل سے واپس آ گئے انہوں نے